جلد سوم　　　　**حسن**　　　　نمبر ۸

اعزازی اڈیٹر احسن مارہروی

و ان اخلاقات ناظر علی صاحب

ماہ اگست ۱۹۰۹ء

مضامین

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

رسید زر

نہایت شکرگذاری کے ساتھ ان علم دوست اولوالعزم حضرات کے اسمائے گرامی درج کئے جاتے ہیں جنہوں نے از راہ قدردانی عطیہ زرچندہ سے نیچر رسالہ کو ممنون و مشکور فرمایا۔ امید ہے کہ جو حضرات ہنوز در باقیات میں ہیں وہ بہت جلد اپنے کو سبکدوش اور ہمکو شکرگذار بنائیں گے۔

(۱) عالی جناب ملا محمد علی صاحب۔ — عہ

(۲) عالی جناب مولوی امیر حسن صاحب۔ — عہ

(۳) عالی جناب مولوی سید غلام رسول صاحب۔ — عہ

(۴) عالی جناب نواب اعظم جنگ بہادر۔ — عہ

(۵) عالیجناب نواب صاحب والی مرشدآباد۔ — لعہ ر

(۶) عالیجناب غلام محمد صاحب پیل گانون — عمہ ر

(۷) عالیجناب نواب شہاب جنگ افتخار الملک بہادر معین المہام کوتوالی — صمہ ر

(۸) عالی جناب نواب رفعت یار جنگ بہادر — سلے ر

(۹) عالی جناب مولوی محمد ابراہیم خان صاحب وکیل — ععہ

(۱۰) عالی جناب نواب آصف نواز جنگ بہادر معتمد صرف خاص — عہ

تذکرہ

شاہ بابر غازی

سلسلہ کے لئے نمبر گذشتہ ملاحظہ ہو

فتح قندہار

سنہ ۹۱۳ھ - گذشتہ موقع پر شیبانی خان میدان چھوڑکر سمرقند چلا گیا تھا اور اوسکے جاتے
ہی خراسانی متفقہ فوج خواب کی طرح پریشان ہوگئی تھی - موقع پاکر اوسنے خراسان پر پھر حملہ کیا
شہزادے خدا جانے کس گوشے مین مدہوش پڑے تھے کہ شیبانی دار السلطنۃ ہرات پر قابض ہوگیا
اور ایک لڑائی نہین ہوئی - سلطان حسین مرزا کے عہد مین جو راحت و آسایش رعایا کو نصیب
ہوئی تھی افسوس اجڈ گنوار اوزبکونکے ایک ہی حملے نے کالعدم کردی - شہر ہرات خوب لٹا اور
وہانکے باکمال دل کھول کر تنگ کئے گئے - فتح خراسان کے بعد اوزبکونکی نگاہ قندہار پر تھی -
قندہار اوسوقت خراسان کا ایک صوبہ تھا - وہانکے گورنر نے مضطرب ہوکر بابر کو لکھا کہ قلعہ
قندہار حاضر ہے آکر قبضہ کر لیجئے - بابر یہ خیال کرکے کہ قندہار لیکر اوزبک کابل پر حملہ کرینگے قندہار
کو روانہ ہوا - جب قندہار کے قریب پہونچا تو امراء اوسکے بلانے سے پریشان ہوچکے تھے
اونسے لڑائی ہوئی اور لڑائی کے بعد قندہار بابر کا تھا - مال غنیمت کثرت سے ہاتھ لگا -
جس خوف سے خراسانی ظالمونکے قدم متزلزل کردئے تھے اوسنے بابر کو بھی وہان نہ رہنے
دیا - کہن سال مشیرون کی صلاح سے ناصر مرزا کو قندہار دیکر خود ہٹ آیا - ہفتہ عشر

بھی ناصر میرزا نے قندہار پر حکومت نہین کی تھی کہ شیبانی خان نے قندہار پر دھاوا کیا اور اوسکو غزنی جاتے بنی - قندہار نکل جانے کی خبر سنکر بابر کو خود اپنے واسطے دار الامن کی تلاش ہوئی - خراسان اور ماوراء النہر سے نسل تیمور بالکل بے دخل ہوچکی تھی اور پردۂ زمین پر صرف بابر اوس والا دودمان کی یادگار رہگیا تھا - بابر اوزبکون کے مقابلے مین پہلے بھی گویا ناکام ہی رہا تھا - اب تو اوزبکون کی قوت نصف النہار ترقی پر تھی - ایک لمحہ کے واسطے اوسنے اوزبکون سے جنگ آزمائی کا خیال نہین کیا - اور جلسۂ کنکاش جمع کرکے اس اہم مسئلہ پر بحث کی - اہل شوریٰ مین دو فریق ہوگئے - ایک فریق کی رائے تھی کہ بدخشان چلنا مناسب ہے - بدخشان کابل کی بہ نسبت ہرچند قندہار سے زیادہ دور ہے اور کوہستان کا قدرتی حصار بھی اوسکے گرد کھچا ہوا ہے لیکن ایسا دور بھی نہ تھا کہ شیبانی خان کی رسائی سے باہر ہوتا - صوبہ بدخشان اتنا زرخیز نہین کہ وہان کی آمدنی سے بابر اپنی قوت بڑھا سکتا - لعل خنکی بدولت بدخشان اس قدر مشہور ہے لب دلدار اور خون جگر کی تشبیہ و استعارہ مین زندہ دل شاعر بالکل صرف کر گئے کیونکہ اب اوسکا ہی پتا نہین - دوسرے فریق نے ہندوستان کو پسند کیا - اولوالعزم بادشاہ بھی اسمین شریک تھا - اسی رائے کو غلبہ رہا - خراسان اور ماوراء النہر مین اوزبک شاہان تیموریہ کو اگرچہ شہ مات کرچکے تھے مگر ایران مین ایک اور زبردست حریف پیدا ہوا - یہ وہ زمانہ ہے کہ شاہ اسمٰعیل صفوی نے اپنی بلند ہمتی سے ایران مین سلطنت صفویہ کا بنیادی پتھر نصب کیا اور ذوالفقار حیدری کے ہر شش کا لوہا تمام ایران مان گیا - اوزبک اودہر سے فارغ ہوکر اودہر متوجہ ہوئے اور سرحد عراق پر جانبازی و عرق ریزی شروع کی - مرو مین دونون جرار لشکرون کا مقابلہ ہوا - اوزبک زک کھا کر بھاگے

اور قزلباش سرفرور ہے۔ شیبانی خان اسی معرکے مین مارا گیا۔ اس فتح نمایان کے صلے مین زمانے نے خراسان شاہ اسمعیل کے پیش کیا۔

سمرقند و بخارا تیسری مرتبہ بابر فتح کرتا ہے

سمرقند مین بابر کی بہن آوزبکون کے پنجہ مین ہنس گئی تہی اور شیبانی خان نے اوس سے نکاح کر لیا تہا تو فتح کرنے کے بعد شاہ صفوی نژاد نے اوس سے ویسا ہی برتاؤ کیا جو ایک جوان مرد بادشاہ کو زیبا ہے۔ باعزاز اوسکو بہائی کے پاس کابل بہیجدیا۔ بابر نے شیبانی خان کے قتل کا جو نہی سنا سمرقند و فرغانہ پھر یاد آیا۔ شاہ اسمعیل کے پاس ایلچی اور ہدیے بہیجکر اتحاد کی سلسلہ جنبانی کی۔ اوسطرف سے بہی یہ بیان ہوگیا کہ یہ ملک جسقدر فتح کر لو وہ تمہارا ہے۔ بابر غزنی سے فوج فراہم کرکے براہ بدخشان ترکستان پہونچا۔ بور ہا شیبانی خان اگرچہ مرگیا تہا مگر جنگجو اوزبک ابہی باقی تہے۔ خوب لڑائیان ہوئین لیکن بخارا و سمرقند بابر نے فتح کر لیا۔ بخارا مین جو سنیون کا گویا مرکز ہے شاہ صفوی کی رضاجوئی کے واسطے دوازدہ ۱۲ امام کا خطبہ پڑہا گیا اس مرتبہ آٹھ مہینے ترکستان پر حکومت بابری رہی۔ فصل بہار مین اوزبک پھر جنگ آزما ہوئے۔ بابر کو شکست ہوئی اور ناکامی نے ہمیشہ کو غریب الوطن کر دیا۔

اس مہم سے واپس ہوکر افغانستان کی حکومت کو بابر استحکام دینیا رہا سرکش جرگون کو مطیع کرنے کی یہ تدبیر نکالی تہی کہ جو جرگہ سرتابی کرتا تہا فوراً بادشاہی فوج اونکے سر پر ہوتی تہی اونکو تہس نہس کرکے مقتول افغانون کے سرون کا منارہ بنا دیا جاتا تہا اور دُنبے اور بکری ضبط کر لی جاتی تہین۔ افغانستان مین مستقل ہوکر بابر نے بادشاہ کا لقب اختیار کیا۔ اولاد تیمور مین یہ نام پہلی دفعہ انتخاب ہوا۔ تیمور "امیر" اور اوسکی اولاد میرزا (مخفف امیرزادہ) کے نام سے

لقب سے مشہور ہے۔

ہندوستان کو فتح کیا

۹۳۲ھ تک بابر انہیں خفیف مہموں میں مصروف رہا۔ اسی زمانے میں چار حملے اوس نے ہندوستان پر کئے لیکن چار دن مرتبہ اوسکی یورش پنجاب کے ملک تک محدود رہی۔ ان حلوں سے غالباً اوسکا یہ مقصود تہا کہ سرحدی فرقونکو مطیع و مانوس کر لے۔ اگر ہندوستان میں اوسکو ناکامی ہوتی تو افغانستان سے اوسکو پناہ مِل جاتی۔ امیر تیمور نے ہندوستان فتح کرکے پنجاب کو اپنی وسیع سلطنت کا ایک جزو بنا لیا تہا۔ اوسکی وفات کے بعد یہ ملک اوسکی اولاد کے قبضے میں رہا۔ جب وہ باہمی نزاعوں میں پھنسکر ضعیف ہو گئے تو پنجاب کے حاکم خود سر بن بیٹھے۔ جب سلطنت لودیہ قایم ہوئی تو خطبہ پڑہکر یہ حاکم اس سلطنت کے برائے نام مطیع ہو گئے۔ سلطان سکندر نے اونکو معزول کرکے پنجاب کو اپنے ملک میں شامل کر لیا۔ بابر نے یہ کہکر کہ یہ ملک ہمارا ہی ہے اپنے لشکر کو کبھی لوٹ مار کی اجازت نہیں دی۔ اور پنجابیوں سے ہنیہ شاہانہ برتاؤ رکہا۔ جو جمع اونپر تشخیص کر دی گئی تہی بس وہی انتظام کے ساتھ سال بسال وصول کر لی جاتی تہی۔

حملہ بابری کیوقت ہندوستان کی پولیٹکل حالت

آخر بابر نے ان صوبوں کی آمدنی اور افغانستان کی آبادی سے اپنی فوج مرتب کرکے ۹۳۲ھ میں براہ خیبر ہندوستان پر پانچواں اور آخری حملہ کیا۔ دریائے اندس کو عبور کرتے وقت جب بخشی فوج نے جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ اچہے برے ۱۲۰۰۰ آدمی لشکر میں تھے۔ رسد کی مصلحت سے بابر دامن کوہ میں سیالکوٹ کیطرف بڑہا اور

۱۴ ربیع الاول کو سیالکوٹ پر پہونچا ۔ ہندوستان کی پولیٹکل حالت گویا اوسوقت متقاضی تہی کہ
کوئی بیرونی حملہ آور ملک کو کاہل فرمانرواؤن کی حکومت سے نجات بخشے ۔ قوی و ضعیف
۷ حکومتین حملہ بابری کے وقت ہندوستان مین قایم تہین ۔ اول سلطنت لودیہ تہی ۔ پنجاب
سے بہار تک اس خاندان کی فرمانروائی تہی ۔ اگرچہ ہمیشہ اس ملک کے بادشاہون کا دارالسلطنت
دلی ہی تہی ۔ مگر سلطان سکندر نے گوالیار کی مصلحت سے آگرہ کو صدر قرار دیا تہا سلطان
ابراہیم اوس زمانے مین تخت پر تہا آٹھوین صدی ہجری کے خاتمہ پر سلطان فیروز شاہ
خلجی کے بعد سلطنت دہلی کو خود سنبھلنا مشکل ہوگیا تہا ۔ دور و دراز صوبون کو کون سنبھالتا
گجرات اور مالوہ کے گورنر خود سر ہوگئے ۔ اس سے چند برس پیشتر دکن مین دولت بہمنیہ قایم
ہوچکی تہی ۔ بابر نے جب یورش کی تو سلطنت گجرات ۱۰۵ برس کی ہوکر بستر نزع پر زندگی
کے دن پورے کر رہی تہی نرگس صفت امیرون نے اوسکے دم نکلنے سے پہلے ہی حصے تقسیم
کرنے شروع کر دیئے تہے ۔ حکومتِ مالوہ بہی جسکا دارالصدر منڈو (ریاست اندور)
تہا زوال کے کنارے آلگی تہی اور رانا سانگا کے دلیرانہ حملون نے اوسکا خاتمہ بہت قریب
کر دیا تہا سلطنت بہمنیہ بہی جیا کا رامراو کے ہاتہون تنگ آکر عنقریب دم توڑنے والی تہی
بنگالے مین بہی ایک اسلامی سلطنت حکمران تہی ۔ اس حکومت کی بنیاد چہٹی صدی ہجری کے
اختتام پر پڑی تہی یا یون سمجہیے کہ اسلامی سلطنت دلی کی ہم عمر تہی ۔ یورش بابر کے وقت
بہی اسمین کسقدر دم خم باقی تہا ۔ ہندو راجاؤن مین ذکر کے قابل صرف دو راجے ہین ۔
ایک رانا سانگا چتوڑ کا راجہ دوسرا راجہ بیجانگر ۔ بابر جنکے مقابلے مین مدعی بننے والا تہا
وہ سلطان ابراہیم اور رانا سانگا ہین ۔ سلطان ابراہیم لودی اوس سلطنت کا بادشاہ تہا

جیسے ہر خاندان کے مٹانے والے فرمان روا ہوتے ہیں۔ سلطنت لودیہ پٹھان امیروں کی مدد سے
قایم ہوئی تھی۔ سلطان بہلول اور سلطان سکندر ان امیروں کے ساتھ خلوت و جلوت میں برابر اور
پیش آتے تھے دربار کے مراسم اور آداب شاہی کی پابندی سے بھی سادہ دل افغانوں کو
کچھ مطلب نہ تھا۔ دربار میں اپنے بادشاہ کے زانو بزانو بیٹھتے تھے۔ سلطان ابراہیم لودی
نے تخت پر قدم رکھکر پہلا کام یہ کیا کہ انکی مدارات بالکل موقوف کر دی۔ بیباک افغان
بگڑ گئے اور جو جہاں تھا وہیں خود سر بن بیٹھا۔ سلطان ابراہیم کا بہت سا عہد سلطنت ان
ارکین سلطنت کے تباہ کرنے میں گذرا اگرچہ امرا پر وہ غالب آگیا مگر ان نزاعوں نے
سلطنت کی بنیاد ہلادی۔ سلطان ابراہیم کا تند و بخیل بھی بہت تھا اس لئے تمام ملازم اوس سے
بیزار تھے۔

غازی خان اور اوسکا پیرینہ سال باپ دولت خان دولت ابراہیمی کے دو نیم مختار سردار تھے
بابر کی غیبت میں اوسکے پنجابی صوبے میں انہوں نے بہت شور مچایا تھا۔ سیالکوٹ میں پہونچکر
بابر کو خبر پہونچی کہ غازی خان اور دولت خان دریاے راوی کے مغربی کنارے پر لشکر
لئے پڑے ہیں۔ بابر اونکی گوشمالی کے واسطے اونکی طرف بڑھا ہنوز اونکے قریب ہی
پہونچا تھا کہ وہ منتشر ہوکر میدان چھوڑ گئے۔ اون سرداروں کا مسکن قلعہ ملوٹ میں تھا۔ یہ قلعہ
ستلج اور بیاس کے مابین شمال کے رخ کوہستان میں واقع تھا۔ بابر نے اس قلعہ کو آگھیرا۔ بوڑھا
دولت خان تو قلعہ میں تھا لیکن غازی خان کسی اور طرف کو نکل گیا تھا۔ بوڑھے سردار نے
جوان بخت بادشاہ سے عہد و پیمان کرکے قلعہ خالی کر دیا۔ قلعہ میں دولت کثیر ملی [illegible]
اس آڑے وقت میں بابر کے بہت کام آیا۔ مصنف تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ غازی خان

سکا کتب خانہ بہی ہاتہہ لگا جس مین نفیس کتابین بکثرت تہین ۔ بادشاہ بابر کا بیان اسکی تردید کرتا ہے اوسنے بیان کیا ہے کہ اس کتاب خانہ کی شہرت تو بہت تہی مگر عمدہ کتابین کم نکلین ملا یا نہ کتابین بہت جمع کر رکہی تہین ۔ غازی خان کا پٹہان ہونا بہی بابر کے قول کی تائید کرتا ہے ۔ کیونکہ ولایتی فقہ کے سوا بہت کم علوم و فنون کی قدر کرتے ہین ۔ اس عارضی مہم سے فارغ ہوکر بابر نے بادشاہ دہلی کیطرف رخ کیا ۔ اثنائے راہ مین اکثر دغاباز بودی امیرون کے خط ملے جنہون نے جلد یورش کرنے کی ترغیب دی تہی ۔ انبالہ کے قریب جاسوسون نے خبر دی کہ حمید خان حاکم حصار آٹہہ ہزار فوج لیکر حصار سے پندرہ کوس آگے بڑہکر مقابلہ کو آیا ہوا ہے ۔ بابر نے نوجوان شہزادہ ہمایون کو حملہ کا حکم دیا ۔ تہوڑی سی لڑائی کے بعد حمید خان کے قدم اکہڑ گئے اور میدان ہمایون کے ہاتہہ رہا ۔ ہمایون کی یہ اوّل مہم تہی ۔ باپ نے اس فیروزی کے صلے مین حصار فیروزہ کا ملک ہونہار بیٹے کو بخشدیا ۔

سلطان ابراہیم سے لڑائی

سلطان ابراہیم دلی سے تو مدت کا نکل آیا تہا مگر شاید غازی خان اور حمید خان کا انجام دیکہنے کو وہین ٹہٹک رہا ۔ یہ دیکہکر کہ راستے کے ان کانٹون کو ہٹاکر بابر بے کہٹکے چلا آرہا ہے اوسنے اپنے لشکر کو آگے بڑہایا ۔ بابر نے اوس سے پہلے اگر پانی پت کے عمدہ موقعہ پر قابو کر لیا ۔ فوج کا پڑاو اسطرح تہا کہ دست راست کو شہر پانی پت کی پناہ تہی سامنا ارابون سے رکا ہوا تہا ۔ ارابہ ایک قسم کی گاڑی ہوتی تہی ۔ سات آٹہہ سو ارابون کو کچے چمڑے کے تسمون اور زنجیرون سے جکڑ دیتے تہے ۔ اسطرح پر

ایک چھوٹا سا حصار بن جاتا تھا۔ اس حصار کی پناہ میں بندوقچی باڑ مارتے تھے۔ ترکی فوج سے یہ ترکیب اخذ کی گئی تھی۔ فوج کی بائیں طرف کو خندق کھودی گئی چھ کوس کے فاصلے پر سامنے سلطان دہلی کا لشکر تھا۔ دہلی کے لشکر میں تخمیناً ایک لاکھ آدمی اور ہزار ہاتھی تھے۔ ایک ہفتے تک دونوں فوجیں مقابل پڑی رہیں۔ ۱۰ رجب کو علی الصباح جاسوس خبر لائے کہ غنیم حملہ کیا چاہتا ہے۔ شاہ بابر یہ سنتے ہی اپنی مسلح فوج آگے بڑھا لایا اور میمین و یسار اور قلب درست کر کے میدان میں آ جما۔ ہندوستانی لشکر نے اپنے ضابطے کے مطابق تیزی سے حملہ کیا۔ جیش بابری کے نظم و نسق کو دور سے دیکھا کہ دنگ رہ گئے اور اونکے قدم وہیں سے مندے پڑ گئے۔ قریب آنے پر شاہ بابر نے حکم دیا کہ فوج کا ایک حصہ غنیم کے دائیں بائیں سے نکل کر اوسکی پشت پر تیر برسائے۔ باقی فوجکو بتدریج آگے بڑھایا۔ افتاب ایک نیزہ بلند ہوا تھا کہ لڑائی زور شور سے شروع ہو گئی اور دونوں طرف کے بہادروں نے مردانگی کے خوب خوب جوہر دکھائے۔ دوپہر کو سلطان لودی مارا گیا اور پٹھانوں کے قدم میدان پایۂ تخت ہندوستان سے اکھڑ گئے اور فتح و ظفر نے شاہ فرغانہ کو دہلی کی مبارکباد دی۔ پانی پت کی اون تین لڑائیوں میں سے یہ پہلی لڑائی ہے۔ جنکی فتح و شکست نے سلطنت ہندوستان کا فیصلہ کیا ہے۔ دشمن کے ۱۶ ہزار آدمی کام آئے۔ ۶ ہزار صرف اپنے آقا سلطان ابراہیم کے قدموں پر کٹ کے پڑے تھے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بہادر پٹھانوں نے کس خوبی سے حق نمک ادا کیا۔ شاہ بابر کے مقتول سپاہیوں کی تعداد نہیں معلوم ہوئی مگر اونکی ترتیب و تربیت نے کثرت سے آدمی تلف نہ ہونے دیے ہوں گے۔

فتحیاب ہوکر بابر سلطان دہلی کے خیمہ گاہ کو گیا۔ مقام عبرت ہے کہ جن عالیشان خیمون مین
چند ہی گھنٹے پہلے ہندوستان کا بادشاہ اور ایک لاکھ فوج کا سپہ سالار متمکن تھا اسوقت اُن مین
ایک ہو کا عالم تہا اور وحشت و مایوسی کا دلگیر سمان بندہ رہا تہا۔ نہ زرق برق نقیب تھے
اور نہ طمطراق کے چوبدار۔ حسرت و بیکسی البتہ ایک دلگداز صدا سے ابراہیم! ابراہیم!۔
پکار رہی تہی۔ نیرنگی عالم کا یہ بہی عجیب تماشا ہے کہ ایسی پرحسرت کیفیت کو دیکہکر فاتح کا دل
جوش مسرت اور فرط انبساط سے بیتاب ہوگیا ہوگا۔

بادشاہ وہین ماندہ سپاہ اور خستہ گھوڑون کی خاطر سے ٹھیر گیا اور ہمایون اور خواجہ کلان
کو آگرہ اور کچہ امیرونکو دلی روانہ کیا کہ قلعون پر قبضہ کر کے خزانون پر متصرف ہو جائین۔ چند روز آرام
لیکر خود بہی باہستگی دہلی کو آیا۔ شیخ نظام الدین اولیا اور قطب صاحب کے مقدس مزارون پر
فاتحہ پڑہکر اون اولوالعزم بادشاہونکی مقبرون اور یادگارونکو دیکہا جو اس سے پہلے اس جہان بے ثبات
مین اپنے جوہر دکہا چکے تہے اور زمانے نے اونکو مٹاکر قبرون مین آرام سے سلا دیا تہا

من از آسودگی خفتگان خاک دانستم
کہ غیر از خشت بہر خواب راحت نیست بالینہا

۲۲ رجب کو شاہ بابر آگرہ آیا۔ سلطان ابراہیم کی شکستہ دل ماں جنکی اقبالمندی کا زمانہ گذر چکا تہا
بیکس بیواؤن اور بیچارے یتیم کو لیکر دربار شاہی مین چلے آئے اور موثر الفاظ مین
کامیابی کی مبارکباد دی۔ شاہ بابر کے دل پر انکی مایوسی نے بہت اثر ڈالا۔ اور انکے واسطے
اوسنے ۷ لاکہ روپیہ سالانہ کی پنشن عطا کی اور آگرہ سے کوس بہر کے فاصلے پر جمنا کے
کنارے اونکے لئے مسکن تجویز کر دیا۔ سلطان ابراہیم کے یتیم بچے کو اوسنے اپنی تربیت مین

رکہا اور مثل اپنے بچونکے ناز و نعمت سے اوسکی پرورش کی۔

ہندوستان مین فاتحون نے اپنے دشمنونکے اقربا کے ساتہہ ایسا فیاضانہ برتاؤ بابر سے پہلے شاید ہی کیا ہو۔ اِس مہذب زمانے مین بالضرور ایسے آئین دیکھے جاتے ہین۔ مگر ۳ ۱/۲ صدی پہلے کے زمانے مین ایسا ہونا حیرت سے خالی نہین۔ امرا نے لودی کو بہی اوسنے فیاضی سے اپنی خدمت مین لیا۔ اکثر کی جاگیرین اور خطاب بدستور رہنے دیئے۔ فتح خان شروانی۔ راؤ شروانی اور سلطان علاؤالدین بن سلطان بہلول لودی اوسکے عہد مین بہی معزز و معتمد رہے ہین۔ آگرہ کا قلعہ خزانہ سے معمور تہا۔ ابراہیم لودی اور اوسکے پیشروون نے جو دولت سالہائے دراز مین فراہم کی تہی زندہ دل بادشاہ نے اوسکا ملاحظہ کیا۔ مال غنیمت مین ۲ ۱/۲ تولہ وزن کا وہ بیش بہا الماس بہی تہا۔ جسکا نام سلطان علاؤالدین خلجی کے عہد سے ہندوستان مین روشن ہو رہا تہا۔ یہ زر و جواہر دیکھکر بابر کے فیاض دل مین ایک جوش پیدا ہوا اور اپنے غریب اہل وطن اوسکو یاد آئے۔ ۲۹۔ رجب کو اوسنے تقسیم شروع کی۔ ۷۰ لاکہہ روپیہ۔ الماس مذکور۔ اور ایک سربند خزانہ کا کمرہ ہمایون کو عنایت ہوا۔ کسی امیر کو ۸ لاکہہ اور کسی سردار کو ۱۰ لاکہہ بخشدے۔ جتنے سپاہی تہے سبکو اونکی جانبازیونکے صلے ملے۔ سوداگر اور طلبہ وغیرہ جو اونکے ہمراہ تہے وہ بہی فیضیاب ہوئے۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ سمرقند۔ خراسان۔ کاشغر۔ و عراق سبہی ملکونکو سوغات بہیجی گئی۔ افغانستان کو ہر ایک شخص کو ایک شاہرخی روانہ کی۔ محمد قاسم فرشتہ نے اِس بذل و جود کا حال بیان کرکے لکہا ہے کہ "اِس دریا دلی سے ایک زمانے پر حضرت کی قلندری ہویدا ہوگئی۔" انتہٰی

الله الله که عطا کرد که اندوخته بود

ہرچند بابر فرمانروا ئے دہلی پر فتح پاچکا تھا مگر ابھی بہت سی دقتیں حل کرنی تہیں۔ سلطان ابراہیم کے عہد مین اراکین سلطنت بہت زور پکڑ چکے تھے اور اونکی یہ حالت نہ تھی کہ اپنے بادشاہ کے مغلوب ہوتے ہی بیدست و پا ہو جاتے۔ پانی پت کے میدان سر کرکے جب شاہ بابر آگے آیا ہے تو ہندوستانیون اور مغلون مین سخت مغائرت تہی رعایا تک دور دور کہنچتی تہی۔ افغانستان سردار جو جہان تھا وہین سنبھل بیٹھا۔ سنبل۔ میوات۔ دہولپور۔ گوالیار۔ اٹاوہ۔ کالپی۔ قنوج۔ ہر جگہ ایک سرکش امیر لڑنے کو تیار تھا۔ بادشاہ جب آگرہ آیا تو تمام اہل شہر گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سپاہ کو رسد کی سخت مصیبت برداشت کرنی پڑی۔ بڑی بلا یہ تہی کہ اوسوقت گرمی کی فصل تہی اور آگرہ کا تندور خوب گرما رہا تھا۔ سرد ملک کے مغلونکو اس بلا سے بے درمان سے اول ہی اول تحریر سابقہ پڑا تھا بہت سی گرمی کی تاب نہ لاسکے اور مرکر اس آفت سے نجات پاگئے جو زندہ بچے اونکی ہمتین پست اور پژمردہ دل ہوگئے اور افسر و سپاہی نے یک زبان ہوکر کابل لوٹنے کی فریاد کی۔ بابر نے تسلی و دلجوئی کرکے اونکو روکا۔ اسپر بھی کچھ چل ہی دیئے۔ خواجہ کلان جو بابر کا یار اور معزز امیر تھا کابل جاتے وقت دلی کے کسی مکان پہ یہ شعر لکھ گیا ہے

اگر بخیر و سلامت گذر زسند کنم
سیاہ روئے شوم گر ہوا ئے ہند کنم

اوسنے اپنا کہنا کر دکھایا اور پھر کبھی ہندوستان کی دہوپ مین اپنا چہرہ کالا نہین کیا۔

اصلاح

بابر سے زندہ دل بادشاہ کی دلچسپی کا سامان ہندوستان کچھ بھی نہ تھا۔ نہ دلفریب باغ تھے نہ دلربا چشمے تھے نہ علمی مدرسے تھے نہ ہوادار مکان تھے۔ ہندوستان مین بابر کی بادشاہی کا قلیل زمانہ امن قایم کرتے کرتے ہی گذر گیا اسپر بہی اوسنے ان نقائص کے دور کرنے کی کوشش کی تہی۔ دہولپور۔ اگرہ۔ گوالیار۔ وغیرہ مقامات مین کثرت سے اوسنے باغ اور حمام اور باولیان بنوائین۔ اگرہ مین امراے شاہی نے بہی لب جمنا دلفزا اور پر فزا باغ لگائے۔ ہندوستان نے یہ دلکش سمان کہان دیکھا تھا اپنی حیرت ظاہر کرنے کو مغلیہ آبادی کا نام اونہون نے کابل رکھدیا۔ اگرہ۔ دہولپور۔ گوالیار۔ کول (علیگڈہ) وغیرہ مین ہر روز ۱۴۹۱ سنگتراش شاہی عمارتون مین کام کرتے تھے گوالیار مین رحیم داد شاہی حاکم نے ایک مدرسہ بہی بنایا تھا۔ اگر امن قایم کر کے بابر کو اجل مہلت دیتی تو جو کچھ اوسنے علمی جلوے بخارا اور سمرقند مین دیکھے تھے اونکی ایک جھلک ہندوستان کو بہی دکھا دیتا۔ اوسنے واقعات بابری مین ہندوستان کا یہ نقص بہی بتایا ہے کہ یہان کوئی مدرسہ نہین ہے۔

ولایتی باغبانونکو اوسنے حکم دیا کہ گرم مین سرد ملک کے خربوزے اور انگور بوئین۔ ہندوستان کے دورے مین جہان خوشنما پہول نظر پڑجاتا تہا شاہی باغون مین اوسکو لے آتا۔

گوالیار کے [illegible] گل سرخ آتشین رنگ کا اور بیانہ سے نیلوفر لاکر شاہی باغ مین لگوایا۔

خواجہ کلان کو [illegible] کا مہم سر کر کے جو خط اوسنے لکھا ہے اسکے چند فقرونکا ترجمہ ہم لکھتے ہین۔ ان فقرونکے سادے الفاظ مین بابر کی تشنہ دلی کی ایک جھلک

پائی جاتی ہے۔" ہندوستان کے معاملات اب سرانجام ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں سے فارغ ہو کر اگر خدا راست لائے تو چلا آتا ہوں۔ اوس مُلک کی لطافت کوئی کس طرح بھول جائے۔ بالخصوص اب کہ میں تائب ہو گیا ہوں۔ خربوزے اور انگور کے جائز خط دل سے کیسے جا سکتے رہیں۔ ابھی ایک خربوزہ اودھر سے لوگ لائے ہیں۔ میں نے کاٹ کر جو کھایا تو عجیب تاثیر کی اور میں بے ساختہ رونے لگا۔"

بابر کو زہر دیا گیا

سنہ ۹۳۳ھ میں اس نیک نہاد بادشاہ کو زہر دینے کی سازش کی گئی۔ سلطان ابراہیم کے نعمت خانہ کے چند باورچی بادشاہ کے واسطے ہندوستانی کھانے تیار کیا کرتے تو سلطان ابراہیم کی ماں نے اونکو رشوت دیکر اس بات پر امادہ کر لیا کہ کھانے میں زہر ملا دیں۔ بادشاہ نے داروغہ مطبخ کو سخت تاکید کر دی تھی کہ ہندوستانی باورچیوں پر اعتماد نہ کیا جائے جو وقت دیگ تیار ہوا کرے پہلے کھانا باورچیوں کو چکھایا جائے۔ اس ضابطہ کے سبب دیگ میں تو زہر نہ ڈال سکے۔ لیکن کھانا نکالتے کے وقت کمبخت داروغہ غافل ہو گیا اور نمک حرام باورچی نے قاب کی تہ میں زہر رکھکر گوشت کاٹ دیا۔ پہلے تو بادشاہ اور کھانا تناول کرتا رہا جب اوس زہردار گوشت کا لقمہ لیا بے اختیار دل لوٹنے لگا۔ قے نہ ہو سکا اور وہاں سے اوٹھکر استفراغ کیا۔ چونکہ کبھی شراب پی کر بھی اوسنے قے نہیں کی تھی اس لئے شک ہوا اور فوراً حکم دیا کہ باورچی حراست میں لے لئے جائیں سکتے پر جو تحقیقات ہوئی تو صاف کھل گیا۔ کہ کھانے میں زہر تھا۔ باورچی پر جب تشدد ہوا تو اوسنے سب بھرم کھول دیا۔ چاشنی گیر باورچی اور دو عورتیں ماخوذ ہوئیں۔ دوسرے روز بابر نے

سر دربار باضابطہ تحقیقات کی - چاشنی گیر کے پرزے پرزے بکھروائے - باورچی کا پوست کھچوایا
اور ایک عورت ہاتھی کے پاؤنکے نیچے ڈلوائی گئی - اور دوسری کے گولی ماردی گئی -
والدہ سلطان ابراہیم کا تمام اثاث البیت لٹوا دیا اور خود بی بی صاحبہ کو قیدخانہ کی ہوا کھلائی
سلطان ابراہیم کے بیٹے کو صرف یہ سزا ملی کہ کامران کے پاس کابل بھیجدیا گیا -
انیسوین صدی کے آئین انصاف کی روسے ان مین بعض سزائین وحشیانہ معلوم ہوتی ہیں
اور حقیقتہ وحشیانہ ہین مگر بابر کی نسبت راے قایم کرتے وقت ہمکو یہ فرو گذاشت نکرنا
چاہیے کہ اوسکا زمانہ آج سے ساڑھے تین سو برس پیچھے تھا اوس زمانہ کے دستور کے
مقابلے مین یہ سزائیں سراسر انسانیت پر مبنی معلوم ہوتی ہین - اوسنے اگر سزائین شدید
دین تو خاص مجرمون کو اور وہ بھی کامل تحقیق کرکے - دوسرا بادشاہ تو مجرم اور اون کے
اہل عیال سب ہی کو سزا اور شدید سزا کا ذائقہ چکھا کر اپنی قوت انتقام کو تسکین دیتا -

رانا سانگا کی لڑائی

رفتہ رفتہ ہندی متمرد امراء رام ہوگئے اور کچھ سختی سے کچھ نرمی سے راہ راست پر آگئے
ان امراء کیطرف سے ہنوز اطمینان کلی نہ ہوا تھا کہ رانا سانگا کی سرگرم کوششونکی خبرین گوش گذر
ہونے لگین -
رانا سانگا عجیب دل و دماغ کا راجپوت سردار تھا مسلمانون کی عملداری کے بعد سرزمین ہند سے
ایسا شجاع اور بلند حوصلہ مدبر راجپوت پیدا نہین کیا - مسلمانونکی مذبذب حالت دیکھکر اوسنے
یہ عزم کر لیا تھا کہ آریہ ورت کو مسلمانون سے پھر پاک کردے - مالوہ کی خود مختار اسلامی حکومت
کے بڑے حصے پر اوسنے اپنی تلوار کے زور سے قبضہ کر لیا تھا اور اب - اجمیر میواڑ

اور مالوہ اوسکی حکومت تھی چتوڑ اوسکی راجدہانی تھی۔ اپنی خداداد قابلیت سے اوس نے جودہ پور۔ جے پور وغیرہ کے ۷۔ اعلے راجاؤن کو (جو کیکے تابع ہوکر اڑنا ننگ خیال کرتے تھے) اپنا مددگار بنالیا اور وہ اوسکے پھریرے کے نیچے لڑتے پھرتے تھے جن چھوٹی ہندو طاقتونکو اوسنے متفق کرلیا تھا اونکی تعداد ستو تھی۔ کابل بابر کے پاس ایلچی بھیجا تھا کہ آپ سلطان ابراہیم پر دہلی کیطرف بڑہین مین آگرہ پر بڑہتا ہون۔ اسطرح سلطان کو زیر کرلینگے۔ مرتے دم ہاتھ۔ پاؤن۔ آنکھہ کوئی عضو نہ تھا جسپر بہادری کا تمغہ (زخم) موجود نہ ہو۔ تلوار اور نیزے کے اسی زخم بدن پر تھے۔

شاہ بابر پانی پت کے معرکے سے فارغ ہوکر مسلمان امرا کے زیر کرنے مین مشغول رہا۔ اور رانا کیطرف اوسنے بالکل توجہ نہین کی۔ راناسانگا نے جب دیکھا کہ اوسکا شکار ہاتھ سے نکلا جاتا ہے خود بابر سے لڑنے کو تیار ہوا۔

بیانہ کے قلعہ (راج بہرت پور) مین شاہی فوج کا ایک دستہ خواجہ مہدی کی کمان مین تھا خواجہ مہدی نے بادشاہ کو آگاہ کیا کہ راناسانگا بہت سرگرمی دکھارہا ہے سب کو چھوڑکر اوسکی فکر کیجیے۔ یہ سنکر بابر نے بھی رانا سے لڑنے کا تہیہ کیا اور ہندوستانی امرا کو مفتون پر ٹالکر ۹ جمادی الاول سنہ ۹۳۳ ہجری کو آگرہ سے روانہ ہوگیا۔

قاسم میر آخور کو بیلداروں پر افسر کرکے آگے سے بہیجا کہ فوج کے پڑاؤ پر کنوین کہدوا رکھے یہ بات ایک دم بہی فراموش کرنے کے قابل نہین ہے کہ دریائے سندھ سے ادہر بابر کی سپاہ مین سب ۱۲۰۰۰ آدمی آئے تھے۔ سلطان لودی کی لڑائی اور آگرہ کی گرمی مین انہین بلکہ ہزارمین سے کام ہوچکے تھے۔ رانا نے آگے بڑہکر تاخت وتاراج شروع کردی

اور شاہی دستہ کو بیانہ کا قلعہ چھوڑ کر واپس آنا پڑا - ان لوگون نے راناکی فوج کی جنگجوی اور بہادری کی بہت تولیف کی انہین روزون شاہی فوج کے قراول سے جسمین ڈیڑہ ہزار آدمی ستھے راجپوتونسے مقابلہ ہوگیا - راجپوت بڑی بہادری سے لڑے اور برباد کر کے شاہی قراول کو بہگا دیا - اسی اثناء مین کابل سے ایک قافلہ آیا جسمین بدبخت محمد شریف نجومی بہی تہا سپاہیون نے جو اوس سے زائچہ دیکھنے کی فرمائش کی تو او سنے یہ کہا کہ مریخ غرب مین ہے اسطرف سے جو لڑے گا او سے شکست ہوگی - ان چند جزئیات کے پے در پے ظہور پذیر ہو سنے سے شاہی فوجکے دل ہراسان ہوگئے اور سپاہی اور افسر سب کے ارادون مین تنزلزل پیدا ہوگیا - صرف بابر اور نظام الدین خلیفہ یہ دو شخص ستھے جن کا عزم درست اور ارادے مستقل تہی -

بابر نے شراب سے توبہ کی

سپاہ کی بیدلی سے بابر کو بہت اندیشہ ہوا اور رفع العزر او سکے دفعیہ کی تجویز کی - مے نوشی سے تائب ہوا اور جتنے آلاتِ سرور نقرئی و طلائی تھے سب توڑ کر خیرات کر دئیے گئے - اور جو جام و صراحی ورتنی بن مایہ عیش و سرور ستہے شکستہ ہو کر سرمایہ حسنات بن گئے ۵

النّاس علی دین ملوکھم

بادشاہ کو تائب دیکھکر سیکڑون نے اس ام الخبائث سے توبہ کر لی - بابا دوست پچھلے ہی کاروان مین غزنی کی نفیس شراب اونٹو نپر لادو کر لایا تہا - بادشاہ دین پناہ نے حکم دیا کہ نمک ڈالکر سرکہ بنا لیا جاسے - توبہ کر سکے اسپنے تمام ممالک مین مسلمانون کے مال تجارت کا محصول

معاف کر دیا۔

بادشاہ کی اسپیچ

سپاہیونکا جوش ابھارنے کو اوسنے سب کو جمع کیا اور یہ اسپیچ دی " اے امیرو! اور اے جوانو! ؎

هر که آمد بجهان اهلِ فنا خواهد بود
آنکه پاینده و باقیست خدا خواهد بود

جو آدمی مجلسِ حیات مین آکر بیٹھا ہے ایک روز اوسکو پیمانۂ اجل پینا ہوگا اور جو اس منزلِ زندگی مین آیا ہے ایک نہ ایک دن اوسکو کوچ کرنا پڑے گا۔ پس بدنام جینے سے مرجانا بہتر ہے ؎

بنام نکو گر بمیرم رواست
مرا نام باید که تن مرگ راست

خداوند تعالے نے یہ لازوال سعادت ہم کو نصیب کی ہے۔ اگر ہم مرجائین "شہید" ہین اور اگر فتح پائین "غازی" ہین آؤ سب ملکر قسم کھائین اور بھاگنے کے خیال کو دل سے نکالکر پھینکدین۔ جب تک جسم مین جان ہے، ہاتھ لڑائی سے نہ رُکے۔

اِس پر اثر تقریر نے بہادرونپر بہت اثر کیا اور سب قسم کھاکر جانبازی پر مستعد ہوگئے۔ پانی کے آرام کیوجہ سے فتح پور سیکری کا میدان پڑاو کے واسطے پسند کیا گیا۔ بابر تو یہان رانا کے مقابلے مین خیمہ زن تھا وہان ہندوستانی امراء نے میدان خالی پاکر خوب ہاتھ پاؤن نکالے۔ کول (علیگڈھ) سنبل۔ گوالیار۔ سب جگہ ایک فتنہ برپا ہوگیا اور

شاہی لشکر میں روزانہ کوئی نہ کوئی متوحش خبر ضرور آتی تھی۔
بادشاہ جو سپاہ میدان جنگ میں لایا تھا وہ کُل بیس ہزار تھی۔ ان بیس ہزار سپاہیوں میں آدھے کارآزمودہ مغل اور ہندوستان کی نئی بھرتی کے سپاہی بونو شامل تھے۔ ہندوستانی امیروں کی شورش کا حال سنکر نوخیل اکثر کھسکنے لگے۔
جس حریف کے مقابلے کو یہ قلیل لشکر آیا تھا اوسکی فوج پر ایک رعیانی نظر مناسب مقام ہوگی۔ رانا کا جرار لشکر ذاتی اور امدادی فوجوں پر شامل تھا۔ خود رانا کی معرکہ دیدہ فوج اسی ہزار تھی امدادی فوج ذیل کے مطابق تھی۔

صلاح الدین والی سارنگ پور مالوہ کی فوج	۳۰۰۰۰۔
حسن خان حاکم میوات . . . . ایضاً	۱۲۰۰۰۔
محمود خان ولد سلطان سکندر لودی . . ایضاً	۱۰۰۰۰۔
راول اودے سنگھ راجہ ڈونگر پور . . . . . "	۱۲۰۰۰۔
بہاڑ مل راجہ جے پور . . . . "	۴۰۰۰۔
سیدنی راسے والی چندیری . . . . . "	۱۲۰۰۰۔
نرسنگ ہاڑا راجہ بوندی . . . . "	۷۰۰۰۔
اور راسے اور مہاراجے . . . . . . "	۳۳۰۰۰
فوج رانا	۸۰۰۰۰
	۲۰۰۰۰۰

بابر نے اپنے تخمینہ اور ان راجوں اور سرداروں کی ملکی آمدنی کے حساب سے رانا کی مجموعی فوج کا

اندازہ دو لاکھ کیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ تخمینہ غلط ہو لیکن اگر نصف بھی صحیح ہے تو شاہی منچلونکو اپنے بچگنے آدمیون سے نبرد آزما ہونا تھا۔ رانا سانگا اگرچہ کاہل اور عیاش شاہان ہند کو نیچا دکھا چکا تھا اور اسواسطے عجب نہیں کہ اوسنے اپنے آپ کو کُل ہندوستان کا مہاراجہ خیال کر لیا ہو لیکن اب جو سپہ سالار اوس سے جنگ آزما تھا اوسکی حالت ہند کے بادشاہون سے کلیۃً متغائر تھی۔ اوسنے فنون حرب تاتاریون اور ازبکونکے اکھاڑے مین سیکھے تھے۔ ترکین اور جوانی میدانِ جنگ مین بسر کردی تھی اور اوسکی خارا شگاف شمشیر کے جوہر ترکستان سے ہندوستان تک عیان ہو چکے تھے۔ ہندوستانی شاہونپر اوسکو قیاس کرنا بیجا تھا۔

بادشاہ بابر کی یہ اخیر لڑائی ہے اسلئے اسلحہ اور ترتیب افواجکو کسیقدر بسط سے ہم بیان کرتے ہین تاکہ ناظرین باتمکین پر اوس زمانے کے فنون جنگ کی کیفیت منکشف ہو جائے۔

بابر کی فوج تلوار۔ تیر کمان۔ نیزہ اور کارد سے مسلح تھی۔ ترکونکی تقلید پر بندوق اور توپ کا استعمال بھی شروع ہو گیا تھا۔ بندوقچیون کا ایک خاص گروہ تھا جو ارابونکی آڑ سے غنیم پر فیر مارتا تھا۔ توپ اگرچہ آجکل کی توپون کے دیکھتے۔ قابل مضحکہ تھی مگر تاہم کچھ نہی۔ پتھر کا گولا اوسمین پڑتا تھا اور ایک میدان جنگ مین ایک توپ سے بیس پچیس گولے چل جاسکتے تھے۔ ایک دفعہ بادشاہ نے پیمایش کا حکم دیا تو ۱۶۰۰ قدم توپ کا گولا گیا تھا۔ ایک مرتبہ گنگا مین دو کشتیان بھی توپ سے ڈبا دی گئین تھین۔ اوستاد علی قلی اور مصطفیٰ رومی دو ترکی بہادر توپ خانہ پر افسر تھے۔ اوستاد علی قلی توپ ڈھال بھی لیتا تھا۔

۱۳ جمادی الآخر ۹۳۳ھ کو علے الصباح معلوم ہوا کہ سانگا حملہ کیا چاہتا ہے بابر بھی اپنی فوجکو آگے بڑھا لیا اور موضع خانوہ (راج بھرت پور) کے میدان مین دونون کا مقابلہ ہوا

نظام الدین خلیفہ نے شاہی فوجکو تورہ* چنگیز خان کی رو سے مرتب کیا تھا۔ غول یعنی قلب
مین خود بادشاہ تھا اوسکے دست راست پر ایک دوسرا حصہ فوجکا تھا اس حصہ پر چین تیمور سلطان
سلیمان شاہ (جو بدخشان کا بادشاہ ہوا) وغیرہ ۸ امیر مامور تھے اور دستِ چپ پر دوسرا
حصہ تھا امیر علاؤالدین بن سلطان لودی اور شیخ زین خوافی (دبیر بادشاہ) وغیرہ کے سردار
متعین تھے۔ یہ دونون حصے غول کے بازو تھے۔ غول کے دستِ راست پر برانغار فوج
کا بازوے راست تھا۔ اسکی کمان شاہزادہ محمد ہمایون قاسم حسین وغیرہ ذالک ۷ ۱۔ امیرون
کے سپرد تھی۔ اور غول کے دستِ چپ پر جوانغار فوجکا بازوے چپ تھا۔ اس بازو
پر مہدی خواجہ محمد سلطان میرزا وغیرہ ۱۲۔ افسر تھے۔ سلطان محمد بخشی کچھہ سپاہیونکو لئے
بادشاہ کے قریب کھڑا تھا۔ یہ احکام شاہی سنتا تھا اور اپنے ماتحتونکے ذریعے سے
فوجکے افسرونکو آگاہ کرتا تھا۔ جوانغار کی سمت مین تولقمہ فوجکا ایک اور جزو تھا جسپر ملک قاسم
اور رستم ترکمان وغیرہ چار افسر حاکم تھے۔ یہ حصہ اس احتیاط سے تھا کہ جس حصے پر دشمن کا زور
زیادہ ہو اوسکی مدد کرے۔ تمام فوج پچاسی کا آزمودہ افسرونکے چارج مین تھی۔ جب سب
سپاہ مرتب ہوچکی تو فرمان شاہی صادر ہوا کہ کوئی افسر بے اجازت اپنی جگہ سے جنبش کرے
اور نہ بے حکم لڑے۔ ۱۰ بجے دنکو لڑائی شروع ہوئی۔ ابتداءً ہندوؤنکا زور برانغار پر تھا
بادشاہ نے چین تیمور سلطان کو حکم دیا کہ اونکی مدد کرے۔ چین تیمور حملہ کرکے ہندوؤنکو اونکے
قلب تک ہٹا لے گیا۔ مصطفےٰ رومی نے برانغار سے باڑ مارنی شروع کی۔ عین معرکے
مین شاہی حکم برانغار کے ۳۔ افسرونکو پہونچا کہ مصطفےٰ رومی کا ہاتھ بٹائین۔ ہندو بتدریج

---

* یعنی ضابطہ۔

بڑھتے جاتے ہے - چار برالغار کے اور تین جوانغار کے افسر یکے بعد دیگرے اونکی کمک کو بھیجے گئے - تولغمہ نے حسب فرمان ہندو فوج کی پشت پر حملہ کیا - سیلاب جنگ پورے جوش پر تھا اور لڑائی بہت طول پکڑ گئی تھی کہ غول کے ایک حصے کو حکم ہوا کہ ارابون سے نکلکر او رہندو فوجون کا سامنا بچاکر دائین بائین سے حملہ کرین - کچھ عرصے کے بعد بادشاہ نے ارابے علیحدہ کرا کے خود حملہ کیا - بادشاہ کو حملہ کرتے ہوئے دیکھکر اسلامی لشکر مین ایک تازہ ولولہ پیدا ہوا اور انتہائی جوش سے دشمن پر وار کرنے لگے - عصر کے بعد تک لڑائی پورے جوش پر تھی اور کسی فریق کے چہرے پر غلبہ کی بشاشت نہین پائی جاتی تھی - آخر آٹھ گھنٹہ کی خونریزی کے بعد غروب کے قریب رانا کا خورشید اقبال زوال پذیر ہونے لگا - اپنی مغلوبیت دیکھکر بہادر راجپوتون نے جی توڑ کر قسمت آزمائی کی اور یہ ہنگامہ واقعی بہت خطرناک تھا تھوڑی دیر مین دلاوران مغل نے یہ مسرت خیز تماشا دیکھا کہ میدان سے راجپوتون کے قدم اوکھڑ گئے - رانا خود بصد دشواری جان بچاکر میدان سے نکل گیا اور اوسی سال فرط رنج وغضب سے عدم کی راہ لی - حسن خان میواتی اور دوسرے سنگ نانک چند چوہان اور اور نامی دلاور میدان جنگ مین ہاتھ پاؤن پھیلکر سرد ہو گئے -

شیخ زین خوافی نے فتح بادشاہ اسلام تاریخ کہی ہے اور حسن اتفاق کہ کابل سے میر گیسو نے جو رباعی بھیجی اوسکا مادہ تاریخ بھی یہی تھا - شاہ سخن سنج نے دونون تاریخ گویونکی تسلی کر دی ۹۳۳ کہ صرف مادہ تاریخ لے لیا -

یہ فتح تاریخ ہندوستان مین بہت نمایان اور شاندار ہے - اسکی کامیابی پر خیال کرنا چاہیے کہ سلطنت مغلیہ کی بنیاد ہندوستان مین جمی - بابر کی فوج بہت کم تھی اور رانا کا لشکر کثیر اور...

اور آزمودہ کار تھا۔ فوجی انتظام[1]۔ اور ضبط امرائے[2] کاروان کی کثرت[3] اور خود اپنی ۴۴ برس کی مہارت جنگ سے بابر غالب آیا۔ اگر یہ اسباب نہ ہوتے تو راناکی کامیابی مین بہت کم شبہ تھا اس میدان کو جیت کر بادشاہ نے غازی کا لقب اختیار کیا۔ محمد شریف بھی مبارک باد کو حاضر ہوا اول تو بابر نے بہت ملامت کی لیکن پھر ایک لاکھ روپے انعام دیکر اپنی عملداری سے باہر نکالدیا۔

راناسانگا سے میدان فتح کر کے بابر نے اوسکے مددگار میدنی رائے پر حملہ کیا۔ اور چندیری چندروز کے محاصرے مین لے لی۔ چندیری پر کامیاب ہوکر بیانہ پر یورش کی اور اوسکو بھی ممالک محروسہ مین شامل کرلیا۔ امن قایم کر کے ملک کا دورہ کیا۔ اور گوالیار کول۔ دھولپورہ۔ اٹاوہ وغیرہ کا ملاحظہ کیا۔ آگرہ سے کابل تک پیمایش کا حکم دیا۔ اور محکمہ پیمایش کو یہ ہدایت کی کہ ہر نو کوس پر ایک منارہ ۱۲ گز اونچا بنایا جاتے اور ہر منارہ پر ایک چار درہ ہو۔ ہر دس کوس پر ۶ گھوڑے ڈاک چوکی کے مقرر کیے جائین۔ اگر خالصہ شاہی مین ہون تو سائیس کی تنخواہ اور گھوڑے کا دانہ چارہ خزانہ سے ملے ورنہ جس امیر کی جاگیر مین ہون اوسکے ذمہ رہے۔

اسی سال شاہ غازی نے آگرہ مین باغ کا دربار کیا۔ تمام شاہی امراء اور سلطنت صفویہ اوزبک اور ہندو راجوںنکے سفیر باریاب ہوے۔ سب نے نذرین پیش کین نذروںنکے بعد خاصہ لایا گیا خاصے سے فارغ ہوکر بادشاہ نے مست ہاتھی اور اونٹون کی لڑائی مشاہدہ کی۔ پہلوانونکی کشتی ہوئی جسنے اپنے حریف کو پچھاڑا اوسکو انعام ملا۔ ہندوستانی بازیگرون نے بھی خوب خوب تماشے دکھائے۔ تمام حاضرین لوگونکو خلعت عطا ہوئے۔

بنگالہ کا فساد

بنگالہ مین سلطنت لودی کے بقیہ اجزا نے وہانکے حاکم سے ملکر ایک فساد برپا کیا اور چنار (ضلع میرزاپور) کے قلعہ پر دہاوے کی دہمکی دیو رہے تھے - بادشاہ خود اونکے استیصال کے واسطے لشکر لے کر گیا - اور اونکو شکست پر شکست دیتا ہوا حاجی پور (بہار) تک چلا گیا - حاجی پور مین دشمن کے استیصال کی فکر مین تہا کہ بنگالہ کی مہیب برسات شروع ہو گئی - افغانی سردار بہت تنگ آ گئے تہے - بارش کو اونہون نے غنیمت سمجہا اور صلح کی تحریک کی بادشاہ کو برسات نے صلح پر مجبور کیا اور صلح کر کے آگرہ واپس آیا - اثناء راہ مین لشکر کنارے کنارے گنگا کے کوچ کرتا تہا اور بادشاہ خود سیر دریا کا لطف اوٹہاتا کشتی مین آتا تہا ایک روز دور سے کچہ درخت نظر آئے بادشاہ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ منیر ہے - بادشاہ کو شیخ یحییٰ منیری کے مزار کی زیارت کا شوق ہوا گہوڑے پر سوار ہو کر منیر گیا اور فاتحہ پڑہکر اودہر اودہر سیر کرتا ہوا اردوے شاہی سے آملا - حساب کیا گیا تو تیس کوس گہوڑے پر اوسروز سوار ہوا تہا - اور اس تیزی سے آیا گیا کہ اکثر فربہ اندام گہوڑے تہک کر رہ گئے - تاہم برسات کے اندیشے سے افغانی اجزا کو منتشر کر کے چلا آیا تہا اونکی قوت بالکلیہ زائل نہین ہوئی تہی - یہی افغان ہین جو ہمایون بادشاہ پر مصیبت کے بادل بنکر برسے -

۹ شوال ۹۳۵ھ کو بادشاہ آگرہ مین واپس آیا - اکبرآباد مین زندہ دل بادشاہ کو دو باتون سے بہت مسرت حاصل ہوئی - اور یہ ایسی مسرتین تہین جنکو وہ ہندوستان مین ترس گیا تہا - اول بلخی پالیز کار اور داروغہ باغ ہشت بہشت نے خربوزے اور انگور کے چند خوشے لاکر

پیش کئے۔
خربوزہ و نکی فصل اگرچہ گذر چکی تہی مگر سلیقہ شعار پالیزکار نے کچہہ پہل اپنے آقا کے واسطے لگا رکہے تہے اپنے دور و دراز وطن کی ان دو یادگار کو دیکہکر بابر بہت خوش ہوا واقعات بابری مین بادشاہ نے لکہا ہے کہ "ازجہت خربوزہ و انگور شدن در ہندوستان فی الجملہ خورسندی شد" دوسری مسرت یہ تہی کہ بادشاہ کی عزیز بیوی ماہم بیگم شوہر سے ملنے کو کابل سے آئی تہی۔ مدت سے پنجاب وغیرہ کے صوبہ دارون کو پیشوائی اور دیگر جزئیات کے متعلق فرمان نافذ ہو چکے تہے۔ بادشاہ کے اگرے پہونچنے کے دوسرے روز وہ بہی مع الخیر وہان آپہونچی۔ یہ بیگم بادشاہ کو نہایت عزیز تہی۔ بابر کے دلکو بعض بدمزاج بیویون کے اخلاق سے صدمہ پہونچا تہا۔ ماہم بیگم نے اپنے سلیقہ اور تمیز سے وہ سب صدمے بہلا دئے تہے۔ ہمایون اور ہندول اسی بیگم کے بطن سے تہے۔ کابل سے جب روانہ ہونے لگے تو اپنے ہاتہہ سے شاہانہ طرز پر ایک فرمان حاکم پنجاب کو لکہا کہ فلان تاریخ سرحد پر ہمارے خیر مقدم کے واسطے حاضر رہنا۔ دلی مین پرانے قلعہ کے پاس ایک مدرسہ اور مسجد ہے جو ماہم کا مدرسہ مشہور ہے۔ مسٹر بیل نے لکہا ہے کہ یہ مدرسہ اور مسجد ماہم بیگم بابر بادشاہ کی بیوی کی تعمیر کردہ ہے۔ شاہ جلال الدین اکبر کی انا کا نام بہی ماہم بیگم تہا یہ مدرسہ اور مسجد ہماری رائے مین اوس ماہم کی بنائی ہوئی ہے نہ ماہم بیگم بابر بادشاہ کی بیوی کی۔ اوس سے پر یہ تاریخ کندہ ہے

بہ دوران جلال الدین محمد	کہ باشد اکبر شاہان عادل
چو ماہم بیگم عصمت پناہی	بناکرد این بنا بہر افاضل

دلی شد ساعی این بقعۂ خیر　　شہاب الدین احمد خان فل

زہی خیریت این بقعۂ خیر　　کہ شد تاریخ او خیر منازل

اس قطعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مدرسہ اکبر بادشاہ کے عہد میں ۹۶۹ بنایا گیا۔ جہاں تک میری نظر تاریخ پر پڑی ہے معلوم نہیں ہوتا کہ ماہم بیگم اکبر کی دادی اوسکے عہد میں زندہ تھی البتہ مریم مکانی اوسکی ماں اوسکے عہد میں حیات تھی۔ قطعہ کا تیسرا مصرعہ صاف کہہ رہا ہے شہنشاہ عصر کی دادی کے متعلق یہ بیان نہیں ہے کیونکہ صرف عصمت پناہی یہ دو لفظ اتنی والا مرتبہ بیگم کی شان کے مناسب نہیں بلکہ ایک معزز شریف زادی کے شایان ہیں۔

شہاب الدین احمد خان نیشاپوری جسکا اکثر تاریخ میں حوالہ ہے اکبر شاہ کی اتا ماہم بیگم کا عزیز تھا اوسکے اہتمام سے بنتا یہی ہمارے مدعا پر قرینہ ہے *

بابر کی وفات

بیگمات کے آنے پر ڈیڑھ سو کہاروں کو مزدوری دیکر کابل بھیجا کہ وہاں سے میوہ لائیں۔ رجب ۹۳۷ھ کو بادشاہ پر بیہوشی طاری ہوئی۔ مرض روز بروز اشتداد پکڑتا گیا۔ ہمکو نہیں معلوم ہوا کہ کیا مرض بہانہ موت ہوا۔ بہرحال معالجہ سے کچھ نفع نہیں ہوا۔ مرض کی سختی آنے والی اجل کی پیشین گوئی کرنے لگی۔ بادشاہ نے ہمایون کو کالنجر (ملک پنجاب) کے محاصرہ سے بلاکر ولیعہد کیا۔ پیر کے دن جمادی الاول کی پانچوین کو

---

* دیکھو تاریخ فرشتہ احوال شاہ اکبر اور آثار الصنادید حال مدرسہ ماہم بیگم۔

ہادم اللذات کی ساعت آپہونچی ۔ اور شاہ ظہیر الدین محمد بابر غازی جو فرغانہ مین
پیدا ہوا اور مدتون بدخشان کے کوہسان مین سرگردان رہا تھا اگرسے مین اس
حیثیت سے عالم بالا کو گیا کہ دریا ئے اکس سے لیکر دریا ئے گنگا کے نشیب تک
ملک اوسکے زیر نگین تھا ۔ ع

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

مرتے دم اوس نے وصیت کی کہ اوس کی لاش کابل بھیجی جائے اور اگر اوزبکون
کا اندیشہ نہ ہوتا تو وہ بالضرور اپنے باپ کے پہلو مین دفن ہونے کی وصیت کرتا
ایسے اولوالعزم بادشاہ کی لاش کو بھی بالضرور . . ہ میل طے کرکے آرام لینا مناسب
تھا اور بابر سے زندہ دل کی قبر کے واسطے بھی سبزہ زار کابل سزاوار تھا ۔ وفات کے
بعد فردوس مکانی اوسکا لقب ہوا اور بہشت روزی باد (۹۳۷) تاریخ وفات ہے ۔ چند روز اوسکی
لاش آگرہ مین نورافشان باغ مین (جو اب آرام باغ مشہور ہے) امانت رہی وہان سے
لیجاکر کابل کے قدم گاہ رسول مین خاک مین ملا آئے اوسکے پرپوتے شاہجہان
بادشاہ نے اپنے نامور مورث کے احترام کے واسطے قبر پر نفیس سنگ مرمر کا مقبرہ
بنوادیا ۔

یہ ہین نامور بابر کی موت و زندگی کے مختصر احوال فقط ۔
برمی آید

راقم
محمد حبیب الرحمن شروانی

اورنگ زیب کی پالیسی

زمانہ موجودہ کے انگلش مورخ ہم زبان ہین کہ عالمگیر کی گورنمنٹ مغلیہ خاندان کے لئے باعث زوال ہوئی مگر ہمارے واسطے اسکی ضرورت نہین ہے کہ ہم عالمگیر کے دلمین بر خراب پالسی کا فرضی دہبہ (جو مشہور اور نام آور انہر ز کا عطیہ ہے) اونہین نظرون سے دیکھین کہ جس سے اب تک وہ دیکھا گیا۔

ہمکو یہ دیکھنا ہے کہ عالمگیر نے اپنے اجداد کے مخالف طرز حکومت کیون ایسی سختی کے ساتھ بدلا کہ جسکا نتیجہ اگرچہ اوسنے اپنی لائف مین کچھ بھی نہین دیکھا مگر بعد کو اوسکے جانب ایسے نام سے منسوب کیا گیا کہ جو فی نفسہ بدنما ہے۔

عالمگیر کی گورنمنٹ پر سرسری نظر اوسے ایک دیکھنے والی کی آنکھون مین کبھی جابر۔ ظالم متعصب۔ خود غرضی وغیرہ وغیرہ کے خطابات سے جو حال کے مورخون نے اپنے قلم و زبان سے اوسے دیئے ہین بری نہین کر سکتے۔ مگر انصاف پسند رائے اور تمیز کرنے والی عقل شاید کبھی ان الزامات کو اپنی جگہ پر مستحکم نہ دیکھے گی۔

ہمارا یہ سوال کہ عالمگیر نے جب دنیا کی آرائشون اور حکومت کو اپنے سے بڑے اور قوی حاکم کے دست قدرت مین دیکر خیالات کی آزادی کے ساتھ جان دی تو کیون اوسکے ساتھ ہی حسرت نصیب فتحمند بابر ۔ مدبرانہ طرز حکومت ۔ خوفناک شاہی رعب بھی مغلیہ شاہون سے رخصت ہو گیا؟ بجز اسکے کوئی جواب نہین۔ کہنا کہ عالمگیر کے متعلق جسقدر الزامات ہین وہ سب صحیح اور ماننے کے لائق ہین لیکن نہین ہمارا غور ہم کو دکھلا رہا ہے کہ عالمگیر

قدرت نے ایک ایسی خاص صفت رکھی تھی کہ جسکا ہونا ایک ایسے بادشاہ مین کہ جسکو عالمگیر کی جگہ پر تخت سلطنت پر بیٹھنا ضروری تھا۔

عالمگیر نے جس وقت عنانِ حکومت اپنے ہاتھ مین لی یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مغلیہ خاندان شاہی اکبر کے نرالے اصول سے مندر بنا دیا گیا تھا اور جسکے ممبر بجائے اون سنگی تصاویر کے تھے جو مختلف دیویون کے نام سے مشہور ہین یہ مندر نہ صرف ہنود کی پرستش کا مرکز ہو رہا تھا بلکہ ہر قوم اور ہر فرقہ کے عوام اوسکو مذہبی اعتقادات سے اوسی درجہ پر سمجھے ہوئے تھے کہ جسکے بعد خدا کی ذات ہو۔ سمجھنے کی بات ہے کہ ایسا زمانہ ایک نئے حاکم کے لئے کہ جسکے دلمین مذہبی جوش موجزن ہے کسقدر خوفناک ہوسکتا ہے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ اپنے اصول کو اپنی گورنمنٹ مین بھی برتنے مگر افسوس ہے کہ عوام کے خیالات اوسکو کامیاب نہین ہونے دیتے۔ اب ہمکو یہ دیکھنا ہے کہ ایسے بادشاہ کی رائل لائف مین کیا کیا تبدیلیان واقع ہوئین اور آخر کار اسنے کونسا اصول اپنی حکومت کے ایک فارم پر لانے کے لئے قایم کیا۔ جہان تک دیکھا جاتا ہے اوسوقت کی پولٹیکل پیچیدگیان عالمگیر کے لئے اس امر کی مقتضی تھی کہ یا تو وہ اپنی ملکی لائف مین پبلک کا فوٹو اوتارتا یا اطمینانی حالت سے عسرت اور نا امیدی کے ساتھ دست کش ہو کر سلطنت چھوڑ دیتا۔ مگر نہین عالمگیر کا سا مذہبی خیالات کا سخت آدمی برخلاف ان تمام ملکی خرابیون کے جرات مجسم ہی تھا جسکے مرنے تک یہ وہ مسوز تھا کہ ان تمام پیچیدگیون کا سلجھاؤ صرف تلوار کے زور اور بازو اور جوان [تر انجام] تلوار سے متعلق کر دیا گیا ہے۔ وہ اپنے ملٹری خیالات مین اوس زمانے کے دیکھتے کوئی نظیر نہین رکھتا تھا اور نہ شاید مذہبی آزادی کہ جسکا جو عوام کی طبائع مین اگر نے

پودیا تھا اوسے وہی دن دکھلائے جو انگلینڈ کے بادشاہ چارلس دویم کو اپنی رعایا کے ہاتھون دیکھنا نصیب ہوا۔

ان دو بادشاہون کے پیش پا افتادہ مشکلات مین صرف اسیقدر فرق تھا کہ انگلستان کے پبلک ایک ایسے مذہبی اصول کو اپنے پرانے قواعد سے بدلنا چاہتی تھی کہ جسکو کریسچن مذہب کی جہان بین کرنے والی طبیعت پسند کر سکتی ہے اور ہندوستان کے عوام ایک ایسے خیال کی پابندی کرنا چاہتے تھے کہ جو قریب قریب شاہی (اسلام) مذہب کے خلاف تھا۔ اگر انصاف کیا جائے تو ہندوستان اور انگلستان دونون کے عوام برسر حق تھے پہلے کے اسوجہ سے کہ انکے خیالات واقعی خراب نہ تھے بلکہ خراب کئے گئے دوسرے کے اسوجہ سے کہ مذہبی طبائع پسند خیالات لائق پریچرون (وعظ) کے ذریعے سے پیدا کئے گئے۔ ایسی حالت مین عوام کا جوش چندان قابل اعتراض نہین اور ساتھ ہی اوسکے ایک معمولی جرءت اور ہمت کے بادشاہ کے لئے بہت مشکل ہے کہ وہ ایسے جوش کو فرو کر سکے ہمارے سامنے انگلینڈ کی تاریخ موجود ہے اور ہم دیکھتے ہین کہ چارلس دویم کو کیا کیا جرمان اور کیسی کیسی دقتین اوٹھانا پڑین جسکے بعد اوسے تخت سلطنت پر بیٹھنا نصیب ہوا لیکن تخت نشینی کے بعد بھی اوسکو اسقدر قدرت حاصل نہ تھی کہ اپنے پرانے مذہبی خیالات (جن کا دامن وہ مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا) ظاہر کر سکتا ہے چارلس دویم کا سا عقائد کا سچا آدمی اگر عالمگیر کے مثل بہادر اور شجاع بھی ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ اوس کے خیالات پبلک کے خیالات پر غالب نہ آتے کیونکہ عالمگیر کو بھی کچھ دقتین اوٹھانا پڑین وہ اوسکے ایسے دین کی اصلاح کے لئے تہین کہ جسمین اکبر کی پالیسی نے ہزارون

رخنہ ڈالدے تہے ۔

عالمگیر نے مندر مسمار کرائے ۔ بت خانہ ڈہا دئے ۔ مقدس مورتونکی صورتین بگاڑ دیں اور بجائے اونکے مسجدین تعمیر کرائین ۔ اذانین دلوائین ۔ تکبیرین کہلوائین ۔ پہر بہی وہ ان سب اشتعال دینے والی حرکتونپر اوسکی پالش کی ہوئی تلوار کی چمک کچہہ ایسی پڑتی تہی کہ لوگونکی نظرین خیرہ تہین اور نہین سمجہتے تہے کہ وہ کیا کرتا ہے ۔ اوسکی اچہی اور بری بات کچہہ ایسے دلفریب رنگ مین ڈوبی نکلتی تہی کہ ہر دیکہنے والے کی زبان سے تعریف اور تحسین کے کلمات فوراً ہی نکلتے تہے ۔ اگر بے چارہ چارلس ایک قسم کی حرکتون مین سے کسیکا بہی مرتکب ہوتا تو خدا جانے پروٹسٹنٹ فرقے کے حضرات اوسکے ساتہہ کیا کچہہ سلوک نہ کرتے ۔ اوسکے لئے یہی کافی تہا کہ اپنے موقعہ کے مطابق دشمنونکو کین دیکر اپنا سینے مین دل ٹہنڈا کرے اور پہر پارلیمنٹری خیالات کی پیروی مین اپنی حرکات کے چہوٹے دل سے معافی مانگے ۔ یا یہ کہ اپنے رومن کیتہولک خیالات کی تکمیل کرتے وقت کسی کلرجی سے خفیہ طور پر کرالے ۔

مگر عالمگیر ایسا نہ تہا اوسنے تخت سلطنت پر بیٹہتے ہی دکہلا دیا کہ ایک اقبالمند اور جری بادشاہ اپنے خیالات کے مقابلے مین پبلک شورشی کی کیا وقعت رکہتا ہے ۔ اوسنے اون خیالات کی کہ جنکی بنا اکبر کے خوب مذہبی اعتقاد نے ڈالی تہی نہ صرف نرسیم ہی کی بلکہ قطعاً دنیا سے معدوم کردی ۔

عالمگیر نے کسی پر ظلم نہین کیا کیسکو عتاب آمیز نگاہ سے نہین دیکہا ۔ کسی پر سختی روا نہین رکہی مگر اوسی پر جو مذہب اسلام کو بجائے خود سچے اصول پر قایم نہین سمجہتا تہا ۔ اوسکا سیواجی

اور اوسکی بیٹی کے ساتھ سلوک (جو بظاہر تعصب آمیز خیالات کا نمونہ معلوم ہوتا ہے) بہت ہی مناسب تہا۔ عالمگیر نے متنبہ کر دیا کہ ایک مذہب کے رہنے کی شان مین گستاخانہ کلمہ کسقدر سزا کا مستحق کر سکتا ہے۔ مذہبی خیالات کے برتنے مین عالمگیر کی اسقدر سختی اون مظالم سے نہین بڑہی ہوئی ہی کہ جنسے ملکہ میری کو انگلینڈ کی زبان سے بلڈی (خونی) میری کہلوایا اوسنے شیعونکو اپنے دربار مین کم وقعت کر دیا۔ مگر یہ نہین کیا کہ اونکے ساتھ وہی سلوک کرتا کہ جو انگلستان کے رومن کیتھولک فرقے کے شاہنشاہون نے پروٹسٹنٹ مذہب والونکے ساتہا اپنے عہد حکومت یا پارلیمینٹ کے ممبرون نے رومن کیتھولک مذہب کے ساتھ اپنے زمانے مین کیا ہو۔ اورنگ زیب جاہل تہا۔ اور اوسکے حرکات وحشیانہ تہے مگر اسپر بہی اوسنے اون سختیونکا عشر عشیر بہی اپنی رعایا پر روا نہین رکہا جو انگلینڈ کے مہذب اور تعلیم یافتہ بادشاہون نے جنکی حکومتین کو لندن ایچ کے نام سے تاریخ کے صفحوں پر یاد کئے گئے ہین اپنے عہد مین کیا ہو۔

ان تمام مظالم کے دیکھتے ایک منصف شخص کبھی یہ نہین کہہ سکتا کہ عالمگیر کی گورنمنٹ ایک ایسی پالیسی سے والبستہ تہی کہ جکا دھبہ تاریخی صفحات پر مسلمانونکے لئے شرمناک ہو۔ مین اسکو جانتا ہون کہ عالمگیر نے جزیہ کا رواج جسکی عادت ہندوون نے اکبر کے زمانہ سے چھوڑ دی ہے دوبارہ اپنے مقبوضہ ملک مین دیا۔ کیا ہی ایک ٹیکس تہا کہ جسنے ہندوونکے دل مین عالمگیر کی جانب سے کینہ بہر دیا ہو؟

اگر انگلش مورخ ایسے ٹیکس کو قابل اعتراض سمجھتے ہین سمجہا کرین اونکی تاریخین ایسی ایسی کتنی ہی مثالون سے بہری ہوئی ہین کہ جنکا شمار ہر انصاف پسند عقل ضرور اون پر جہوٹین

کرے گی کہ جو انسان کو اوسکی قدرت کے عطیہ صفات سے خارج کرسکتی ہے
تاریخ انگلینڈ کا پڑہنے والا جان سکتا ہے کہ بیچارے جیوزن (یہودی) انہین نورمنز
کے ہاتھون کن کن مصائب مین ہنین گرفتار ہوتے اور کیا کیا تکلیفین اونہین پہنچین
جنکی وجہ یہی بیان کی جاتی ہے کہ اونہون نے حضرت مسیح کو سولی دی تہی - ہم نے مانا کہ یہودیون
نے ایسا ہی کیا مگر یہ عداوت اونہین یہودیون تک ختم ہوجانا چاہیے تہا کہ جو اس فعل کے
مرتکب ہوتے - نہ نسلاً بعد نسلاً اسی دشمنی کا سلسلہ جاری رہتا - کیا اسکا نام تعصب مذہبی
نہین ہے اور کیا یہ تعصب جزیہ سے بڑہا ہوا نہین ہے ؟

اورنگ زیب نے تو جزیہ ہی تک اپنے خیالات محدود رکہے اوسنے یہ نہین کیا
کہ بزور مسلمان کرتا یا اپنے حکم نہ تعمیل ہونیکے حالت مین شہر بدر کردیتا - بیچارے
یہودیون نے تو یہ سب باتین برداشت کین - اونپر ٹیکس جاری نہ ہوا اونکا روپیہ
نہین دیا گیا - وہ شہر بدر کیے گئے - وہ لوٹے گئے اور ایسی طرحکا اور بہی زیادہ تباہ
کا نشانہ بنائے گئے - وہ تو کہئے کہ خدا نے اونکی سن لی اور کرامول کا زمانہ آگیا جسکے
عہد مین پہر از سر نو آباد ہونے کی اجازت ملی ورنہ شاید جیوز کو دوبارہ لندن مین کوئی دیکہتا
بہی نہین -

یہ ایک معمولی آدمی تہا مگر پارلیمنٹری فوجکی جانب سے چارلس اول کے زمانہ مین رائلیسٹ فوجکو کئی شکستین دیکر
بہت نام آور ہوا - اور آخرکار فوجکی سرپرستی سے تمام انگلینڈ کا مالک بن بیٹہا اسکا زمانہ "کامن ویلتھ"
کے نام سے مشہور ہے (دیکہو تاریخ انگلینڈ - کامن ویلتھ -)

مسٹر ایڈیٹر کیا ہمارا انصاف اسیکا مقتضی ہے کہ ہم غیر قومونکی طرز حکومت پر اعتراض کرین اور اون عیوب پر کہ جو ہم مین خود موجود ہین سہل انکاری کے خاک ڈالین اگر ہم ایسا کرینگے تو دنیا کے انصاف پسند نظر مین ہماری کہان تک وقعت ہو گی اور ہم اعتبار کے کسدرجہ پر سمجھے جاوینگے۔

ہمارے لئے بحیثیت ایک مصنف کی بہت ضروری ہے کہ ہم اپنے ریمارک کے ہر پہلو پر غور کر کے قلم اوٹھائین اوسوقت کسی خاص شخص کی اچھائی یا برائی کہ جسکی نسبت ہمکو اپنی رائے قایم کرنا ہے ہماری نظرون مین خود پہر جائے گی اور ہم دیکھ سکین گے کہ اسکو عقل انسانی کہانتک مقبولیت کی نگاہون سے دیکھنا پسند کرسکیگی لیکن افسوس ہے کہ انگریزی مورخین نے اس اصول کے خلاف عالمگیر کی نسبت ابتک اپنی رائے قایم کی ہے۔ اونکا صرف عالمگیر کو بے مثل شجاع لکھدینا کافی نہین کیونکہ یہ ایک لفظ اوسکو اون دوسرے اوصاف سے کہ جنکا وجود اوسکی ذات مین پایا جاتا ہے بالکل خارج کرتا ہے۔ عالمگیر جیسا بے نظیر بہادر تہا ویسے ہی اوسکی رائے ملکی معاملات مین صائب ہی تہی۔ اوسکا زمانہ رعایا کے لئے برا نہ تہا سرکش ہندو سب مطیع تہے ملک مین قریب ایک عمدہ درجہ تک امن تہا جسکا ہونا صرف اسوجہ سے کہ اوسکا ایک معتدبہ زمانہ خانہ جنگیون مین صرف ہوا تہا کسیقدر تعجب خیز ہے۔ راجپوت (جنکے دلمین انگریزی مورخین کے قول کے مطابق عالمگیر کیجانب سے بوجہ جزیہ کے ایک قسم کی خلش تہی) اسکی جرات نہین رکھتے تہے کہ وہ علانیہ اپنی عداوت کا اظہار کرسکین۔ وہ اپنی مشہور بہادری یا تو عالمگیر کے قوی بازو کے مقابلے مین کہو بیٹہے یا اونپر اوسکے حیرت مین ڈالنے والے

افعال کا کچھہ ایسا رعب غالب تہا کہ اپنی ماہیت ہی کو بھول گئے تھے۔ اوسکے فتوحات کی نسبت ہم کو کچھہ لکہنے کی ضرورت نہین اسواسطیکہ یہ ایک امر مسلمہ ہے وہ ممالک (کہ جسپر اوسکے اجداد کی نظر تہی اور جنکا خیال سلاطین ماضیہ کا دلچسپ خواب تصور کیا جاتا تہا) اوسکی عالمگیر تلوار کی بدولت وقتاً فوقتاً قبضہ و تصرف مین آئی گئی۔ لیکن افسوس ؎

نازگو اوسکے ہین سب زندہ ہی کرنیوالے
ڈہونڈہ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنیوالے

کسی زبان کے مورخ نے اوسے اون الفاظ سے نہ یاد کیا کہ جنکا وہ مستحق تہا۔ اورنگ زیب کی ابتدائی کارروائیاں یعنی باپ کی قید۔ بہائیونکا قتل اگرچہ دنیا کی نظرون مین بہت ہی بدنما ہین مگر ایسے نہین کہ تاریخ کے صفحہ پر نئی پرانی سمجھی جائین۔ وہی مورخ جو اسکے حرکات کو طعنہ زنی کی سیاہی سے عالم کے سامنے بدصورت بنا رہے ہین اپنی قوم کے اون مظالم کو (جو اس سے اگرچہ زیادہ نہین مگر برابر تو ضرور ہین) اوسکے دوسرے شایستہ افعال کی روشنی سے معدوم ثابت کر رہے ہین ہماری نظرون مین اسوقت کوئن الزابتھ کا سلوک میری اسٹوارٹ کے ساتھہ اوسقدر خوفناک نہین معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عالمگیر کا اوسکے بہائیونکے ساتھہ ہے۔

خوبصورت میری نے اوسیقدر مصیبتین الزابتھ کی قیدمین اوٹھائین جتنی کہ داراشکوہ نے عالمگیر کی قیدمین اوٹھائی تہین۔ روحی تکلیفین دونونکو برابر تہین۔ داراشکوہ عالمگیر سے تخت کے لئے لڑتا تہا اور متعدد زکین اوٹھاکر گرفتار ہوا مگر میری اسٹوارٹ اپنی سرکش رعایا سے بہ تنگ آکر الزابتھ کے پاس پناہ گزین ہونے کی غرض سے

آئے تھے جنکے بدلے وہ قید خانے کے سپرد کئے گئے۔
داراشکوہ بہ حیثیت ایک دشمن کے گرفتار کیا گیا اور قتل اسوجہ سے ہوا کہ وہ باغی ہونے کے علاوہ لا مذہب بھی خیال کیا جاتا تھا۔
میری اسوجہ سے گرفتار ہوئے کہ وہ سچے دل سے ہِن کے پاس دشمنون سے بچنے کے لئے آئے تھے اور قتل اسلئے کہ اوسکی دلفریب صورت اور قیامت خیز قامت نے عموماً لوگونکو اپنا طرفدار بنا لیا تھا۔

بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

کیا اسی قتل کا دہبہ الزابتھ کے کون سے صرف اسواسطے چھوٹا کہ اوسکے زمانے مین ترقیان بے انتہا ہوئین اور انگلنڈ والے تہذب سمجھے جانے لگے؟ نہین ہرگز نہین دنیا مین جب تک یورپ۔ یورپ مین لندن مین* فارو نگی کیل کا نام و نشان قایم ہے اوسوقت تک پیاری فرشتہ صورت میری کا خون الزابتھ کی حکومت کو دنیا مین بیداغ نہین دیکھنے دیگا۔
مگر اس ایک بے رحمی نے الزابتھ کو اون دوسرے اوصاف سے کہ جنکے لئے وہ مشہور ہے خارج نہین کر دیا۔ پھر ایسی حالت مین بیچارے عالمگیر نے کیا قصور کیا ہے کہ جسکی پاداش مین اوسکی دوسری طرز حکومت پر بھی خاک ڈالی جائے۔ اور وہ ہیچ کر دے جائین عالمگیر کا سا مدبر اور بیدار مغز بادشاہ تاریخ ہند مین ویسا ہی نامور ہو سکتا ہے جیسے کہ الزابتھ انگلنڈ کی تاریخ مین شمار کی جاتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اسکی حکومت علمی مذاق

---

* اوس عمارت کا نام ہے جہان میری اسٹوارٹ قتل کئے گئے (دیکھو تاریخ انگلنڈ)

سے خالی رہی ورنہ ہمارے کان آج ایسے الزامات سے جو عالمگیر کے متعلق سنے جاتے ہین آشنا نہ ہوتے اور نہ اغیار کو اسطور پر طعنہ زنی کا موقعہ ملتا۔
ہمارے موجودہ زمانہ کے وہ لوگ کہ جنکو تاریخی واقعات سے تہوڑا سا شوق ہو چلا ہے کچہ ایسی کیفیت کے ساتہہ اس علم سے مزے اوٹہا رہے ہین کہ اونکو اصل مطلب سے کوئی غرض نہین وہ محض اس فکر مین ہین کہ اپنے ٹوٹے ہوئے خیالات کو تاریخ کا زیور پہنا کر پبلک کے سامنے اسطور پر پیش کرین کہ اونکا محقق یا مصنف ہونا مان لیا جائے مگر حضرت ہم کبہی اسکے قائل نہین آپ کی تصنیفات کے لئے یہ ضروری نہین ہے کہ وہ بہی اوسی پر تو پر اوٹہائے جائین کہ جسپر کسی دوسری قوم اور زبان کے مصنف کا مدار ہے۔ آپ کی آزادانہ تحریر اگر تحقیق کی روشنی کے ساتہہ جلوہ افگن ہے تو اوسکا اختلاف کسی دوسری تحریر سے بہی اہل الرائے کے نزدیک قابل وقعت ہوگا ہمارے لئے یہ غیر مناسب ہی کہ ہم کسی خاص شخص کے واقعات پر اپنی وہی رائے قایم کرین کہ جو دوسرے شخص نے کی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اوسکی رائے کسیوجہ سے غلطی پر ہو۔ چنانچہ عالمگیر کے اصول حکومت ویسے ہی کسی دوسری قوم کی نظرون مین پسندیدہ نہین ہوسکتے جیسے کہ ہماری نظرون مین ہین مگر ایک منصف مزاج شخص کی رائے (عام اس سے کہ وہ ہماری قوم کا ایک شخص ہے یا نہین) اوسکے حرکات کو اوسی حالت مین محمود یا غیر محمود کہین گے جب کہ جانب مخالف یا موافق عمدہ وجوہات سے مستحکم کی گئی ہوگی۔

معزز ایڈیٹر۔ آپ نے دیکہہ لیا کہ ایسے با اقتدار بادشاہ کے ساتہہ

(کہ جسکے رعب و داب شاہی نے ہمیشہ دشمنونکے سر جھکے اور آنکھین نیچی رکھی ہین)
ناانصافی کے ہاتھون کیا سلوک کیا گیا۔ غضب ہے کہ ہم اوسکا نام تاریخ مین متعصب
ظالم۔ اور خود غرض وغیرہ وغیرہ کے خطابات کے ساتھہ دیکھین اور خود ہی ایسا ہی
کہین مگر وہ خاص شخص یعنی اکبر کہ جسکی ابتدا خراب کی ہوئی ہے اس قسم کے الزامات
سے بالکل پاک وصاف رکھا جائے اگر اکبر کی پالیسی بدمذہبی کے روغن سے
نہ رنگی ہوتی تو کسیکا مُنہہ نہ تہا کہ اورنگ زیب کی مخالفت مین زبانی جنبش یا قلم کی تیزی
دکہا سکتا۔ اکبر ہی نے پچاس برس پیشتر سے ہنود کے عالمگیر کے خیالات کی
مخالفت مین کمر بند ہوائی۔ اور اکبر ہی نے ایسے خراب لوگون سے اپنی حکومت
جاری رکھی کہ جسکا نتیجہ ایک صدی کے بعد اوسکے خاندان والونکو دیکہنا پڑا۔ اے
کاش اکبر جاہل نہ ہوتا تو اوسکے خوشامدی مصاحبین کو اسکا موقعہ نہ تہا کہ وہ اوسکو خدائی کا
دعویدار بناکر تخت سے اوٹھا عرش پر بٹھا دیتے اور اوسکے خراب خیالات کا اثر اسقدر
خراب ملک پر پڑتا۔

اکبر لامذہب خود ہی نہ تہا۔ اوسکے درباری۔ مصاحبین۔ اعزا۔ رفیق اور ہمدم سب
کے سب اوسی مندر کے گرد دہونی رمائے تہے کہ جسکا اکبر گرو تصور کیا جاتا تہا
ممکن ہے کہ اوسکے سب چیلے سچے دل سے اوسکے مرید نہ ہون مگر اسمین تو شک ہی
نہین کہ رائل فیملی پر اوسکے خیالات کا بہت برا اثر پڑا۔ چنانچہ جہانگیر کی لائف دکہلا
رہی ہے کہ وہ اپنے قدیم مذہبی اعتقادات مین کہان تک راسخ تہا۔ اوسکا بہی اصل
اپنے باپ کی کسی مذہب کی جانب اعتقاد کامل نہ تہا۔ مگر چونکہ اوسکا اخیر زمانہ الطینا

کے ساتھ نہین گذرنے پایا اسلئے وہ خیالات کچھہ نتیجہ خیز نہ ہوسکے۔

اور رعایا کے قلب ویسے ہی محتاج اصلاح رہے جیسے کہ اکبر کے زمانے مین تھے
البتہ شاہجہان نے اپنے زمانہ حکومت مین کسیقدر شان اسلامی کا جلوہ دکھلانے
کی کوشش کی تھی مگر اوسکا اثر اسقدر تھوڑا تھا کہ وہ اوسی سے متعلق رہکر اوسکے ساتھہ ہی
معدوم بھی ہوگیا اور اوسکی اولاد اور نیز دوسرے متعلقین اوسی درجہ تک محتاج تعلیم رہی جیسے
کہ جہانگیر کے عہد مین تھی۔

ان عالمگیر کا زمانہ کچھہ عجیب ہے شوکت اسلامی کے ساتھہ ظہور پذیر ہوا جسکے اثر نے
اوسکے ماتحتون کے قلب فوراً پھیر دیے اور جسکی بدولت اونسے وہی کر دکھایا جو ایک
مسلمان حکمران کے لئے ضروری تھا لیکن مذہب اسلام کی اسقدر سخت پابندی
اگر یہ کہا جائے کہ شاہجہان کی دینداری نے عالمگیر مین پیدا کر دی تھی بالکل غیر ممکن ہے
عالمگیر کی طبیعت خصوصاً اس معاملے مین ذرہ برابر بھی شاہجہان کی احسانمند نہین۔
[illegible] ہم خوش ہین کہ انگریزی مورخون نے (باوجود اون الزامات کے جو عالمگیر کی
گورنمنٹ پر لگائے) اکثر اوسکی تعریف ہی کی ہے جسکی نسبت ہمارا خیال ہے کہ محض اونکے
قلم کی بے ساختگی تھی اور یہی پوائنٹ ہماری خوشی کا سبب بھی ہے۔ ع
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔

راقم
محمد رشید اعلی

دعوت افلاطون

(تمہید)

سلسلہ کے لئے نمبر (۵) ملاحظہ ہو

تحقیقات قدامت بھی جسکو قدیم انسانی عالی دماغیون کی عملی صورت پر ایک طرح کی سخت نکتہ چینی خیال کرنا چاہئے اس حقیقت حال کی بنہایت شکر گذاری اعتراف کرنے مین قاصر نہین ہے کہ یونانی عالی دماغی۔ آریائی ذہانت۔ اور زردشتی فلسفیانہ فراست ہے۔ آجکل کی ترقی یافتہ نسلون کے محرک خیالات اور باعث تیز رفتاری ہوئی یا یہ کہ بہت سے صیغہ جات علوم پر اونکو کسی ابتدائی غور و فکر کی حاجت نہین ہوئی ہے با اینہمہ اعتراف پر بھی زمانہ حال کے مصنف قدیم مدبرون اور حکماء پر بلا افسوس و ملامت چین نہین لیتے جس سے باور کرایا جاتا ہے کہ گویا کسی نئے اصول یا کسی اہم ایجاد کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔

اصل یہ ہے کہ ہمارا زمانہ چند موجود چیزون کا صرف ایک اچھا منتظم ہے لیکن اوسمین اشیاء کے موجود کرنے کی کوئی نمایان قابلیت نہین پائی جاتی ہے[1]

---

[1] ہمارا مقصد نا معلوم ممالک اور خواص الاشیاء کی کسی کامیاب تحقیقات سے نہین ہے کیونکہ یہ موجودہ چیزین اوس زمانے مین صرف پوشیدہ تہین اور یہان تک کہ اب بھی ہمکو اکثر رازہائے فطرت سے عیان ہونے کا انتظار رہا ہے۔

وہ پابندی مذاہب کی صرف ہدایت کرتا ہے۔ لیکن خالق فطرت نے اوسکو ایجاد ڈرامہ
کی عالی دماغی نہین عطا کی۔ وہ ہمکو بتاتا ہے کہ تم علوم و حکمت کی عملی حیثیت اختیار کرو۔
لیکن کیا اوسکو اِس غلط دعوے کی جرات بھی ہے کہ نفس علوم و حکمت نے ابتدا سے
اوسکا ساتھہ دیا ہے؟

چونکہ فلسفہ کے ایک معمولی پروفیسر کے لئے ارسطو کے پائی تکس پر صدائے اعتراض
بلند کرنا بادی النظر مین ایک آسان بات معلوم ہوتی ہے اسلئے ہم دوامی طور پر اِس امر کو اپنے
دائرہ یقین سے خارج رکھنے کے مجاز ہین کہ نکتہ چین کبھی اوس شخص سے افضل بھی
ہوسکتا ہے جسپر نکتہ چینی کی گئی ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ تبدیل شدہ اسباب عالم نے احسانات کے علاوہ سوسائٹی پر
چند مظالم بھی کئے ہین۔

"خوف خدا" جو "دانشمندی کی ابتدا ہے" بتدریج رخصت ہوتا جاتا ہے
اور انسانی تلون مزاجی ایک ظاہر پرست فلسفہ اخلاقی کی آڑ مین پناہ لے رہی ہے
ہم سے کہا جاتا ہے کہ "ہم کسی ناگوار قانون کی مطابعت نہین کرتے" مگر انہین تبدیل شدہ
اسباب عالم پر ایک گہری نظر بتا دے گی کہ قوانین کی اطاعت کمین اوس حکم سے
زیادہ ہوئی ہے جسکی تعمیل سے انکار ہوا ہے۔

خدائی نیابت جو کسی زمانے مین شخصی تھی اب بہت سے اجزا پر منقسم ہوگئی
ہے گو اپنی ابتدائی حالت مین یہ نیابت کامیاب اور ایک مدت کے لئے سر سبز
پڑتی نظر آئی ہے مگر یہ یقین نہایت برمحل ہے کہ مجامع اور اشخاص اس بڑی ذمہ داری

برداشت کرنے کے ناقابل ہین - ہم تو کسی ایک شخص کی نیک رائے پر چلنا بہ نسبت جمہور کی
خطرناک رایونکے کہین اچہا سمجہتے ہین - اسی لئے ہمارا مترتب شدہ نتیجہ دماغی یہ ہے کہ گویا ثانی
ایک دنیا تک نیابت خدائی پر ایمان لانے والون مین تہے - اور گو یہ رسم دنیا سے تقریبا
بالکل موقوف ہو جانے والی ہے - مگر کوئی منطق اسکے مخالف نہین ہے کہ یہ نیابت
خدائی مستقل اور دیرپا تہی اور ساتہہ ہی موجودہ ڈیموکریٹک ازلی نیابت ایک نہ ایک دن
اپنے ہی ذمہ دار اور جوابدہ اجزا کے ہاتہون برباد ہونے والی اور اس بین نظاہر
خوشگوار رسم انتظام دنیا کا اختتام نہایت ناگوار طوائف الملوکی پر ہونے والا ہے -
لیکن اس طوائف الملوکی کے اسباب دنیا کی دوسری بدنصیبیونکے اسباب سے
مشابہ نہ ہونگے - دنیا کی دوسری بدنصیبیان اکثر انسانی تلوّن مزاجیون کا نتیجہ ہوا
کرتی ہین -

مگر یہ طوائف الملوکی اپنے ضعف اجزا کا نتیجہ ہوگی - اور جہان تک ہم دیکہتے
ہین یہ ضعف محسوس ہوتا جاتا اور معلوم ہوتا ہے کہ قدامت نے جو کچہہ کیا وہ
دنیا کی حالت شباب مین تہا اور ہم جو کچہہ کر رہے یا کرنے کا ارادہ کرتے ہین
وہ ایک ایسی عمر سے متعلق ہے جسکے نوجوان سرگرمیان موقوف ہو چکی ہین - گو
ہم ان نامبارک التوائے شباب پر سب افسوس کرتے ہین -

یونانیون کے علم و حکمت مین ایک نمایان امتیاز اور پایا جاتا ہے
جو ہمارے یقین کی شہادت دے رہا ہے یعنی یہ لوگ ان اشیاء کو بہی اپنے
روحانی اور دنیاوی طریق عمل سے جداگانہ نہین سمجہتے - اسی لئے انکی

آئندہ امیدیں توی ہوا کرتی ہیں۔

اور اسی لئے وہ اپنی قسمت کے فیصلہ میں تنہا نہیں شامل ہوتے تھے۔ ہمکو یاد آتا ہے کہ آخرالذکر صفات کے اپنی خواہشوں کے زمانے میں ہم مسلمان ہی مالک تھے۔

ہم کسیطرح انصاف نہیں کرسکتے اگر صرف اسی اصرار کو فرض منصبی قرار دے لیں کہ یونانی اپنے طریق عمل میں چونکہ روحانی تھے اس لئے اونہوں نے انسانی فائدہ رسانی میں کامیابی حاصل کی اور وہ لوگ جو ایسے نہیں ہیں اس امر میں قاصر ہیں یا ہماری اونہوں نے خاطرخواہ مدارت نہ کی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا یہ خیال نہیں ہے۔

ہمارے زمانے نے ہماری کافی مدارات کی۔ باستثنائے روحانی خدمات کے تمام عقلی۔ علمی۔ اور پولٹیکل فوائد پہونچانے میں اوس نے وہ نمایاں تکالیف برداشت کی ہیں جن کا انصاف کوئی نہیں کرسکتا۔ مگر ایک "تٹر بری کورٹ آف جسٹس" جسکے فیصلوں پر روحانیت اور غیرروحانیت دونوں کو اعتبار ہو۔

فی الحقیقت ہمارے راستے صاف ہو رہے ہیں۔ عقلی حفظان صحت کے قواعد کی پوری تعمیل ہو رہی ہے۔ اور کسیطرح کے مجامع اور اشخاص ایسے نہیں ہیں جو اس طریق عمل کی مخالفت اور ان قواعد کی سرکشی کو باعث فخر سمجھتے ہوں۔ کیونکہ خدانخواستہ ایسا ہو تو ہم ایک مشہور دانشمند فصیح کے ہم آواز ہوکر کہینگے

کہ "اگر قانون غلطیون سے مبرا نہین ہوا۔ یا جماعت تمدنی اپنی حالت ابتدائی سے بری نہین۔ یا یہ کہ ہمارے باشندون سے داغ مظالم نہین دہلا تو مین بلا تامل کہتا ہون کہ ابھی تک چشمہ ہاے تہذیب و شائستگی بند نہین ہوئے ہین۔"

(ترجمہ انگریزی)

راقم
محمد اصغر حسین

تاریخ اسپین

دوسرا باب

فتح کی موج

اس بڑی فتح کے بعد موسیٰ گورنر افریقہ نے فوراً ایک ہیئت سے مفصل روئداد جنگ بحضور خلیفۃ اللہ ابلاغ کیا اور اوسمین لکھا کہ " اے امیر المومنین! اس قسم کی فتوح ہمیشہ نہین ہوتین - بلکہ ہنگامہ عرصہ محشر کیطرح شاذ و نادر ہین "! نوید فتح سے تمام مسلمانان عراق ششدر رہگئے اور کچھہ تعجب بھی نہین کیونکہ یہہ ایک بالکل غیر مترقبہ نعمت تھی - اسپین کی قدیم مورخون نے شاہ راڈرک کی تباہی کو جن بعید از قیاس فالونمین مستتر کیا ہے اونکو چھوڑ کر اب ہم تاریخانہ واقعات کی طرف متوجہ ہوتی ہین - اسمین کچھہ شک نہین کہ وادی لیت کی اس کامیاب معرکہ نے تمام ملک اسپین کی عنان حکومت مسلمانون کے ہاتھہ مین دیدی - طارق اور اوسکے بارہ ہزار دلاورون نے صرف ایک لڑائی سے گویا تمام جزیرہ نما کو فتح کر لیا - اب کچھہ زیادہ جرأت اور نبرد آزمائی کی ضرورت نہ رہی تھی کیونکہ جس قدر پیشتر ایسی پوری طرح مطیع نہوے تھی وہ سب ہر طرح کمزور تھے اور اسلئے اونکی زیر کرنیمین معمولی اخراجات و استقلال کافی تھی - چنانچہ فتحمند جنرل اسی کامیابی پر اکتفا نہ کر کی فوراً آگے بڑہا اور اگرچہ اسی اثناء مین موسیٰ گورنر افریقہ نے جسے اپنی ماتحت نفٹنٹ کی اس غیر متوقع کامیابی اور ناموری پر رشک پیدا ہو گیا تہا ایک باضابطہ فرمان بھیجکر اوسے آگے بڑہنے سے منع بھی کیا - مگر اولو العزم طارق نے اس حاکمانہ برتاؤ کی ضد مین ذرا پروا نکی اور اپنی چھوٹی سی جمعیت کو تین حصومین تقسیم کر کے تمام جزیرہ نما کو چھان ڈالا اور اسطرح تہوڑے عرصہ کے بعد دیگرے جملہ امصار و قلعہ جات کو فتح کر ڈالا -

المغیث جو طارق کا ایک ماتحت سردار تھا۔ سات سَو آدمیونکا ایک دستہ
لیکر قرطبہ کی محاصرہ اور فتح کے لیے روانہ ہوا۔ اور وہان پہنچکر شام تک تو اودہر اُدہر
درختون کی آڑ مین چھپا رہا اندہیرا ہوتے ہی شہر کے طرف بڑہا بارش اور اولون کی ایک
سخت طوفان نے جسے مسلمان اپنی حق مین ایک تائید آسمانی خیال کرتے ہین اونکی گہوڑون
کے سمون کے آواز کو دور پہنچنے سے روکدیا تا آنکہ حوالی شہر مین پہنچکر اونکو ایک چرواہے سے
معلوم ہوا کہ فصیل شہر مین کسی مقام پر شگاف ہے چنانچہ مسلمانون نے اسی جگہہ سے دہاوا
کرنیکا ارادہ کیا فصیل سے ملا ہوا ایک انجیر کا درخت کہڑا ہوا تھا ایک جوان مرد سپاہی
جو نہایت تیز و طرار تہا موقعہ پاکر جلدی سے اوسی درخت پر چڑہگیا اور وہان سے فصیل پر
کود کر اپنا عمامہ نیچے لٹکا دیا اور اس عجیب کمند کے ذریعہ سے اپنے اور کئی ساتہیون کو اوپر
کہینچ کر کمال چابکدستی سے حیرت زدہ دربانون کو گرفتار کرلیا اور شہر پناہ کہولدیا۔
تمام رسالہ شہر مین داخل ہوکر فوراً گلی کوچہ مین منتشر ہو گیا۔ اور بات کی بات مین
شہر کو فتح کرلیا۔

گورنر اور تمام اہل شہر نے ایک کونسٹ (خانقاہ) مین بھاگ کر پناہ لی اور تین ماہ
کی سخت محاصرہ کے بعد آخر مطیع ہوگئی شہر قرطبہ خالی ہو گیا۔ اور یہودی جنہون نے
تمام لڑائی مین اول سے آخر تک مسلمانون کی خیر خواہی اور مددگاری کا پورا
ثبوت دیا تھا اور جو اسکے بعد بھی ہمیشہ فتحمندون کی نظر مین معزز و ممتاز رہے
شہر مذکور کے عارضی حاکم مقرر کئے گئے۔ مسلمانون نے یہودیون کو عرصہ دراز تک
برخلاف اہل کاتہہ کے کوئی اذیت اور تکلیف نہ پہنچائے بلکہ ہمیشہ رشتہ مخالطت و

و موافقت قایم رکھا۔ چنانچہ جن جن ملکون پر مسلمانون نے فوج کشی کی یہودی ہمیشہ سایہ کی طرح ساتھہ رہے۔ جب تک مسلمان لڑائی مین رہتے تھے یہودی تجارت مین مشغول رہتے تھے لڑائی ختم ہوتے ہی یہودی مسلمان اور پارسی باہم ملکر علم و ہنر اور شایستگی کی اشاعت مین سرگرم ہو جاتے تھے۔ مسلمانون کے زمانہ وسطی کی حکومت زبان زد خلایق ہونیکے بڑے وجوہ یہہ ہی ہین ۔

یہودیون کی مدد دینی اور مسیحون کی خوف زدہ ہونے سے (مورخ صاحب۔ طارق اور اوسکے ساتھیون کی بہادری کا بڑی مشکل سے اقرار کرتے ہین) طارق مظفر و منصور۔ قدم بڑہاے بے روک چلا گیا۔ آر کی ڈونا پر بلا وقت تسلط ہو گیا۔ عام باشندہ بھاگ کر کوہستانون مین جا چھپے۔ مالاگا پر بھی قبضہ ہو گیا اور الویرا (جو موجودہ غرناطہ کی قریب واقع تھا) کو بھی حملہ کرکے لے لیا۔ صرف مرشیا کی کوہستانی درہ کچھہ عرصہ تک تھوڈمیر کے بہادری اور کاردانی سے محفوظ رہی مگر بعدہ مسلمانون نے اوسکو کھلی میدانون مین تیغ و سپر چلانے پر آمادہ کرکے لڑائی کی جسمین تمام مسیحی ایک ایک کرکے کام آئے بلکہ خود تھوڈمیر معہ ایک نوعمر غلام کے بمشکل تمام میدان سے جان بچا کر بھاگا اور شہر اوریہولا مین پناہ گزین ہوا۔ یہان پہونچکر اوسنے افواج اسلامیہ کے ساتھہ جو اسکا تعاقب کئے چلی آتی تہین ایک بڑی عجیب اور دلچسپ چال چلی یعنے مرشیا مین بجز عورتون اور عمر رسیدہ مردونکے کوئی جوان تھا نہین کیونکہ پہلی لڑائی مین سب میدان مین ہلاک ہو چکی تھی پس تھوڈمیر نے یہہ حکمت عملی کی کہ تمام عورتون کو مردانہ لباس پہنا کر اور خود اور بکتر پہنا کر نیزہ لمبی لمبی دنڈوں اور دیگر ضروری

ور ظاہری اسلح جنگ سے آراستہ کرکے اونکے سر کی بالون کو پیچ دیکر ٹہوڑے پر اسطرح جما دیا کہ دور سے ڈاڑہی معلوم ہونے لگی - اور اس عجیب فوج سے اوسنے فصیل شہر کو خوب مستحکم اور مضبوط کیا جب دشمن رات کے سیاہی مین جیب کر حملہ کی غرض سے آگے بڑہے تو یہ حال دیکھکر بہت چکر اے اور دل شکستہ ہوگئے اوہر جب تہوڈیمیر نے اپنا افسون کارگر دیکہا تو فورًا اپنے نوجوان غلام کو ایلچیون کا لباس پہنا کر اور خود صلح کا جھنڈا ہاتہہ مین لیکر تہوڈیمیر (عربی جنرل کیطرف مخاطب ہوکر) مین حاکم شہر کیطرف سے ایسی شرایط پر آپ سے صلح کرنے آیا ہون جو آپکی بلند حوصلگی اور آپکی عالی مرتبت سے بعید نہو آپ دیکھتے ہین کہ فصیل شہر اور اوسکے ناکے کسقدر محفوظ ہین اور کہانتک محاصرہ کو سہہ سکتے ہین لیکن ہمارے صلح اندیش حاکم کو یہہ بات منظور نہین ہے کہ اپنے سپاہیونکو مفت دشمنون کی تیغ کی نذر کرین آپ وعدہ فرمائین کہ اہل شہر کو معہ اپنے مال ومتاع نکل جانیکی اجازت ہے کل صبحدم شہر خالی کرکے آپکے سپرد کردیا جائیگا - ورنہ ہم ہرطرح تیار ہین - حتی کہ ہم مین سے ایک بہی زندہ بچے۔ المعیث کو یہ معقول بات بہت پسند آئی چنانچہ فریقین صلح پر راضی ہو گئے اور صلح کے شرائط طے ہونے کے بعد جب عہدنامہ لکہا گیا اور اوسپر عربی جنرل کی مہر لگ گئی تو تہیوڈیمیر نے بہی اپنے دستخط کردئے - اور عہدنامہ دیکر کہا کہ - حاکم شہر مین ہی ہون اس کارروائی کے بعد تہیوڈیمیر معہ اپنے نوجوان غلام کے شہر مین واپس آگیا -

صبحدم شہر پناہ کہلا - اور جب قرار داد ایک انبوہ کثیر نکلنا شروع ہوا سب سے پہلے تہیوڈیمیر اور اوسکے نوجوان غلام نکلے جو اسلح جنگ سے آراستہ تہے - اونکے پیچہے پیچہے

جم غفیر عمر رسیدہ مردوں عورتوں اور بچوں کا نکلا۔ عربی جنرل نے متحیر ہوکر تھیوڈیمیر سے پوچھا۔
"ہیں! اور آپکے وہ سپاہی کہاں ہیں جو کل اسقدر مضبوطی سے فصیل شہر مضبوط کے
ہوئے تھے" تھیوڈیمیر نے جواب دیا "سپاہی تو میرے پاس ایک بھی نہیں رہے
محافظین۔ سو آپکے سامنے موجود ہیں۔ انہیں عورتوں نے سینے اپنی فصیل شہر کی حفاظت
اور ناکہ بندی کی تھی۔ ایک یہ غلام ہے۔ اسکو اپنا بھی سمجھو۔ محافظ یا سپاہی" المغیث
تھیوڈیمیر کے اس دلیرانہ کارروائی اور دانشمندانہ حکمت عملی پر ششدر رہ گیا۔ اور اسقدر خوش ہوا
کہ اوسکو صوبہ مرشیا کا گورنر مقرر کر دیا۔ جو آجتک اوسکے نام سے تھیوڈیمیر لینڈ یاد کیا جاتا
ہے۔ ہرچند کہ باعتبار پولیٹکل تزلیف کے۔ اہل عرب اسوقت گویا عہد میں تھے۔
مگر تاہم واقعات سے معلوم ہوتا ہے اس حالت میں بھی اونکو قواعد رزم سے نہ صرف
واقفیت ہی تھی بلکہ پورا عمل بھی تھا۔ چنانچہ اونہوں نے بہت جلد اپنے خطاب کو
اوس درجہ تک پہونچا دیا جو نائٹ (نامور بہادر) کو زیبا تھا۔ اور جسکی وجہ سے سیکڑوں
برس بعد اہل سپین باوجود فتحیابی۔ اونکو "ناموران یا بہادران غرناطہ" "جنٹلمین"
یا "البیٹ" کے معزز خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔

اسی اثناء میں طارق بڑھتے بڑھتے۔ ٹولیڈو یعنی دارالسلطنت شاہان
گاتھ تک پہونچ گیا۔ اصل میں وہ سرداران گاتھ کی تلاش میں تھا۔ اور اوسکو امید تھی
کہ یہ لوگ قرطبہ میں مل جائینگے۔ مگر یہاں پہونچکر جب شہر مذکور پر جو ہنوز یہودیوں
کی حفاظت میں تھا وہ قابض ہوا تو اوسکو معلوم ہوا کہ سرداران مذکور وہاں سے بھی
مفرور ہو گئے۔ اور کوہستان استریا میں پناہ گزین ہیں۔ صرف بعض دغا باز لوگ مثل [illegible]

اور شاہ وٹزا کے رشتہ دار ونکے وظیفہ مقرر ہوگئے جنکو حسب قرار داد اعلے اعلے عہدے دئے گئے ۔ غرض جب تمام سردار اسطرح مفرور ہوگئے اور میدان صاف ہوا تو مسلمانوں کا قدم ملک مین جم گیا ۔ اور کوئی مزاحمت کرنے والا باقی نہ رہا ۔ اسپین درحقیقت خلفائے اسلام کی وسیع وبسیط سلطنت کا ایک صوبہ بن گیا ۔ جو کوہستان ہند سے لے کے ہرقل کی منیارون تک پھیلی ہوئی تھی ۔ اور جسکا مرکز حکومت دمشق تھا ۔ فتح سپین مین جو کسر باقی رہی تھی ۔ اوسکو موسیٰ گورنر افریقہ نے پورا کر دیا ۔ یعنی جب اوسنے فتحمند طارق کی متواتر کامیابیون کا حال سنا ۔ تو ایک عربی دستہ فوجکو ساتھ لیکر ۔ براہ سٹریٹ بزودی تمام چلا ۔ تاکہ خود بھی اوس عزت وناموری مین حصہ لے ۔

چنانچہ سنہ ۱۳ء کے موسم گرما مین بسرداری اٹھارہ ہزار جوانان عرب سٹریٹ مذکور کو عبور کر کے ہم اوسکو کارمونا ۔ سیوائل ۔ اور میریڈا کے میدانون مین تیغ وسپر بانے ہین ۔ ان مقامات کو بتدریج فتح کر کے طارق سے ملنے کے لئے وہ ٹولیڈو کیطرف بڑہا ۔ فتحمند طارق اور اوسکے افسر کی یہ ملاقات کچھ دوستانہ نہ تھی ۔ کیونکہ جب طارق نہایت اعزاز واکرام کے ساتھ موسیٰ کے استقبال کو گیا تو موسیٰ نے اوسکے ایک چابک مارا اور اوسے پچھلی حکم عدولی لینے باوجود ممانعت آگے بڑہجانے پر سخت تعزیر وملامت کی اور کہا کہ تجھسا سخت گیر اور تیز مزاج ہرگز اس قابل نہین کہ اسقدر مسلمانون کی حفاظت اوسکے سپرد کیجائے ۔ اسکے بعد موسیٰ نے اوسکو قید کر لیا ۔ جب اس حاسدانہ ظلم کی خبر خلیفہ ولید تک پہونچی تو اوسنے نادم ہوکر موسیٰ کو دمشق واپس بلا لیا اور طارق کو پھر اوسی جگہ بحال کر دیا ۔

اس غزل و نصب سے پیشتر جب موسیٰ نے اپنے قیام سپین کی حالت مین۔
کوہ پرنیز پہ کھڑے ہوکر چارونطرف نظارہ کیا۔ تو فتح یورپ کی آرزو اوسکے آئینہ دل سے
خیالی صورت دکہانے لگی۔ مگر افسوس اوسکی دفعتہً طلبی نے اس آرزو کو ارمان دل بنادیا
تاہم اور مسلمان دلیرانہ آگے بڑہے۔ چنانچہ اوائل ۷۱۹ء مین ایک عربی سپہ سالار گال
کے جنوبی حصے پر جو سپٹی مونیا مشہور تہا۔ اور نیز کرکاسون اور نربون شہرون پر قابض
ہوگیا۔ اور ان مقامات کو اپنی فتوحات کا مرکز گردان کر۔ برگنڈی اور اکیوٹی ٹینا پر حملے
کرنا شروع کردیے۔ لیکن ۷۲۱ء مین الیوڈیز ڈیوک او اکیوٹی ٹینا نے
مسلمانونکو شہر ٹولوز کی فصیل کے نیچے شکست فاش دی۔ تاہم اسطرف کی مزاحمت نے
اونہین دوچند تیزی سے مغرب کیطرف مائل کردیا۔ چنانچہ ان اطراف مین اونہون نے
بیون کو تاخت و تاراج کرڈالا۔ قوم سن سے خراج لیا اور ۷۳۰ء مین الوگنن
پر قبضہ کرلیا اور یہان سے اردگرد کے اضلاع پر چہاپے مارنے لگے۔ صوبہ
ناربون کے جدید گورنر عبدالرحمن نے تمام گال کے فتح کا ارادہ کیا۔ اور الیوڈیز
جو فتح ٹولوز پر نازان ہوکر خود مسلمانونکے ملک پر فوج کشی کے خواب دیکہہ رہا تہا اوسکے
تمام تدابیر و تجاویز کو خراب کرکے نڈی کو فیو اور اکیوٹی ٹینا پر چڑہائی کی۔
اور دریائے گارون کے کنارے نیز خود الیوڈیز کو شکست فاش دیکر اسطرح اوسکی
خواب پریشان کی تعبیر دی۔ یہان سے مظفر و منصور لشکر ٹورز کیطرف بڑہا۔ جہان اوسکو
درگاہ سینٹ مارٹن کے خزانہ کا پتہ لگا تہا اور دہر سے چارلس پسر پیپن ڈی ہرسٹال
جو اسوقت فرانس کا اصلی بادشاہ تہا۔ اوسکے استقبال کو بڑہا۔ کیونکہ صلیب و نجات

بادشاہ تو تہا مگر جسکا کچھ اقتدار نہ تہا۔ یہ تاب و مجال نہ رکہتا تہا کہ اپنے طاقتور میرالحرم کے
خلاف مرضی کوئی کام کرے۔ لواکٹز اور ٹوورز کے درمیان دونون سردارون کا مقابلہ
ہوا۔ مسلمان خوشی خوشی میدان جنگ کیطرف بڑہے۔ کیونکہ اونکو وادی لیت کی فتح
ثانی کی امید تہی اور کیتہلکس سے لیکے بارسلینز تک تمام دلکش فرانس کو اپنا پیش پا افتادہ
نتیجہ خیال کرتے تہے۔ اسموقع پر تمام یورپ کے لئے ایک نہایت نازک اور مشہور نتیجہ
نکلنے کو تہا۔ چنانچہ یہ لڑائی دنیا کے پندرہ فیصلہ کر دینے والی لڑائیون مین شمار کیجاتی
ہے گویا جس امر کے فیصلہ کرنے کے لئے آج عربی اور فرانسیسی تلوارین میانون سے
نکل پڑی تہین۔ وہ یہ تہا۔ کہ "یورپ مین دین محمدی کی اشاعت ہو یا بدستور دین
مسیحی جاری رہے۔ آیا آیندہ نوٹر ڈیم مسجد ہو۔ یا گرجا۔ بلکہ شاید یہ بہی کہ ایا سینٹ پال
جب کبہی تعمیر ہوکر تیار ہو تو اوسکی سقف نگارین مین حمد و ثنائے کردگار کی آوازین کسطرح
بلند ہون؟ نعرہ تکبیر اللہ اکبر سے۔ یا آواز جرس [illegible] سے۔ اگر مسلمانونکے پیرو ذرا بہی
زور و پسندی دیکہی جاتی تو کوئی وجہ نہ تہی کہ انگلش چینل پر وہ خود نہ جا پہنچتے۔ مگر جیسا کہ نوشتہ تقدیر تہا مسلمانونکے حملہ کی انتہا ہو چکی
تہی یہ مد تہا جسکے بعد فوراً انکو جزر شروع ہو گیا۔ چارلس اور اوسکی فرانسیسی سپاہ اسپین کے گاتہ اور رومن کیطرح تن آسان
نہ تہی۔ باعتبار جفاکشی اور نبرد آزمائی۔ اگر زیادہ نہین تو مسلمانونکے ہم مقابل تو ضرور تہی بلکہ اونکی جمعیت
اور شاندار تعداد سے اونکو کامیابی کا مزید یقین ہو گیا جو اوسوقت ظاہر ہوا۔ چہ دن تک معمولی جواب
و سوال اور چہوٹی چہوٹی لڑائیون مین گذری۔ ساتوین دن تمام بازار جانفروشی گرم ہوا
شیر دل چارلس اپنے لشکر سے نکلا اور دشمنونکی صفونکو چیرتا ہوا اس دلیری سے آگے
بڑہا کہ کسیکو اوسکے مقابلے کی جرات نہوئی۔ اور دائین بائین اسقدر سخت وار کئے کہ

اوس روز سے اوسکا نام چارلس مارٹل (کارل آودی ہیر) مشہور ہوگیا۔ بہادر سردار کے اس دلیرانہ جانبازی سے فرانسیسیون کا دل بڑھ گیا۔ اور ایک اوٹھتے ہوئے جوش اور صف شکن طاقت سے مخالفین پر ایک ساتھہ ہلا کردیا۔ مسلمانونکی صفین تہ وبالا ہوکر منتشر ہوگئین اور میدان سے بھاگ نکلین۔ اس ہنگامے مین اونکی اسقدر فوج نذر میدان ہوئی کہ یہ واقعہ اندلس مین مدتون تک ایک لرزا دینے والے خوف سے یاد رہا اور میدان گنج شہدا مشہور رہا۔

اس فیصلے سے مغربی یورپ تو اوس جانگزا خوف سے آزاد ہوگیا۔ اور ہمیشہ کے لئے سو گیا۔ اودہر مسلمانونکو اوس سے اسقدر نقصان پہونچا کہ سپین کے آٹھہ متواتر صدیونکی حکومت مین پھر کبھی اونھون نے کبھی فرانس کا رخ نہین کیا۔ ناربون اور اون اضلاع پر جو کوہ پیرنیز کی ڈہلوان جنانونکی حدبندی کرتے ہین بےشک وہ کچھہ عرصے بعد یعنی ۷۵۹ء تک اور حکومت کرتے رہے۔ بلکہ صوبہ پروونس بہی اونکی تاخت و تاراج کا ہدف بنا رہا۔ مگر اسکے آگے اونکے حوصلے پست ہوتے تھے۔ میدان ٹورز کے خونناک معرکے نے جسطرح فرانس کی آزادی کا ہمیشہ کے لئے ایک دفعہ فیصلہ کر دیا تہا۔ اسیطرح اسلام کی فتوحات کی بہی سد قایم کردی تہی۔ فرانس کے سرسبز و شاداب میدانون مین مسلمان سمندر کی پرجوش موجکی طرف چڑہ آئی تہی۔ مگر اب فرانسیسی نامور چارلس نے گویا اونکو با آواز بلند سنا دیا "یہان تک تو تم شوق سے آؤ۔ لیکن آگے نہ بڑہو۔ آگے تمہارے مغرور قدم روک دیئے جائینگے"۔

ادہر شاہان فرانس کے دلونپر اپنے حریف ہمسایونکی دلیری اور بہادری کا ایسا سکہ بیٹھا
کہ گو اونکی اتفاقیہ تاخت و تاراج کی تکلیفون کو وہ بطیب خاطر برداشت کرتے تہے
تاہم اونہون نے فتح سپین کا ارادہ ایک دفعہ سے زیادہ نہین کیا۔ اسکی مختصر کیفیت یہ ہے
کہ شارلیمین ملقب بہ سکندر ثانی کو اپنے دینی و دنیوی حریف مسلمانون کی آزاد حکومت
خاص کوہ پیری نیز کے پرلی طرف سخت ناگوار تہی۔ باعتبار دین مسیحی کے ایک سچے
عقیدت مند ہونے کے استیصال مشرکین گویا اوسکا عین فرض مذہبی تہا۔ باعتبار
ایک اولوالعزم اور فتح نصیب بادشاہ ہونے کے اوسکے لئے اوندلس مین ایک
حریف خودسر سلطنت کا وجود گویا باعث کسر شان تہا۔ آخر کار یہ ہوس نکالنے کے
لئے اوسکو ایک موقع ہاتہ آگیا یعنے جب خاندان بنی امیہ کے سب سے پہلے
بادشاہ کے جلوہ افروز سریر حکمت ہونے سے اوسکے مخالف گروہون نے
حسب عادت فتنہ و فساد برانگیختہ کئے۔ تو خود مفسدین ہی نے شارلیمین کو عربکہ
موجودہ مین دخل انداز ہونے اور غاصبونکو اوکہاڑ پہینکنے کے لئے بلا بہیجا۔ سپین کے
قدیم مورخون کے نزدیک یہ الفنسو اشتریاز اور ولیعہد ہیلی جیس تہا جس نے
شارلیمین کو اپنی مدد کے لئے بلایا تہا۔ لیکن زیادہ تر قرین قیاس ہی ہے کہ
یہ دعوت بعض دلشکستہ مسلمان سردارونکی طرف سے تہی جو عبدالرحمن بن قبیل
بنی امیہ کا جلوس نہ دیکہ سکے اور اسلئے اوسکی حکومت تسلیم کرنے سے اونہون نے
دین اسلام کے ازلی دشمنون کی اطاعت قبول کرلی زیادہ مناسب سمجہی۔
القصہ یہ وقت اونکی داعیانہ درخواست کے لئے خوب مناسب تہا کیونکہ شارلیمین

سوئیکسن کی سرکوبی سے ابھی فرصت ہوئی تھی اونکا سردار وڈی کنڈ جلا وطن کر دیا گیا
تھا اور اوسکے ہزارون توابعین۔ جوق جوق بے لوزن (ایک گرجا کا نام) مین
آکر مشرف بہ نصرانیت ہوتے جاتے تھے۔ غرضکہ اقبالمند شارلیمین کو دوسری مہم
کی تدابیر عمل مین لانے کے لئے خاصی فرصت تھی۔ چنانچہ یہ قرارداد ہوئی کہ
ادہر سے شارلی مین بطور خود سپین پر حملہ کرے۔ ادہر سے مفسدین سپین تین مختلف
مقامات پر بغاوت کرکے اوسکو مدد دین لیکن قرطبہ کے نونہال خاندان بنی امیہ
کی خوش نصیبی سے یہ تمام منصوبے منتج ہیچ ہو گئے۔ کیونکہ مفسدین سپین وقت کو
غنیمت نہ جانکر آپسمین تیغ و سپر ہو بیٹھے اور جب ۷۷۸ء مین شارلیمین حسب قرارداد
سلسلہ پیری نیز سے گذر کر اسپین مین پہونچا تو اسنے تئین بے یار و مددگار پایا
تاہم اوسنے زیراگوزا کا محاصرہ کر دیا۔ جو اچانک خبر پہونچی کہ وڈی کنڈ نے جلاوطنی
سے واپس آکر سیکسن کو دوبارہ برانگیختہ کر دیا۔ جو پھر آمادہ فساد ہوکر کولون تک بڑہ
آئے ہین۔ اب بجز اسکے اور کیا چارہ کار تھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو واپس ہوکر
اپنی سلطنت کی حفاظت کرے۔ واپسی مین وہ خود تو معہ دستہ باڈی گارڈ
جلد جلد قدم بڑہاتے آگے نکل گیا۔ اور فوجکے ہراول نے ہنوز کوہستانی درون
سے سرہی نکالا تھا کہ حصہ عقب پر اچانک ایک سخت مصیبت نازل ہوئی یعنے
قوم باسکن کے جوان جو فرانسیسیونکے ازلی دشمن اور اونسے سخت متنفر تھے کوہ پیریز
کے تنگ و تاریک درونکے اندر کمین گاہون مین نہایت ہوشیاری سے چھپے
ہوئے تھے۔ ادہر ہراول گذرتا رہا اور وہ چپ چاپ بیٹھے رہے۔ جب یہ

حصہ گذرچکا اور عقب سے جو ساز و سامان اور لوازمات سفر سے گران بار تھا آہستہ آہستہ اطمینان سے راستہ طے کرنا شروع کیا تو وہ اپنی کمین گاہوں سے نکلا یک بیک اونپر ٹوٹ پڑے ۔ اور اسقدر کشت و خون کیا کہ شاید ایک آدہ فرانسیس بچا ہو۔ اس خونریزی کو بھی مورخ نہایت خوفناک عبارت مین بیان کرتے ہین اونکے نزدیک یہ لوگ مسلمان معہ اسپنے معاونین بہادران بی آدن کے تھے جنہون نے شاہ چارلس پر اسطرح تباہی ڈالی ۔

سپین کے قدیم گیت سے ہمکو دریافت ہوتا ہے کہ اس فسانہ کا نامور بہادر برفاڈو تھا جسنے قوم بی آدن کی جانبازونکو فرانسیسی فوج کے غارت کرنے کے لئے اسطرح آمادہ کیا ۔

گیت

بزنارڈو تین ہزار سپاہیونکے گروہ کے ساتھ شہر سے جاتا ہے تاکہ ملک سپین کو فرانسیسی تلوارون کا شکارگاہ ہونے سے بچاوے ۔ یہ شہر بیان دو آب کے وسط مین واقع ہے اور یہ چھوٹی سی جمعیت یہان سے اسواسطے نکلی ہے کہ پیلوزر کے گذشتہ کارنامونکی شوکت اور شہرت کو اس ابدی تاریکی سے محفوظ کرے ۔ گویا یہ سب لوگ زبان حال سے کہتے جارہے ہین ''ہمکو خدا نے آزاد پیدا کیا ہے ۔ اگرچہ ہم اسپنے شاہ چارلس کے ممنون ہونے کی حالت مین کوہ کرکے اونکی مطاوعت کا اقرار کر رہے ہین مگر نام آزادی ہماری صفت خانہ زاد ہے خدا کے حکم سے ہماری امداد اونکے کار آمد ہوگی ۔ لیکن خدا نے یہ حکم کبھی

نازل نہین فرمایا کہ ہم اپنے بچونکو ایک حلقہ بگوش ملک کی وراثت چھوڑ جائین۔ ہم کچھ بزدل نہین۔ ضعیف بازو یا زیردست ہین۔ نہ ہماری رگین مسیحی خون سے ایسی قدر خالی ہین کہ اپنا عہد توڑ دین اور کسی بادشاہ یا سلطان سے ڈر کر اپنی آزادی بیچ ڈالین کم سے کم ہم اپنا حق ولادت یا ارث تو ضرور نثار کر دین گے۔ اور ہمین یقین ہے کہ یہ قیمت بھی کچھہ کم خونریزی کا بدل نہ ہو گی۔ اگر مشیت ایزدی ہی ہے تو شاہ چارلس ایک دفعہ اور ملک سپین کا بادشاہ ہو گا اور اپنی آنکھون سے دیکھے گا کہ اہل لی اون فضول برانگیختہ نہ ہوئے تھے۔ وہ اس امر کا شاہد ہو گا کہ ہم نے اپنے آبا و اجداد کی طرح کیونکر جان نثاریان کین اور یہ کہ صرف نیونٹیم ہی کی دلیری اور جرات شنشر ایشاز (شاعرانہ قصص رزمیہ) کہلانے کی مستحق نہ ہو۔ جس شیر نے ہمیشہ دامن کیبا کے سمندر کو اپنا گذرگاہ پنجہ قبضا کیا ہے وہ خاص اپنی بیشتینی آزادی اور قدیمی قانون کو کیا آج میدان مین خود قدم رنجہ کئے بدون دیدے گا؟ نہین ہرگز نہین۔ ذی عزت اور بزدل لوگ جنکو تم سمجھین تحائف طلائی سے مشرف کرین۔ مگر مستقل مزاجون اور قوی دلون کے جوش کا منقطع ہونا الفنسو سے ہرگز ممکن نہین"۔

زبانی قصون اور فسانون سے مستنبط ہوتا ہے کہ دلاوران لی اون کے پہلو بہ پہلو جنھون نے شاہزادہ اسٹریایز کے ساتھ شارلیمین کی متابعت سے انکار کر دیا تھا ایک بڑی جماعت مہزبران اسلام کی بھی تھی جو بیس یا فرانسیسیون کے حضرت عضب کے حق مین اس طرح بلائے آسمانی بن رہے تھے ملکہ انک اور تار یخ رفسانہ مقدس اور لینڈ دُون مصنفہ ہیدوڈ سین سے تو یہ دریافت

ہوتا ہے کہ تیس ہزار مسلمانوں کی ایک جری فوج تا ان کا دم ہے ہو نکلکر بھی سو نیہر جو لڑتے لڑتے ازبس شکستہ و ماندہ ہو گئی تھی قضا کیطرح پڑ گئی اور اس قدر کشتوں سے پشتے باندھے کہ تمام لشکر کا ایک ہی آدہ جیتا بچا ہوگا ۔

غرض اوس جنگ کا حادثہ اس قدر خوفناک ہے کہ اوسکی یاد اوس ضلع کے دیہاتیوں کے دلونپر آجتک کالنقش فی الحجر ہے ۔

چنانچہ جس وقت انگریزی فوج نپولین کے میر تنزک اور سپہ سالاران کے تعاقب مین رانسس ویلز کے دیرون سے گذر رہی تھی ۔ تو سپاہیون نے مرد اور عورتون کے ایک انبوہ کثیر کو اوسی واقعہ کی رزمیہ نظم کو گاتے سنا ۔ علاوہ ازین خاص اسپین کے شاعرون اور سپاہیون نے اس معرکہ کے متعلق بہت سے جوش بھرے واقعات قلمبند کئے ہین ان سب سے زیادہ مشہور اور عمدہ امیر البحر گارسی لوز کی نظم ہے جسکو وہان کے باشندے اور جنکو نپیرا نے ٹوبوسو مین گائی جاتے سنا اور جو سرڈ نیہر کی اناپ شناپ کے واقعات سے لبریز تاریخ کے مطابق ہے ۔

(ہوندا)

"اے فرانس کے دلاور و رانسس ویلز کا معرکہ تمہارے لئے نہایت جانگزا ہے کیونکہ اوسمین شاہ چارلس کا نیزہ ٹکڑے ہو گیا ۔ تم اوس حیرت خیز میدان کو نفرین و ملامت کرو اوسنے تمہارے بہت سے جانباز بہادرونکو شیر غار ڈو کے مشکی نیزہ سے جد و جہد کرانے کرنے لیکر اپنے نامہربان آغوش مین چھپا لیا ۔ اوسمین شاہ چارلس کا امیر البحر گارسی لوز دشمنونکے ہاتھ پڑا اور دواوسکو سات

سلمان بادشاہون نے گھیر کر بطور بندی کے گرفتار کر لیا" اسکے بعد نظم مین گرفتاری
ی قید کا حال۔ اوسکا اپنے گرفتار کرنے والے کو ایک تقریب نیزہ بازی مین
رکر انتقام لینا۔ اور وہان سے فرانس کو بھاگ آنے کی مفصل کیفیت نہایت پرجوش
ور ولولہ انگیز زبان مین درج ہے۔

رولنڈ جو ایک شائستہ اور مہیب حاکم اور صوبہ برٹانی کے سرحدی اضلاع کا عامل
تھا۔ اسی معرکے مین کام آیا۔ شارلی مین کی بابت جو ایک فسانہ مشہور ہے جسکی رو
اوسنے بڑی بڑی بہادرانہ کارگذاریان کی ہین۔ اوسمین رولنڈ کو مرزبان سی تات کے
نام سے موسوم کیا ہے۔

جس دن رانسس ویلز مین یہ حادثہ گذر رہا تھا۔ رولنڈ جسطرف لڑائی کا زور تھا شام
تک لڑتا رہا۔ اوسنے اپنی تلوار مسمے بہ ڈیورنڈا سے بہتونکو شربت مرگ چکھایا۔ مگر
افسوس پیشانی کے سامنے اوسکی کچھ پیش نہ گئی۔ آخر زخم کاری کھاکر گھوڑے سے
گرا۔ اور زمین پر لیٹ گیا۔ اوسکے عزیزون اور رفیقون نے اوسکے گرد ایک
ماتمی حلقہ باندھ دیا۔ جب رولنڈ نے یہ حالت دیکھی تو پاؤن پھیلا دیے اور پیام
اجل کا انتظار کرنے لگا۔ مگر پہلے اوسنے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور اوسے ہاتھ
مین لیکر کہنے لگا۔ "پیاری تلوار! تیری چمک کی آج دنیا مین کوئی برابری نہین کرسکتا
تیرا موزون اور پیارا قد حیرت مین ڈالنے والا افراج۔ تیرا برف سے زیادہ سفید
ہاتھی دانت کا قبضہ جو ایک خوشنما صلیب طلائی سے مزین ہے اور جسکی چوٹی پر ایک
فیروزی سیب نصب ہے۔ اور جو خدا کے مقدس نام سے منقش ہے۔ تجھکو معاف

جوہر امداری اور تمام ظاہری و باطنی خوبیوں سے زینت بخشی ہے۔ پیاری تلوار ہا
اب کون تجھے اپنا آقا کہے گا۔ جس ہاتھ میں تیرا قبضہ رہا وہ کبھی دشمن کے سامنے
نہیں جھکا۔ کبھی کسی جن بھوت سے نہیں ڈرا۔ تجھکو ہاتھ میں لیکر اوسنے بد آلیں مرتکین
کو زیر کیا۔ دین مسیحی کو بلند کیا اور پوری کامیابی حاصل کی۔ اے فتح نصیب تلوار!
اے برق وش و شعلہ رو تلوار! اے بے مثل و مانند تلوار۔ جسنے تجھے بنایا تیرا
نظیر نہیں بنایا۔ تیری جست سے کبھی کوئی سلامت بچکر نہیں گیا"۔ یہ کہکر۔ رولنڈ
نے۔ اس خوف سے کہ مبادا اوسکے پیاری ڈیوربنڈا مشرکین میں سے کسیکے
ہاتھ پڑجائے۔ فوراً ایک قریب کے تبر پر اس قدر زور سے مارا کہ اوسکے پرزے
پرزے ہوگئے۔ اسکے بعد اوسنے اپنا نرسنگھا بجایا۔ جسکی بلند آواز تمام فوجمیں
ہونچگئی۔ رولنڈ نے اوسوقت اوسکو اسقدر زور سے پھونکا کہ اوسکی گردن
کی تمام رگیں پھٹ گئیں اور قرنا کی مہیب آواز کوہستانی دروں اور چٹانوں سے
ٹکراکر گونجتی غائب ہوگئی۔ اور ایک طرفۃ العین میں اس مصیبت ناگہانی سے بیخبر شاہ
چارلس کے کانوں تک پہونچی۔ جو اپنے لشکر کے حصۂ عقب کے
آٹھ میل آگے خیمہ زن تھا۔ شاہ چارلس اس مصیبت انگیز اور سانحہ جانگزا آواز کا
جواب دینے ہی کو تھا کہ ایک کم بخت دغا باز نے یہ بیان کرکے کہ رولنڈ شکار
کے لئے گیا ہے اوسکے دل سے شبہ رفع کردیا۔ اور اسکو اپنے نمک حلال اور
جان نثار سردار کی دستگیری سے باز رکھا۔ آخر رولنڈ نے اوسی بیکسی میں تڑپ
تڑپ کر مستغرق بخیال الٰہی و معترف بجرائم ہوکر جان جان آفرین کو سونپ دی۔ ادہر

فرانس کے ایک سردار بالڈوین نے بھاگ کر چارلس کو اس مصیبت اور رولنڈ کی موت
کی خبر دی۔ یہ سنتے ہی چارلس الپس ہوا۔ اور رانسس ویلز کے درے مین پہونچکر
دیکھا کہ تمام زمین فرانسیسی بہادرونکے خون سے سرخ لباس پہنے ہوئے تھی۔ اور
اوسکا جانباز سورما۔ اپنی پیاری تلوار کے ٹکڑے اور قرنا پہلو مین لئے تبکل
صلیب موت کی خاموش نیند سو رہا تہا۔ یہ بیکسی کی حالت دیکھکر چارلس کا دل تڑپ گیا
اور بے اختیار ہوکر ماتم کرنے لگا۔ کبھی گریہ وزاری کرتا تھا۔ کبھی کف افسوس
ملتا تہا۔ کبھی منہہ نوچتا تھا اور نوحہ کرتا تھا۔ "اے اپنے بادشاہ کے قوت بازو
اے فخر فرانس شمشیر برہنہ۔ اے رائت گردن فرازوائے سینہ بند آہنین
سینہ سپر ملک۔ امین ملتہ المسیح۔ آفت جان اسلام۔ پشت پناہ فقہا۔ ملجائے بیوگان و یتامی۔ اے دربست باز و مضعف مزاج حاکم۔ فرانسیسیونکے مشہور بہادر
سردار۔ ہمارے فوجی شجاعونکی ناک۔ کیا قتل ہونے کے لئے مین نے تمہین
پیچھے چھوڑا تھا۔ آہ مین تمہین اپنی آنکھون سے مردہ دیکھتا ہون اور خود زندہ ہون
افسوس! کیا تم مجھے بیکسی و بیچارگی کا داغ دیکر جاؤ گے۔ مجھے ایک بے دست و پا
بادشاہ چھوڑ جاؤ گے۔ لیکن ہمارے آسمانی باپ کے تقرب۔ اور شہدا و ملائکہ
کی صحبت نے تمہین ان باتون سے مستغنی کر دیا ہے"۔ ع

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

ایسی دلگداز زبان مین چارلس نے اپنے مقتول سردار کی نوحہ خوانی کی۔ اور بچشم پرنم
خود اوسی جگہ منزل کی۔ اور نعش کو انواع و اقسام کے مصالحات اور خوشبویات سے معطر

کر کے تمام فرانسیسی شب بیداری کرتے رہے اور مقتول کی عزت مین اردگرد
کے ٹیلو نپر روشنی کر کے اور مذہبی گیت گا کے صبح کو سپیدہ دم نعش لیکر روانہ ہوئے
اور منزل پر پہونچکر مراسم شاہانہ کے ساتھہ مدفون کر دیا۔ یہ خوف ناک اور سخت دن ہزارہا
نامور بہادر اور سردار فرانس یہان تک کہ رولنڈ کو بھی ساتھہ لیکر اسطرح ہمیشہ کے لئے
افق کی تاریکی مین چھپ گیا۔ اور اپنا نام ایک لرزانے والے خوف سے
یاد کئے جانے کے لئے صفحہ روزگار پر چھوڑ گیا۔ دنیا مین کسی خفیف سے حادثہ پر
اسقدر رزمیہ نظم اور گیت تصنیف نہین ہوئے جسقدر کہ اسپر۔ یہ معرکہ باعتبار اپنے
بھیانک واقعات کے دامن پیری نیز مین دوسرا معرکہ تھا۔

تمت بالخیر

راقم
حامد علی

تقدیر و تدبیر

ایک گروہ محض تقدیر کا قائل ہے۔ اور۔ دوسرا گروہ محض تدبیر کا۔ مگر مین منجملہ اون لوگون کے ہون جو ہر کام مین تدبیر کرنا ضروری خیال کرتے ہین۔ اور اوسکے نتیجہ کو تقدیر پر چھوڑتے ہین۔ مین کسیقدر شرح و بسط کے ساتھہ ظاہر کرنا چاہتا ہون۔ کہ کن وجوہ و ادلہ کی بنا پر مین نے اپنی راے اسطرح قایم کی ہے۔

جو موجودات دنیا مین ہین یا ہونگے اونکا تعلق یا محض ذات خدا تعالے شانہ سے ہوگا یا بندے سے یا دونون سے۔ جنکا تعلق کہ محض ذات باری سے ہے (جیسا کہ آسمان زمین اور آفتاب و ماہتاب اور احجار و انہار اور موت و حیات) اور امثال اونکی وہ چیزین ہین کہ اون مین بندے کو مطلقاً دخل نہین ہے اور جو امور کہ اون مین محض بندہ کا دخل ہو وہ شق معدوم ہے۔ لیکن جو امور کہ اون مین بندہ اور خدا تعالے کا تعلق ہے وہ بندہ کے افعال اختیاریہ ہین۔ اور تعلق خدا تعالے افعال اختیاریہ مین بنظر ظاہر محسوس نہین ہے۔

اور جو امر کہ شان اوسکی ایسی ہو اوسکا ذکر درمیان مین لاکر اپنے کو فوائد کثیرہ سے محروم رکھنا خلاف عقل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب انسان اس بات کو اپنے دل مین جماے رہے کہ تدبیر کوئی چیز نہین سب امور تقدیر سے متعلق ہین تو آخر مین اوسکا نتیجہ بے علمی جہالت سستی اور کاہلی ہوگا۔ پس جو امر کہ انجام

اوسکا یہ ہوا وسپر اتکال اور اعتماد کرنا اور تدبیر سے کام نہ لینا اچھا نہین ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ابتداء کار مین تدبیر کو مقدم کرنا اور انتہا مین تقدیر کے قائل ہونا نہایت مستحسن اور مفید ہے اور یہ ایسا عمدہ اور مفید مسلک ہے جسکو غالباً فریقین یعنے اہل تدبیر اور تقدیر بخوشی قبول کرینگے۔ جو لوگ کہ تقدیر ہی کے بھروسے تدبیر کو چھوڑ بیٹھے ہین اونکے اذہان مین چند امور جاگزین ہین غالباً وہ امور حسب ذیل ہونگے۔

امر اول۔ یہ ہے کہ ابتدائی حال مین خدا تعالے نے (الست بربکم) کیکے جلوہ افروز ہوا اور حضرت انسان سے (بلے) کے ساتھ اقرار لیا۔ وہان مربی و مدبر اوسکا خدا تعالے تھا نہ وہ۔

واضح ہو کہ خدا تعالے نے ایک لاشئ محض کو قطرہ نجس سے پیدا کیا اور اوسکو لباس احسن صورت کا پہنایا اور رحم مادری مین اوسکا مسکن عارضی قرار دیا۔ بلکہ ابتداء تخلیق آسمان و زمین اور عرش و کرسی سے تخلیق انسان کے لئے تدبیر فرمایا۔ اور یہ امر سب کو معلوم ہے کہ وجود آدم کا اربعہ عناصر سے مرکب ہے اور اوسمین ہر ایک بنی آدم کا مادہ مشترک تھا۔ اور اوس خداوند کریم نے اوس مادہ کو موجود ہوئے تک ہزارون بلکہ لاکھون آفات اور بلیات سے محفوظ رکھا۔ اور یہ بھی امر مسلم ہے کہ جب انسان غذا کھاتا ہے تو وہ غذا بدل ما یتحلل جسم کا ہو جاتا ہے۔ اب یہان خیال کرو کہ جب انسان نے گوشت و فواکہ اور غلہ کو تناول کیا تو ہر ایک چیز مین اوس غذا کے تیرا جزو شامل تھا۔ تیرے سے جزو کو جسم کی فضلہ سے علحدہ کیا اور باقی اجزا غذا کو خون بنایا۔ اور خون کو تمام جسم مین گردش دی۔ اور اسی گردش مین

ہر ایک عضو نے اپنی مقدار یا تحلیل کے موافق اوس خون سے ایک جزو کو جذب کیا اور اوس سے اپنی تکمیل کی۔ پھر اوس خون کا سرخ کی ہئیت وصورت مین تبدیل کر کے سفید بنایا۔ وہ سفید پانی کے جو متعدد جز تھے اون مین تیرے اصلی جز کو رحم مادر مین قرار دیا۔ اور رحم مادر کو اوسکے لیے قابل بنایا۔ اور اوس قطرہ آب سفید کو شکم مادر مین گوناگون لباس سے مزین فرمایا۔ اوسکے لئے جو اعضاء اور آلات مناسب تھے تیار کئے اور ایسی ترکیب سے تیار کئے کہ سب زیبا اور نہایت حسین اور خوبصورت نظر آتے ہین اور تیری مادر کو جمیع امراض مہلکہ سے اور حمل کو اسقاط سے محفوظ رکھا۔ اور بعد تکمیل مدت حمل کے ایک راہ تنگ سی صحیح وسالم پیدا کیا۔ قبل از پیدائش کے تیرے لئے غذا مناسب تجویز فرمائی تاکہ تجھکو اوسکے کہانے سے قوت وتوانائی حاصل ہو جائے اور اوس غذا مین کسطرح کی سختی اور ثقالت نہین رکھی اگر سختی اور ثقالت ہوتی تو ضرور بسبب ناتوانی کے اوسکے ہضم مین تو مضائقہ کرتا۔ اور تیری قوت وتوانائی حاصل ہونے تک حتے کہ بلوغ تک تیری والدین اور اولیا کو تیری خبرداری اور اصلاح کیلئے مہربان فرمایا۔ تیری ماں نے تیری راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھا۔ اور تو جب شب مین کسی درد اور اذیت کے باعث گریہ کرتا تھا تو وہ تجھکو اپنے سینے پر رکھکر طرح طرح کی خوش آوازی سے تجھکو لولی دیتی تہی۔ تاکہ تو تسکین پائے۔ اور اوس وقت مین تیری والدہ کو کسطرح اپنے آرام وراحت کا خیال نہین رہتا تہا۔ اگر خیال تہا تو اس بات کا کہ تو بہر طور آرام حاصل کرے۔ اور جلد جوان ہو جائے اور تیرے حسن وجمال اور جوانی کے بناو کو دیکھ کے اپنی آنکھہ ٹھنڈی کرے۔ کیا یہ سب امور تیری

تدبیر سے ظہور پائے۔ نہین ہرگز نہین۔ اور جب تو صحیح او ر تندرست رہتا تھا تو تیری
مادر تجھکو گود مین لیتی اور بے اختیار تیری بلائین لیتی۔ اور اپنے کو آپ بچہ بنا تی اور
تتلی زبان نرم آواز سے تجھ سے باتین کرتی اور کھیلتی تھی۔ اور فرط محبت سے بوسہ
اور بلائین لیتی۔ شام کو نظر اوتارتی۔ کچھ نہین چار بہلا وین ہی صبح۔ الغرض جو فکر
تھی اوسکو تیری بھلائی کی اور جو تدبیر تھی اوسکو تیری درستگی کی۔

اب فرمائی کہ کیا یہ سب آپ کی تدابیر کے نتائج تھے یا کچھ اور کسی چیز کے
نہین نہین ہزار بار نہین بلکہ بے شمار بار نہین۔ یہ سب تیرے لئے اوس مالک و
مختار نے بلا درخواست تیرے مہیا اور موجود کیا۔ اب جب تو توانا ہوا تو کیا تجھکو
بلا تدبیر چھوڑ دے گا۔ جو تو طرف تدبیر کے روان دوان ہی۔ بلکہ میرے نزدیک
تو باوجود اس علم کے پھر تدبیر کرے تو تجھکو احسان فراموش اور کافر نعمت اگر کہا جائے
تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ پس اسصورت مین انسان کو لازم ہی کہ عنان اختیار کو ہاتھ سے
ڈالدے۔ اپنے کو اور اپنے کل امور کو اوس کے تفویض کر دے اور کہے
اُفوض امری الی اللہ اِنّ اللہ بصیر بالعباد۔

امر دوم یہ ہے کہ خدا تعالی نے عرش و کرسی کو اپنی قدرت و تدبیر سے قایم
کیا اور ارض و سما شمس و قمر کو اپنی تدبیر سے مستفید فرمایا۔ تو ذات تیری بہ نسبت ان اشیاء
کے بالکل بے حقیقت اور بے مقدار ہی۔ اس صورت مین یہ امر خلاف قیاس ہے
کہ تیرے لئے وہ تدبیر نہ کرے۔

تیسرا امر یہ ہی کہ خدا تعالے سب کا مولے اور مالک ہی اور انسان اوس کے

غلام اور عبید ہیں اور یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ غلام زوید و مالک و مولے کے سپرد ہے - جب یہ امر متحقق ہوا تو کہا جائے گا کہ مالک کو اپنے مملوک کے لئے تدبیر کرنا ضروریات سے ہے - اور اوسمین غلام کو دخل دینا ناجائز بلکہ بے ادبی ہے -

ایک بزرگ نے اپنے مرشد سے مفلسی اور تنگدستی کی شکایت کی - مرشد نے ارشاد فرمایا کہ اگر ذات تمہاری مخلوق تمہاری ہے تو اوسکے لئے تدبیر کرو - اور اگر مخلوق خداتعالے کی ہے تو اوسکو سونپو - اوسکی تدبیر وہ خود کرے گا - پھر مرشد نے فرمایا کہ (الراحتہ فی الاستسلام الی اللہ تعالی و ترک التدابیر معہ)

چوتھا امر یہ ہے کہ دنیا خداتعالے کا گھر ہے - اور انسان اوسمین بطور مہمان کے اور خداتعالے بطور میزبان کے ہے - اور لوازم مہمانداری سے یہ ہے کہ میزبان مہمان کے کل حوائج کا متکفل ہووے - اور مہمانداری تین روز کی ہوتی ہے - اور ایک روز نزدیک خداتعالے کے ہزار سال کا ہوتا ہے - اس حساب سے ظاہر ہوا کہ تین ہزار سال تک ہمکو کسیطرح کی تدبیر نہ کرنا چاہیے - عمر طبعی تک دنیا مین باقی سال آخرت مین - چونکہ آخرت مین انسان کو تدبیر کرنا غیر مسلم ہے - تو اس زمانہ قلیل مین بطریق اوسلے ترک تدبیر و تسلیم کیجائے ✝

پانچوان امر یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب خلود و قیام کے لئے جنت مین تدبیر کی اور شجرۂ گندم سے چاشنی حاصل کی تو خدائے تعالے نے اون کی تدبیر کو نامنظور فرمایا - اور اونہین جنت سے خارج کیا - جب ایسا جلیل القدر نبی بسبب تدبیر کے معتوب ہو تو دوسرونکو مثل ہاو شما کے تدبیر سے کیا فائدہ حاصل ہوگا بیشکہ

اگر آدم علیہ السلام تسلیم و رضا کو اختیار فرماتے تو ہر گز زمین پر تشریف نہ لاتے ۔ وہ اور اونکی اولاد مصائب متنوعہ اور آفات لاتحصی مین گرفتار نہ ہوتے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تسلیم و رضا کو اختیار کیا ۔ اوسکا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ نار گلزار ہو گئی ۔

ملخص اس قصہ کا یہ ہی کہ ابراہیم علیہ السلام منجنیق پر چڑہائے گئے ۔ اور قریب تہا کہ آتش شعلہ زن مین جسکی حرارت سی بارہ بارہ کوس تک کوئی ذی روح نہ ٹہر سکتا تہا ۔ جہونکے جائین ۔ اور اس حال کے معائنہ سے ارض و سما مین ایک حشر برپا تہا ۔ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے درگاہ رب الجلیل مین واسطے خلاصی اونکی کے عرض کی ۔ ارشاد ہوا کہ اگر میرا خلیل تجہسے مدد چاہی تو اوسکی امداد کرو ورنہ اوسکے حال پر چہوڑ دو پس جبرئیل امین آئے اور اس حالت پر آشوب مین حضرت ابراہیم سے فرمایا (الک حاجۃ) کیا تجہکو حاجت ہی ۔ حضرت نے جواب مین فرمایا ۔ (اما الیک فلا) لیکن تجہسے کچہہ حاجت نہین ہی ۔

شرط تدبیر یہ تہی کہ آپ خواہش ظاہر فرماتے ۔ لیکن ایسا نہین کیا ۔ جبرئیل نے فرمایا ۔ آپ خدا تعالے کے محتاج ہین ۔ اوس سے سوال کیجئے اور اپنی حاجت چاہئے اوسکے جواب مین فرمایا علمہ بحالی حسبی من سوالی خدا تعالے کو میرے حال کی اطلاع حاصل ہے ۔ پس مجہی سوال کی ضرورت نہین ہے ۔ پس یہی امر حضرت ابراہیم کی نجات کا ہوا

جن وجوہ نے حضرات کو تدبیر کرنے سے روکا ۔ وہ پانچ ہین ۔ جیساکہ اوپر کے چند سطور مین لکہا گیا ہی ۔

خلاصہ اون امور کا یہ ہے ۔

(۱) ازل سے انسان کے پیدا ہونے تک خدا تعالے کی تدبیر اور تولیت۔
(۲) جب خدائے تعالے معظم مخلوق کا خود متکفل ہے تو انسان ضعیف البنیان کا بطریق اولے ہوگا۔
(۳) خدائے تعالے مالک و مولے ہے۔ اور کل انسان اوسکے غلام اور عبید ہیں۔ اور عبید کے جمیع حوائج کا مولے متکفل ہوتا ہے۔
(۴) جو از دنیا مہمان سرائے ہے اور خدا تعالے میزبان اور انسان اوسکا مہمان اور مہمان کی مہمانداری میزبان پر واجب ہے۔
(۵) آدم علیہ السلام کا خروج جنت سے بسبب تدبیر کے ہوا اور ابراہیم کی نجات عدم تدبیر سے ہوی۔
جب میرے نزدیک بلحاظ ادلہ قوی ابتدا میں تدبیر کے معتقد ہونا اور انتہا میں تقدیر کے قائل ہونا مسلم ہے تو ضرور ہے کہ خمسہ امور مذکورہ کا جواب لکھوں۔ اور جن صاحبوں کی طبیعت ادلہ و براہین بالا کی سماعت سے سستی کیطرف مائل اور جہالت کے دریا میں غوطہ زن ہو اونہیں اوس سے نکالوں اور امور متذکرہ صدر کا جواب دوں +

جواب امر اول

واضح ہو کہ اوس شاہد غیب نے اپنے کو ہزاروں پردۂ تقدس میں اسلئے مخفی اور محتجب کیا تاکہ عشاق اوسکی تلاش و دریافت میں اپنے کو مصروف و مشغول رکھیں۔ اور عباد ہیں جو سر کو زمین پر رگڑتے ہیں۔ انواع و اقسام کی وضع میں التجا زاری کرتے ہیں

غایت اوسکی یہ ہی کہ اوسکا کسیطرحسے جلوہ نظر آسکے۔ لیکن اوس بے پروائی عالم کاسکو
اس دنیا مین اس جسم سے وصال نہین ہوا۔ جب زیادہ اصرار کیا تو لن ترانی کا خطاب
پایا۔ لیکن اوس عیار نے اپنے چند گماشتونکو اس دار دنیا مین روانہ فرمایا۔ تاکہ اونکے
واسطے سے حضرت انسان اپنے سود و زیان کا موازنہ کرکے کاربند ہو۔ وہ گماشتے
کون ہین یعنی حواس عشرہ جن مین پانچ حواس ظاہری ہین یعنی قوت بصارت اور
قوت سامعت اور قوت ذوق۔ اور قوت شم۔ اور قوت لمس۔ اور پانچ باطنی ہین
یعنے حس مشترک خیال۔ وہم۔ حافظہ۔ متصرفہ۔ جسطرح کہ اوس ذات اقدس نے
اپنے کو ظاہر نہین کیا۔ ایسے ہی اوسکے گماشتونکو بھی کسینے ظاہرا نہین دیکھا۔
اور ان حواس کو تعین فرمانے سے خداوند کریم کی یہ غرض ہے کہ انسان اون سے
کامل بنے۔

خداتعالے نے ازل سے اوسکے بالغ ہونے تک جو اوسکے لئے تدبیر و تولیت
فرمائی اوسکا سبب یہ تھا کہ اوسکی عقل کامل اور اوسمین کاروبار کرنے کی قدرت نہ تھی
اوسمین توانائی پیدا ہوتے ہی والدین اوسکی غمخواری اور پرورش سے جیسا کہ ضرور
مین نگرانی کرتے تھے کنارہ کش ہوئے۔ پس ایسا ہی خداتعالے اوسکو جب عقل
کامل اور توانائی عنایت فرماتا ہے اوسکو اوسکی تدبیر کے حوالہ کرتا ہے۔ اگر تدبیر
کرنے سے کام حسب مراد نہ نکلے تو کہنا چاہئے کہ تدبیر ہی ناقص کیگئی تھی یا تقدیر
مین ایسا ہی لکھا ہوا تھا۔

جاننا چاہئے کہ عقل وہ مشعل پر ضیا ہے کہ انسان اوسکے ذریعے سے

تاریکی جہالت وضلالت سی نجات پاتا ہے - اگر انسان عقل سے کام نہ لے گا تو ضرور اوسکو مصائب اور خرابیون مین پہنچنا ہوگا جسطرح سے کہ ایک شخص مشعل سے کام نہ لے کے مصیبت مین گرفتار ہوا -

اوسکا قصہ یہ ہے کہ ایک مسافر راہ چلتے چلتے اتفاق سے شب ہوگئی راہ مین ایک شخص سے ملاقات ہوئی - اوسنے اوس مسافر سے کہا کہ یہ راہ جسطرف تم جانا چاہتے ہو پرخطر ہے - اوسمین موذیات ہین اور راہ بہت تنگ اور پیچیدہ ہے - اور راہ کے اکثر مقامات مین نشیب وفراز متعدد چاہ بھی واقع ہین - اسلئے مین تمہین ایک مشعل دیتا ہون کہ اوسکے ذریعے سے تم راہ آسانی سے طے کروگے لیکن مسافر ہٹ دہرم تھا شعل تو لے لیا - مگر شعل کو روشن نہ کیا - تھوڑی راہ طے نہ کی تھی کہ ایک شیر خونخوار سے سامنا ہوا - اور یہ مسافر اوسکے معائنہ سے گھبرایا - اور وہان سے گریز کرنے کا قصد کیا - اچانک ایک راہ تاریک مین گرپڑا اور ہلاک ہوگیا - اگر یہ مسافر اوس مشعل کی روشنی سے مسافت طے کرتا تو امید تھی کہ ہلاک نہ ہوتا -

پس ایسا ہی ہوگا اوس شخص کا حال جو مشعل عقل سے کام نہ لے گا -

لہذا اسبات کے نظر کرتے حکما وعلما نے عقل سے کام لیا - صدہا کتب حکمت عملی ونظری کی لکھین - اور آلات صناعت وزراعت او ہتھیار حرب وضرب ایجاد کئے اگر یہ حضرات اپنی عقل کو اسطرف متوجہ نہ فرماتے تو دین ودنیا کے کام بالکل بے رونق رہتے - بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ اس جہان کا اس رونق سے معمور

وآباد رہنا محال ودشوار ہوتا۔ اور انسان بغیر طعام ولباس کے راہ عدم کی نا پہنچتے
یہ عمدہ عمدہ لباس اور اقسام اقسام کے طعام لذیذ اور ریل کی وہ تیز رو سواری اور
تار برقی کی وہ جلد خبرین (جو) ادہر کہٹ کی آواز ہوئی اودہر سو کوس پر دن سے
خبر ہو جاؤ) اور بجلی کے وہ آفتاب سا چراغ جو شب تاریک کو اپنی ضیا سے
مثل روز روشن کر دکھائین۔ اور جہازون کی خوش رفتاری اور مکانون کی بنیاد
وسجاوٹ اور گلشن وبوستان کی سیر کیونکر اور کسکو نصیب ہوتی۔ پس اس مسئلہ کا
عملی تصفیہ اسطرح ہونا چاہیے کہ جو صاحب تدبیر کے قائل نہین تو انہین چاہیے
کہ جو اشیا وتدبیر بشری سے پیدا وظاہر ہوئے ہین اونکے انتفاع کو ترک
کرین اوسوقت ہم قائل ہو جائینگے کہ وہ اپنے اعتقاد کے پورے ہین۔

جواب امر دوم

قائل نے معظمات مخلوق سے ارادہ کیا ہے۔ آسمان وزمین اور آفتاب وماہتاب
اور موت وحیات سے اور اس امر کا بھی بیان کیا کہ اس معظم مخلوق کا خود خدا تعالے
متکفل ومدبر ہے۔ مین اسموقعہ پر اس قدر بیان کرنا کافی خیال کرتا ہون کہ ہم
آسمان وزمین اور آفتاب وماہتاب وغیرہ کو متحرک پاتے ہین اور یہ حرکت اونکی
کسی تدبیر کے سے لئے ہو رہی ہے۔ جب معظم مخلوق بلا تدبیر نہین رہ سکتی تو
ہمین بطریق اولے تدبیر اور اپنے حرکت مین لانا واجب ہوا۔ اگر کوئی شخص اونکی
تحرک کا منکر ہو تو گویا امر بدیہی کا منکر ہوا یہ امر غیر جائز ہے۔

جواب امر سوم

ہم بھی اسکو تسلیم کرتے ہین کہ خدا تعالےٰ ہمارا مالک و موسلے ہے۔ اور ہم اوسکے غلام و عبید ہین۔ لیکن یہ بات ہرگز لایق نہین ہے کہ خود غلام تو بیکار بیٹھے اور موسلے سے سب کام تابعداری کے لینے کی توقع رکھے۔ بلکہ اس طریقے سے معاملہ بالعکس ہو جائیگا۔ پس یہ امر مستلزم بے ادبی ہے یا نہین بلکہ عبید کا کام یہ ہے کہ کل امور کو اپنے اور اپنے مالک کے آئین بہین درست طور سے ادا کرے اور ہمیشہ مالک کی اطاعت کو اپنا فخر سمجھے۔ غلام کا کام تدبیر ہے اور مالک کا کام جو بندہ سے متعلق ہے وہ عبادت ہے۔ پس اس سے بطور صاف معلوم ہوگیا کہ انسان کو ہمیشہ تدبیر کی طرف رجوع ہونا چاہئیے۔ اور خدا تعالےٰ کی عبادت کیطرف بھی*۔

*نوٹ۔ عبادت بہ تعلق تدبیر ہے۔ اڈیٹر

جواب امر چہارم

ہم اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہین کہ دنیا مہمان سرا اور خدا تعالےٰ میزبان اور ہم اوسکے مہمان ہین چنانچہ حضرت سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ؎

ادیم زمین سفرہ عام اوست
برین خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

اور حسب قاعدہ مقررہ میزبان پر واجب ہے کہ دسترخوان کو ستھرا اور صاف کر کے ادا کرے اور اوسپر نعمت ہائے نفیس و عمدہ رکھے اور جو چیز مہمان کی ضرورت مین داخل ہے مہیا کرے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے اولاً زمین کو مسطح قابل روئیدگی بنا

اور آسمان سے پانی نازل فرمایا۔ اور ہوا جاری کی۔ اور آفتاب و ماہتاب کی روشنی
سے فرحت بخشی اور دریا جاری کئے۔ اور بے حساب اشیاء ضروری کو جو انسان
اور حیوان کی محتاج الیہ ہیں بلکہ باعث اوسکی زندگی کا ہیں بلا روک ٹوک موجود کئے۔
یعنی جیسا کہ مہمان کو لازم ہے کہ دسترخوان مہمانی سے جو اوسکے مناسب اور مرغوب
طبع ہو تناول فرماتے۔ اور نعمائے بوقلمون سے یکے بعد دیگرے دیکھ سمجھ کر ہاتھہ
اور دہن میں لے۔ اوسکو نہایت تمیز سے خوب چبانا اور آہستہ کھانا وغیرہ
وغیرہ یہ سب مہمان کی تدبیر و فکر سے متعلق ہے۔ میزبان پر یہ واجب نہیں ہے
کہ خواہ مخواہ اپنے ہاتھ سے مہمان کے منہ میں لقمہ ہائے طعام زبردستی خواہ اوسکو
اشتہا ہو یا نہ ہو خواہ اوسکو رغبت ہو یا نہ ہو داخل کرے۔ اگر ایسا کرے گا تو وہ دعوت
و مہمانی منجر بعداوت و دشمنی ہوگی۔

پس مہمان سراء دنیا میں بھی یہ عمل لازم ہے کہ انسان اپنی تدبیر و فکر سے
ان نعمتوں کا استعمال کرے۔ پس دنیا میں تقدیر الٰہی سے یہ فعل صادر ہوا کہ
تمام اشیاء محتاج الیہا موجود کئے گئے۔ اب فعل تدبیر کا یہ ہے کہ اوس سے بموجب
عقل و تدبیر اپنا رزق و فائدہ حاصل کرے۔ وہو المراد۔

جواب امر پنجم

آدم علیہ السلام کا معتوب ہونا محض بنظر تدبیر نہیں ہوا بلکہ آدم علیہ السلام
کو شجرہ منہی عنہ سے استفادہ باعث عتاب ہوا۔ لیکن اگر بچشم بصیرت دیکھا جائے

تو ظاہر ہونا ممکن ہے کہ فوائد بے شمار مخلوق ظہور پاتے - اگر یہ تدبیر نہ کیجاتی
تو حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیا
علیہ السلام اور حکما و علما کا صدور نہ ہوتا - اور ان حضرات کے وجود سے جو جو
فوائد دینی و دنیوی ظاہر ہوئے وہ مخفی نہیں ہیں* -

اس مقام پر یہ امر لایق یاد رکھنے کے ہے کہ جب اوس تدبیر غیابی سے فوائد
بے حساب کا ظہور ہوا ہے تو جو تدبیر کہ بلا حجاب ہو اوس مین فوائد کثیرہ کا ظاہر ہونا
بلا شک و شبہ لایق تسلیم ہے اور ابراہیم علیہ السلام نے بنظر ظاہر اگرچہ کوئی تدبیر
نہین کی لیکن بنظر باطن ایک ایسی معظم و بزرگ تدبیر عمل مین لائے کہ جس سے
خود خالق ارض و سما اونپر متوجہ ہوا - اور باران رحمت سے نار گلزار بن گئی - الغرض
تدبیر کرنا ابتدا مین واجب و لازم ہے - اور انتہا مین تقدیر کے حوالہ کرنا اور متوکل
ہونا مسلمہ - لہذا اپنے کلام کو السعی منی والاتمام من اللہ پر ختم کرتا ہون فقط

سید رحیم الدین

*نوٹ - بلکہ بحیثیت مجموعی وجود آدم سبب تخلیق مخلوق معظم ہے - اڈیٹر

ضمیمہ رسالہ حسن

ہم ذیل میں اجرائی اشتہار بجنسہٖ درج کرتے ہیں ۔

پیر کو کرتا ہے یہ روغن جوان

یہ روغن قوت باہ کے لئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتادہ سالہ تک کو کمال نفع ہوا ہے اس کے استعمال میں نہ کسی قسم کا پرہیز اور نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطرہ ۔ رگ و پٹھہ وغیرہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے ہوں بجز خلقی و مادرزاد نامردی کے اپنی معجز نما تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے ۔ ترکیب کا کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے قیمت ۔ فی شیشی ۔ پانچ روپے ۔ محصول ۔ ۴ ؍ ۔ اور ہر ایک شیشی میں ایک تولہ روغن رہتا ہے

دوائی عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو بازویے مناسب تیار کیا گیا ہے چار معصوم چاولوں کے برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک عہ ۔ پانچ یا گیارہ روز کی خوراک میں بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہے ۔ **خواص** آن ۔ یعنی برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہوں اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید ۔ دافع جریان منی و مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ ۔ و سعال و ضیق النفس ۔ و سرفہ کہنہ ۔ خواہ خشک ہو یا تر ۔ اور لاغری بدن اور دفع وبائے ہیضہ میں بھی حکم اکسیر کا رکھتا ہے یعنی کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہوگی

اکسیر حیات یعنی عرق بنجاہ

امراض ضعف بصر ۔ و دماغ ۔ و ضعف خون ۔ و اقسام درد و اقسام تپ جڑیا ۔ چوتھیا ۔ تپ دق ۔ استسقا ۔ طحال ۔ آتشک سوزاک ۔ جریان ۔ سفید داغ ۔ ناسور ۔ بواسیر خونی و بادی ۔ اور شراب خوری اور چانڈو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہیں سب کو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے ۔ ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل پانچ روپے ۔ محصول ۔ ایک روپیہ ۔

عجیب چیز

تحلیل البواسیر خونی و بادی ۔ و تحلیل درد دمہ کے لئے عجیب چیز ہے ۔ پہلے ہی روز میں ایک دو بار کے استعمال سے دمہ و جریان خون و درد کم ہوتا ہے اور تین ہفتہ میں بفضلہ درد و دمہ بالکل دفع ہو جاتے ہیں اور پھر کبھی عود نہیں کرتے ۔ وزن عرق ۶ ماشہ ۔ قیمت عہ ۔ محصول ۔ ۴ ؍

جہان نما

اس عرق کے لگانے سے آنکھوں کی روشنی تیز ہوتی ہے ۔ پھولی ۔ درد ۔ دھند ۔ سرخی چشم جملہ بیماریوں کو دفع کرتا ہے ۔
قیمت ۔ عہ ۔ محصول ۔ ۴ ؍ ۔ وزن عرق ۔ ۶ ماشہ ۔

بہت آسان - کوئی جھگڑا نہیں - جو چاہو چھوٹے کاغذ پر لکھ کر پریس کے رٹر پر چسپاں کر دو سب حروف
رٹر پر اونڑ آئیں گے - فوراً بلا امداد کسی شئے کے سو پچاس کاغذ مجلدار حروف میں چھاپ لو عجیب منظر
طلسم ہے - مختصر و سبک ہر دم ساتھ رہ سکتا ہے - مکمل رٹر پریس تقطیع ۱۲ + ۸ - انچ کی قیمت ساڑھے
چار روپے - ایضاً کلاں تقطیع ۱۵ + ۱۰ - انچ کی قیمت سات روپے محصول ڈاک وغیرہ دو روپیہ +

المشتہر

مبارک علی تاجر و مہتمم کشف الاخبار بمبئی

مہذب

ملک سے بکمال التجا درخواست ہے کہ اس جدید پرچے کی طرف ضرور توجہ کرے گا - جو ایک پولٹیکل و سوشل
رہبر ہونے کے علاوہ بہت بڑا تاریخی سرمایہ ملک کے سامنے پیش کرتا رہے گا - اور حتے الامکان ہر
نامور و کمی سوانح عمری شائع کرنے کی وجہ سے سلف کی جیتی جاگتی تصویروں کا مرقع ہوگا - مہذب ۲۰-۲۶
پیمانہ کے ۶ بڑے ورق پر ہفتہ وار شائع ہوتا رہے گا - قیمت مع محصول ڈاک عام سے لے ر سالانہ
روسا و والیان ملک سے عہ مع محصول ڈاک لیے جائیں گے - نمونہ کا پرچہ ۲ کے وصول ہونے پر
روانہ ہوگا - اگر آپ کو خریداری منظور نہ ہو تو براہ عنایت اپنے دوستوں کے ذریعہ سے مہذب کو مدد
پہونچائے -

المشتہر

خادم قوم محمد عبد الحلیم شرر - مہتمم "دلگداز" و "مہذب" (دفتر دلگداز - لکھنؤ جبوائی ٹولہ)

اشتہار فروخت مقطعہ

منیر آباد میں ایک مقطعہ دو سو بیگہ کا فروخت ہونے کو ہے جس میں دو کنوئیں اور تین باولیاں ہیں - خشکی کی زراعت
گھانس کا تخمینہ اور چوبینہ وغیرہ بہت کچھ موجود ہے - قیمت اس مقطعہ کی ستر ہزار روپیے ہے - جو صاحب خریدنا
دیکھنا یا تفصیلی حالت دریافت کرنا چاہیں دستخط کنندہ ذیل سے رجوع کریں ورنہ بصورت تعویق یہ مقطعہ
ہاتھ سے نکل جائے گا - فقط

المشتہر

محمد عبد الصمد تراجی - افضل گنج حیدر آباد دکن

اشتہار کتب

زراعت دکن - مؤلفہ جناب نواب عماد نواز جنگ بہادر - تین روپے - سے ر

بچوں کی پرورش کے طور و طریقے - مصنفہ ڈاکٹر ننکم مترجمہ مس لوبر ڈومین - آٹھ آنہ - ۸ر

درخواست

بنام منیجر رسالہ حسن حیدر آباد دکن

(۱) جن حضرات سے بقیہ قیمت رسالہ بابت ایام گذشتہ عنایت نہیں فرمائی۔ امید ہے کہ جلد تر عنایت فرما کر شکر گذاری کا موقع دیں گے۔

(۲) مقامات کے تغیر و تبدل پر دفتر کو براہ راست اطلاع ہونی چاہیے تاکہ آسانی سے رسالہ پہنچتا رہے ورنہ دیر یا عدم رسی کی شکایت معاف۔

(۳) رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو شائع ہو جاتا ہے۔ اگر اتفاقاً کوئی رسالہ تا اختتام ماہ انگریزی نہ پہنچے تو دفتر کو فوری اطلاع ضرور دیجیے تاکہ عدم رسی کا تدارک ہو۔ و بشرط گنجائش دوسری کاپی بھیجی جائے۔

(۴) مضامین نویس حضرات کی توجہ اپنی تحریر کی جانب خاص کر اس معنی کی ہونی چاہیے کہ تحریر صاف دوسروں کے بے تکلف پڑھنے کے قابل ہو۔ اور حتی الوسع الفاظ و عبارت جا بجا قلم زد نہ کیے جائیں۔

(۵) ہر ایک مضمون معمولاً رسالے کے بارہ صفحوں میں ہونا چاہیے۔ کوئی مضمون جو بہت طول ہو بر آئندہ دو نمبر کے لیے سلسلہ کا کل مضمون یکبارگی دفتر پر بھیج جانا چاہیے۔ مضامین میں غیر مانوس یا غیر ضروری انگریزی الفاظ کا استعمال بلا ضرورت ناظرین کی زبان پر ثقالت پیدا کرتا ہے۔ امید ہے کہ اس شکایت پر مضامین نویس حضرات خیال رکھیں گے۔

(۶) دفتر کے انتظامی انتظام سے احباب مطلع فرماتے رہیں۔ ہر اصلاح پیش کردہ پر شکر گذاری سے توجہ کی جاتی ہے۔

(۷) منیجر سابق سے اب کوئی واسطہ نہیں لہذا کل خط و کتابت و ترسیل مضامین وغیرہ بنام عالیجناب نواب [illegible] جنگ بہادر یا بنام راقم ہونی چاہیے — محمد یوسف منیجر بنگلہ نواب [illegible] نواز جنگ بہادر

جلد سوم　　　　حسن　　　　نمبر ۹
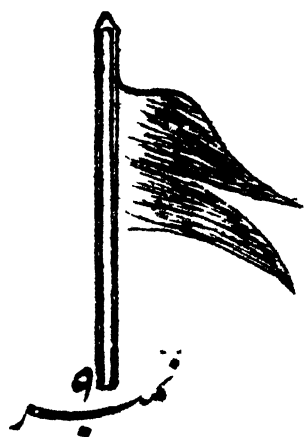
اعینونی اذا احسنت امراً
وان اخطأت فاتونی صلاحا

حصہ ۱

ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ع

مضامین

مطبع حسن میں چھپا

شاہ بابر غازی

(سلسلہ کے لئے نمبر ۸ سنہ [illegible] ملاحظہ ہو)

آخری ریمارک

بابر کے مختصر احوال ہم نے اوپر بیان کر دیے۔ لیکن ابھی کچھ اور کہنا اور بیان کرنا باقی ہے، اس تصویر میں بابر کے چند اندرونی صفات کی جھلک معلوم ہوتی ہے۔ کچھ صفات کی چمک اس بیان سے ہویدا ہوگی +

علم و تحقیق

بابر نے اوپر پچاس برس کی عمر میں انتقال کیا۔ ۱۲۔ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ اور تخت نشینی سے ابتک ۳۷ برس کا زمانہ ہے۔ یہ ۳۷ برس راحت یا زحمت سے جس طرح بسر ہوئے آپنے دیکھ لیا۔ یہ ماجرا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ۱۱ برس کی عمر سے ۴۵ برس کی عمر تک ایک جگہ متواتر اوسنے دو عیدین نہیں کیں یا بالفاظ دیگر سال بھر کسی مقام پر چین سے نہیں ٹھہرا۔ علم اور کمال سے کچھ ازلی مناسبت اوسکو تھی اور مبدء فیاض سے ذوق سلیم اوسکو عطا ہوا تھا۔ ان ملکی افکار اور تشویشوں میں بھی اوسکو علم کی طرف ایک خاص توجہ رہی۔ ابتدائے زمانہ میں اوسکو بہت کم فراغت حاصل ہوئی جو طالب علمانہ تحصیل علم کرتا۔ لیکن متواتر توجہ نے اوسکے واسطے علمی شان بھی حاصل کر لی۔ فقہ حنفی میں اوسکو خاص مہارت حاصل تھی۔ محمد قاسم فرشتہ کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ مجتہدانہ قوت رکھتا تھا۔ ترکی نظم میں ایک فقہ کی کتاب لکھی ہے۔ جسکا نام

مثنوی مین ہے - واقعات بابری مین کچھ اشعار اوسکے نقل کیے ہین - بابر کی مادری
زبان چغتائی ترکی تھی - ترکی مین اشعار بہت سے کہے ہین اور واقعات مذکورہ مین جا بجا کثرت
سے درج ہین - مگر افسوس عدم قابلیت کے سبب ہم اونکی نسبت کچھ نہین لکھ سکتے -
اپنی سوانح ابتدائی تخت نشینی سے آخر عہد تک اسی زبان مین اوسنے قلمبند کیے ہین -
محمد قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ "بنوعے نوشتہ کہ فصحا قبول دارند" - عبدالرحیم خانخانان نے
اپنے آقا اکبر شاہ کی فرمایش سے اوسکا ترجمہ فارسی مین کیا جو واقعات بابری کے نام سے
مشہور ہے - اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان مین لکھی گئی ہے
الحق کہ نہایت راستبازی اور حق پرستی سے اس کتاب کو لکھا ہے - اوسکے راستباز قلم نے
نہ بابر کے باپ کے عیوب چھپائے ہین اور نہ اوسکے جانی دشمنون کے ہنرون سے چشم پوشی کی
ہے - ہمنے اوپر بابر کی راے اوسکے باپ کی نسبت لکھی ہے اوس سے اوس کی
آزادی راے کا اندازہ ہوسکتا ہے - جس بحث کا پہلو آپڑا ہے نہایت بسط اور تحقیق سے
اوسمین صفحے کے صفحے لکھدیے ہین - ہندوستان کے بیان مین ۴۴ صفحے لکھے ہین - یہانکے
حیوانات - نباتات - رسوم و عادات - سب باتونسے بحث کی ہے اور جو کچھ لکھا ہے شاید
کوئی ہندوستانی بھی نہین کہہ سکتا کہ یہ بات غلط لکھی ہے - انگریزی مین بھی اسکے دو
ترجمے ہوئے ہین - اور مسٹر ہیل کی شہادت کے مطابق تمام عالم نے اس کتاب کی تعریف
کی ہے - خواجہ مولانا اوسکے اوستاد کی تربیت سے اوسمین سلامت روی و سادگی کا
ایک مادہ پیدا ہوگیا تھا - اور یہی دو صفتین ہین جو طالب کو اپنے مقصود مین کامیاب کرسکتی ہین

ماوراء النہر اور خراسان کا ہر شہر و قریہ اوسوقت علمی کیفیت اور کیف کمال سے سرشار ہو رہا تھا۔ بابر جہان گیا۔ خواہ کسی حال مین تھا اہل کمال سے ضرور مستفید ہوا کسی بات کو محض رواج اور تقلید کی بنا پر وہ کبھی تسلیم نہین کرتا تھا۔ تاتاری مغلون کی تاریخ جن صاحبون نے پڑہی ہے وہ جانتے ہین کہ وہ لوگ اپنے پیشرو چنگیز خان کے قواعد کو احکام الٰہی سے بہی زیادہ واجب العمل خیال کرتے تھے۔ اہم امور در کنار نشست برخاست خورد و نوش مین بہی اونہین قواعد کے پابند تھے۔ بابر کہتا ہے کہ "ہمارے باپ اور بہائی تورۂ چنگیز خان کی نہایت ہی رعایت کرتے ہین۔ تورۂ چنگیز خانی کوئی آیتہ نہین ہے کہ خواہ مخواہ اوسپر عمل کیا جائے۔ جس کسینے اچھی بات نکالی ہو اوسپر عمل کرنا چاہئے۔ اور اگر باپ نے کوئی روش بد جاری کی ہو اوسکو نیکی سے بدل دینا چاہئے۔ جب وہ غزنی آیا تو لوگون نے کہا کہ یہان ایک مزار ہے جسپر درود پڑہنے سے قبر جنبش کرنے لگتی ہے۔ بابر وہان گیا۔ اور درود جب پڑہی گئی تو قبر واقعی متحرک محسوس ہوئی جب تفتیش کی تو سمجھہ گیا کہ مجاورون کا فریب ہی۔ قبر پر ایک چھوٹا سا باندہ رکھا تھا۔ ایک مجاور چپکے سے اوسمین گھس جاتا تھا جھولا ہلتا تھا لوگ خیال کرتے تھے کہ قبر ہلتی ہے۔ جیسے اہل کشتی کو کنارہ چلتا نظر آتا ہے بابر نے مجاورونکو اس حرکت شنیع سے منع کر دیا۔ فارسی شعر سے بہی ایک خاص لگاؤ تھا۔ خود بہی کم کم کہتا تھا۔ لیکن جو کچھہ کہتا تھا دلنشین اور صاف۔ قلعہ بیانہ کے حاکم کو ایک فرمانِ استمالت بھیجا اوسمین یہ شعر فی البدیہہ درج ہے + ؑ

با ترک ستیزہ مکن ای میر بیانہ　　چالاکی و مردانگی ترک عیان است
ور زود نیائی و نصیحت نکنی گوش　　ہر چہ بعیان است چہ حاجت بہ بیان است

محمد قاسم فرشتہ نے یہ شعر بابر کے نام لکھا ہے ؑ

باز آئی ای ہما کہ بے طوطی خلعت　　نزدیک شد کہ زاغ برد استخوان من -

مگر یہ غلطی ہے - بابر نے خود یہ شعر حسن یعقوب کا بتایا ہے - خواجہ آصفی کے کلام
کی نسبت اوس نے یہ ریمارک کیا ہے "شعر او از رنگ و معنی خالی نیست اگرچہ از عشق و
حال بے بہرہ است" اگر کوئی مشاق شعر فہم خواجہ آصفی کے کلام پر رائے ظاہر کرے گا
تو اس بیان سے شاید متجاوز نہ ہوگی - فن عروض میں بھی خوب ماہر تھا - ترکی کا ایک
شعر کہا ہے جو پانسو چار وزن میں تقطیع ہو سکتا ہے - اس مبحث پر ایک رسالہ علاحدہ
لکھا ہے - عیش پرستی نے فن موسیقی میں بھی کامل کر دیا تھا خوب سمجھتا تھا اپنے معاصر
موسیقی دانوں کی لیاقت نکتہ سنجی سے بیان کی ہے اور جس شعبہ میں فائق تھا یا جن میں جو
نقص تھا سب بیان کرتا ہے - خط بھی نہایت پاکیزہ تھا اور بالکل خوشنویس کے وقت
خوشنویسانہ انداز ہوتا تھا سطر اپنے ہاتھ سے بناتا تھا - ایک شب کو بنگالہ سے لوٹتے
وقت باد و باران کا طوفان اوٹھا - اور تمام خیمے سربسجود ہو گئے - بابر اپنے خیمے
میں بیٹھا لکھ رہا تھا کہ ڈیرہ اوسپر آ رہا لیکن کچھ ضرر نہیں پہونچا - اوراق پریشان اور پانی
میں تر بتر ہو گئے - بادشاہ نے خود اپنے ہاتھ سے اکٹھے کئے اور چارپائی کے نیچے
رکھکر اوپر سے کمل ڈالدیا - جب بارش موقوف ہوئی تو اونکو نکالا اور صبح تک آگ سے
اونکو خشک کرتا رہا - بابر میں یہ صفت تھی کہ جس بزم میں ہوتا تھا تبھی معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسکے
لئے موزون ہے - دربار میں بادشاہ - جنگ میں سپہ سالار اور بزم میں ایک یار باش
تھا - مجتہد تھا محمد قاسم فرشتہ نے اوسکے علم کی نسبت یہ لکھا ہے "در علم فقہ حنفی مجتہد بود و در علم

موسیقی و شعر و انشا دا ملا نظیر نداشت و وقائع سلطنت خود را در ترکی نوعے نوشتہ کہ فصحا قبول دارند" +

امراے شاہی

بابر نے اس جہان مین جو کچھہ ترقی و عروج حاصل کیا۔ وفادار۔ بلند حوصلہ اور دانشمند امرا کی مدد اور سعی بھی اوسکے واسطے ایک زینہ تھی + وقت پیکار بہادر سپہ سالار تھے اس کے زمانے مین دانا مشیر اور صلاحکار اور مصیبت مین یار غم گسار امراء کا ایک چیدہ گروہ تہا جنکو اس زمانے کے محاورہ مین کونسل کہنا چاہیئے۔ جنگی اور ملکی سب معاملات اس کونسل مین بحث کے بعد نفاذ پذیر ہوتے تھے۔ اکثر مباحثون مین مشیرونکی راے بادشاہ کے خلاف ہوتی تھی اور بادشاہ کو اونکی راے ماننی پڑتی تہی۔ بعد مغرب یہ کونسل جمع ہوا کرتی تھی اور قابل غور امور زیر بحث لائے جاتے تھے۔ دربار سے علیحدہ بابر کا برتاؤ اپنے امیروں سے محض یارانہ تہا۔ شاہی سے پرتی کے جلسون مین وہ بے تکلف شریک ہوتے تھے۔ بابر اونکے یہان دعوتون مین جاتا تہا۔ کبھی دعوت افطار ہوتی تھی اور کبھی بزم نشاط کا سامان ہوتا تہا۔ اکثر اوسکے سردارون نے اوس سے بغاوتین کین مگر وہ کبھی در پے آزار نہین ہوا اور ہمیشہ اونکی لغزشونکو عفو کرتا رہا یونس علی[۱]۔ عبد اللہ کتاب دار[۲]۔ قاسم حسین[۳]۔ محمد علی۔ شاہ منصور برلاس[۴]۔ درویش محمد نظام الدین خلیفہ۔ خواجہ کلان[۵]۔ امرا مین زیادہ سر برآوردہ تھے۔ ایک مرتبہ خواجہ کلان کو باجوڑ کا حاکم کرکے بہیجا تہا۔ چند روز کے بعد مفارقت شاق ہوئی۔ اور یہ شعر تصنیف کرکے

اوسکو لکھ بھیجے ؎

قرار وعدہ بیار این چنین نہ بود مرا
گزید ہجر مرا کرد بے قرار آخر

بشو ہاے زمانہ چہ چارہ سازد کس　　بجور کرد جدا یار راز یار آخر ✦ ✦

عیش و نشاط

بابر ابتداے شباب مین بہت ہی زاہدانہ زندگی بسر کرتا تہا - مشتبہ کہانے سے قطعاً پرہیز تھا - اور اس تبہ احتیاط تہی کہ دسترخوان - چھری وغیرہ کہانے کے متعلقات پر بھی خاص نظر رہتی تھی یہ خواجہ مولنا کے انفاس قدسی کا اثر تہا -

باپ نے اوسکو شراب پینے کی ترغیب دی لیکن اوسنے نہین مانا - آخر خواجہ مولنا جنکے فیض صحبت کی برکت تھی شہید ہو گئے - اور بابر کو ہواے نشاط لے اوڑی - ۲۳ برس کی عمر مین ڈاڑہی استرہ کی نذر کر دی - اور گویا عیش کی اسٹیج پر آنے کے لئے روپ بدل لیا - دختر رز کے عشوے بہی اوسکو اپنی طرف مائل کر رہے تھے مگر بے تحریک اتنی جرأت نہ تہی - تحریک کون کرے - ہرات جا نے تک تائب تہا - ہرات کی سوسائٹی اوسوقت عیش و عشرت مین ڈوبی ہوئی تھی - میزبان شہزادون نے اس سے بہی بادہ نوشی کی فرمائش کی اسنے ہاتہ بڑہایا لیکن پہر کھینچ لیا - ہم کو معلوم نہین پہر کہان اوسنے جام ارغوانی لب سے لگا لیا - کابل مین ہم اوسکو اس رنگ مین دیکھتے ہین کہ ایک دلفریب سبزہ زار مین سنگ مرمر کا ایک حوض شراب کابلی سے پر ہے اور گردیہ شعر کندہ ہے ؎

نوروز و نو بہار مے و دلبری خوش است
بابر بعیش کوش کہ دنیا دوبارہ نیست

زنان پری پیکر اور ساقیان گل اندام ساقی گری اور غارت ہوش پر کمر بستہ ہین۔ بابر اپنے یاران با صفا کے حلقہ مین بے تکلف بیٹھا اس دلکش سمان مین محو ہو رہا ہے ایک جانب مطرب خوش نوا مخدوم حافظ شیراز کا یہ شعر باندک تغیر گا رہا ہے ؎

اے خوش آن روز کہ بے پا و سر آیا مے چند
ساکن گلگشت بودیم بہ بدنامے چند

کسی سمت سے یہ روح پرور صدا آ رہی ہے ؎

بخور در ارکِ کابل مے بہ پیمانہ پیاپے در دے
کہ ہم کوہ است و ہم دریا و ہم شہر است و ہم صحرا

بابر کے یہ ایک عیش کا نمونہ ہے کابل کے بہارستان مین یہ لطف اوسنے خوب اوٹھایا کبھی درخت خیار کے نیچے دور چلتا تھا اور کبھی شفاف چشمے مین کشتی پر بادہ پیمائی ہوتی تھی۔ ایک روز ایک قاضی صاحب کا مکان بزم کے واسطے پسند ہوا اور تمام سامان نشاط قرینے سے لگا دیا گیا۔ قاضی صاحب بہت گھبرائے مگر کیا کرین بادشاہ تھا اگر کوئی بیچارہ غریب ہوتا تو کیکے قدمے پڑ گئے ہوتے آخر جرأت کر کے کہا کہ اس مکان مین کبھی ایسا ہوا نہین آیندہ اختیار ہے۔ بابر بھی سمجھ گیا اور فوراً حکم دیا کہ سب سامان وہان سے اوٹھ جائے۔ بابر ان جلسون مین ایک سادہ دل رند کی وضع پر شریک ہوتا تھا۔ اور آب

کابل کے اوس حصہ کا نام جہان یہ بزم نشاط گرم ہوتی تھی۔ اصل شعر مین سیکدہ ہے بجے نقطا

شاہی اور داب سلطنت کا کہین ڈہونڈے نشان نہین ملتا تہا۔ ایک روز اپنے امیر کے ساتھہ شغل مدام کو دل چاہا۔ گھوڑے پر چڑہکر اکیلا چلدیا۔ یہ امیر حد درجے کا قلاش تہا اور بادشاہ بھی اونکی قلاشی کو خوب جانتا تہا ایک توڑا انعل مین دبا لے گیا۔ آبادی سے باہر ایک ٹیلہ پر بیٹھہ گیا اور اوس امیر کو وہان بلوا بھیجا وہ آیا تو ترتیب بزم کی فرمائش کی وہ تو بقول زندہ دل غالب کے قرض کی پیتے تھے گھبرا گئے۔ بابر نے بغل سے توڑا نکالکر حوالہ کیا اور تھوڑی دیر مین جنگل مین منگل ہوگیا فتحپور سیکری مین یک لخت شراب سے توبہ کرلی اور پھر کبھی اس کا ذکر منہ نہین لگایا +

شاہی حرم

بابر نے پانچ شادیان کین اول۔ عائشہ سلطان بیگم سے۔ یہ بیگم بابر سے کچھہ مرتبط نہین ہوئی۔ آخر مفارقت ہوگئی۔ ایک لڑکی اسکے بطن سے تہی مگر بچپن مین مرگئی۔ دوم معصومہ سلطان بیگم یہ نکاح کے بعد تھوڑے روز زندہ رہی۔ ایک لڑکی ہوئی اور اسی مرض مین یہ بیگم رحلت کرگئی۔ عائشہ سلطان بیگم کے بعد یہ شادی ہوئی تہی۔ سوم زینت سلطان بیگم۔ سلطان محمود میرزا کی بیٹی تہی اور نہایت بدمزاج۔ بابر اس سے بہت تنگ رہا۔ مگر اجل کی عنایت سے دو تین برس کے بعد اس بلا سے اوسکو نجات ملی۔ چہارم ماہم بیگم۔ پنجم والدہ عسکری وکامران۔ ان دو بیگمون کی نسبت ہمین نہین معلوم کہ کس خاندان کی تہین۔ افغانستان مین یوسف زئی خاندان کی ایک لڑکی کی بابر نے ملکی مصلحت سے خواستگاری کی تہی۔ لڑکی کے باپ نے منظور کیا اور لڑکی کو

بادشاہ کے پاس بھیجا مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ نکاح ہوا یا ملتوی ہوا۔ حرم کے ناجائز
قاعدہ سے اوسکو سخت نفرت تھی اور اس سے تمتع اوٹھانے والوںکو اوسنے سخت ملامت
کی ہے۔ اس مجمل کیفیت سے یہ رائے شاید پیدا ہو سکتی ہے کہ ایشیائی بادشاہوں
کی طرح اکبر شہوت پرست نہیں تھا۔

راقم
محمد حبیب الرحمن خان شروانی

نادرشاہ اور اوسکی تعجب انگیز کامیابی

نادرکا ذلیل حالت سے دفعتاً ترقی کرکے بڑی سلطنت کا خودمختار بادشاہ ہوجانا اور پہر اوسکی جباری اور نادرشاہی ایسا عجیب وغریب واقعہ ہے جو علاوہ محققین کے عوام الناس کو بہی اوسکے حالات دریافت کرنے کا شوقین بنادیتا ہے۔

شروع زمانہ اسلام مین عرب کے پرجوش مجاہدین نے قدیم سلطنت ایران کے جو اوس زمانے مین ساسانیوں کے تصرف مین تہی برباد کی۔عرصے تک یہ ملک خلفائے کبار کے ماتحت رہا۔پہر ایک بہادر اور لایق سپہ سالار (عمرلیث) نے خلفا کے حکم سے سرتابی کرکے اپنے ملک کو غیرقوموں کی ماتحتی کی بدنامی سے بچایا اور ایک مستقر خودسر سلطنت قایم کردی۔اوس زمانے مین تاتاری سردار جو وطن مالوف چہوڑکے اس سرزمین مین آباد ہوگئے تہے حکومت اور آب وہوا کی تاثیر سے بندۂ عیش بن گئے تو سلطنت کا مالک ایک گوشہ نشین (شاہ اسمعیل) ہوگیا اور اوس گہرانے کے بادشاہ صفوی کہلائے۔خاندان صفویہ کے شاہان اولین (مثل خاندان مغلیہ ہندوستان) کے مستعد اور نہایت لایق ہوئے مگر ۱۷ صدی مین اونکی حالت ۱۸ صدی کے شاہان دہلی کے موافق ہوگئی اور یہان تک نوبت پہونچی کہ جو لوگ جہانبانی کرتے تہے ظالموں کے حکم سے نہایت سفاکی سے قتل ہوئے۔

جن ممالک مین بادشاہ خودمختار ہوتے ہین بسا اوقات خلق اللہ کی راے

نہین سنی جاتی بلکہ اونکے افعال سے ظاہر ہوتی ہے۔ جب کہ کم طاقتی۔ ظلم۔ عیاشی وغیرہ وغیرہ خصلتین حاکم مین نامردی۔ کمینہ پن۔ نا اتفاقی۔ عیوب اور بد عادتین اہل دربار مین پھیل جاتی ہین۔ رعایا پر بیجا تعدی اور سختی ہونے لگتی ہے اور چالاک آدمی قوم اسکے خلائق کو بادشاہ سے ناراض کر دیتے ہین۔ نادر کی پستی خاندان۔ ناستودہ افعال۔ بہادرانہ کام۔ مجرمانہ حرکات۔ سب اسبات پر دلالت کرتے ہین کہ وہ اسی قابل تھا جو اوسنے خاندان صفوی کے ساتھہ برتاؤ کیا اور جسطرح ایران کے شرفا اور نجبا کے ساتھہ پیش آیا +

نادر کا باپ امام قلی قبیلۂ افشار مین سے تھا اگرچہ وہ اپنا نسب نامہ صفویون سے ملاتا مگر تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم مین بھی نام آور شخص نہ تھا۔ مگر میرزا مہدی لکھتا ہے کہ اس ہیرے کا باپ اپنی قوم مین سربرآوردہ تھا لیکن کیا ہی اچھا اوسکی اصل کو اسطرح ظاہر کرتا ہے "کہ ہیرہ کو اسنے ذاتی جوہر سے ناز ہے نہ کہ اوس کان سے جس سے نکلا ہے"۔ امام قلی کوٹ۔ ٹوپی۔ اور پوستین وغیرہ بنا کے بسر کرتا تھا۔ نادر بھی اپنے آبا و اجداد پر فخر نہ کرتا تھا کیونکہ جب اوسنے اپنے لڑکے کی شادی محمد شاہ بادشاہ دہلی کی بیٹی سے کی اور دولہن والونکی طرف سے یہ پیغام آیا کہ اپنے باپ دادا کا نام بتاؤ تو اوسنے کہا کہ "بگو داماد شما پسر نادر است و نادر شاہ پسر شمشیر و ہم چنین تا ہفتاد و ہار بشمار"

نادر خراسان مین ۱۱ نومبر $\frac{۱۶۸۸ع}{۱۱۰۰ھ}$ کو پیدا ہوا اوسکے لڑکپن کا حال کچھہ لکھا نہین اور ایرانی مورخ بھی اوسکی تاریخ بالالف ۱۱۲ دین سال سے جبکہ رضا قلی پیدا ہوا شروع

کرتے ہین اسمین شک نہین کہ وہ آغاز عمر ہی مین زمانے کی اونچ نیچ دیکھ بھال
سے نہایت تجربہ کار ہو گیا - اور نیز شجاعت اور دانائی کا ثبوت دیا - سترہ برس کی عمر مین
وہ اوزبکونکے ہاتھہ مین معہ اپنی والدہ کے جو خراسان کو ہر سال لوٹتے آتے تھے گرفتار
ہوا - لیکن چار سال کے بعد قید سے کسیطرح نکل بھاگا - اوسکی مان قید ہی مین قید ہستی
سے آزاد ہوئی - جب اپنے وطن مین آیا اوسکا حال جب تک کہ شاہ طہماسپ کی خدمت
مین پہونچا یکسان رہا - اوّل ہی اوّل اپنے ملک کے سردار بابل بیگ کے یہان
نوکر ہوا - اوسکو قتل کر کے اوسکی لڑکی کو لے بھاگا - اسکے بعد قزاقون کا سردار ہو گیا
اور لوٹ مار سے گذر کرنے لگا - بسبب شہرت اور جرات کے جو اس پیشے مین
حاصل ہوئی تھی حاکم خراسان نے اپنے یہان نوکر رکھ لیا - اور اوزبکونسے لڑایا -
اس جنگ مین ایسی مردانگی دکھائی کہ سپاہی سے افسرون مین ترقی پائی - مگر نامناسب
حرکتون سے والی خراسان نے غضب مین آکر ڈونڈون سے مار کر نکال دیا ؛

نادر اس بے عزتی سے خفا ہو کر مشہد سے قلات مین اپنے چچا کے پاس
جو طائفہ افشار کا سردار تھا چلا گیا - وہان تھوڑے دنون رہا لیکن چچا جان بھی بھتیجے
کی تعدی اور حسد سے تنگ آ گئے اور خیرباد کہہ کر رخصت کیا - اوسنے پھر وہی پہلا
پیشہ اختیار کیا - افغان اصفہان کے مالک ہو گئے تھے دولت صفویہ پر زوال آ رہا
تھا جسکی لاٹھی اوسکی بھینس تھی ایسے وقت مین تجربہ کار اور مضبوط لٹیرے کو جتنے
ساتھیونکی ضرورت نہ تھی - لیکن نادر نے تھوڑے عرصے مین تین ہزار ڈاکو جمع

کر لئے اور خراسان کو تاراج کیا۔ جب چچا نے دیکھا کہ بھتیجے کا روز افزون اقتدار اور اختیار بڑھتا جاتا ہے تو اوسکو ایک خط لکھا کہ تمکو مناسب ہے کہ شاہ طہماسپ کی ملازمت اختیار کرو اور اوسکو ایران سے افغانونکے نکالنے مین مدد دو۔ نادر نے جواب لکھا کہ اگر بادشاہ میرے پہلے جرمونکو معاف فرمائے تو مین خدمت بجا لانے کو موجود ہون۔ بادشاہ نے قصورونکو معاف فرمایا اور نادر ۲۶ - ۱۱۳۹ھ مین طہماسپ کے نوکرون مین داخل ہوا اور پھر قلات کو چلا گیا۔ نادر نے یہانکے گورنر (چچا) کو اپنی ترقی کا خارج سمجھکر اوسکے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور فتح کرکے چچا کو بھی قتل کیا۔ اور خراسان سے افغانونکے نکالنے مین کامیاب ہوا۔ پھر تھوڑے دنون بعد ڈھبڑکر افغانونسے نیشاپور بھی لے لیا۔ بادشاہ نے یہ جرات اور دلاوری دیکھکر اوسکے دوسرے قصور (قتل چچا) سے بھی درگذر کی۔ نادر کے پاس اب پانچہزار۔ اور فتح علی خان کے پاس صرف تین ہزار سوار تھے۔ جب اس سردار کی شہرت تمام گرد و نواح کے صوبون مین پھیل گئی تو رنگروٹ دور دور سے اوس کے علم کے نیچے جمع ہو گئے۔ اور ایران کو حکومت بیگانہ سے بچانے کے لئے سب نے وعدہ کئے۔ نادر نے اپنے حریف فتح علی خان کو دہوکے سے مار ڈالا اور دشمنونکو شکست دی۔ بادشاہ نے فوج کا جنرل مقرر کیا۔ مشہد اور ہرات فتح کرکے خراسان مین بھی شاہ ایران کا سکہ جمایا۔ تاآنکہ بادشاہ نے خلعت اور لقب طہماسپ قلی کا عطا کیا۔ اشرف (حاکم افواج افغانہ) بعد فتح شیراز کے خوب عیش کر رہا تھا لیکن جب اوسکو

طہماسپ کی کامیابی کی خبرین معلوم ہوئین بڑی تیاری اور حتے المقدور لشکر کے جمع کرنے مین سعی کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہی سہلے ڈر نہ تہا۔ ۳۰۰۰۰ ہزار کا جم غفیر لیکر میدان جنگ کیطرف روانہ ہوا۔ خاص خاص شہرون اور قلعونکی حفاظت کے لئے کچہہ فوجین متعین کین اور ہزارون بے گناہ ایرانی اس خیال سے کہ شاید موقع پاکر بغاوت کرین تہ تیغ سبے دریغ کئے۔ اس احمقانہ تدبیر سے صرف اوسکو کمزور اور ظالم ہی مشہور نہین کیا بلکہ دشمن کے قوی اور رحیم ہونے کا کافی ثبوت دیا۔ نادر نے طہماسپ کو اصفہان جانے سے روکا۔ افغان روزافزون دشمنونکی طرف یلغار کرکے روانہ ہوئے اور دمغان کے قریب پہونچکر ایرانی سپاہ پر حملہ کیا۔ اگرچہ پٹہانون نے بوقت جنگ ایرانیون کے ڈرانے کو جانورونکی طرح نہایت شوروغوغا کیا اور ضعیف صدمہ بہی دیا لیکن نادر کے سامنے کچہہ پیش نہ گئی۔ بلکہ ڈیرہ ڈانڈا چہوڑکر بہاگ گئے تہی (۱۲۔ اکتوبر ۱۷۲۹ء) ایرانی سپاہ نے دورتک اونکا تعاقب کرکے ہزارون سپاہی قتل کئے۔ کچہہ تو مرتے کہپتے طہران کیطرف جو میدان سے دو سو میل کے قریب تہا روانہ ہوئے اور باقی کو اشرف نے لیکر دارالسلطنت اصفہان مین پہونچا اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ معہ اہل وعیال کے دونئے قلعہ مین جا کے رہو۔ اور خود بہت سا خزانہ اور فوج لیکر ایک مستحکم جگہ موضع مرچاکیور کے قریب اصفہان سے ۳۰ میل شمال کو ہے چلا گیا اور لشکر کو ہر طرح آمادہ بجنگ کرکے دشمن کے دلمین خوف پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہا ؛

طہماسپ نے بعد وفات اپنے باپ کے لقب شاہی اختیار کر لیا تھا اور
بعد فتح روم خان کے اصفہان میں جاکر تخت نشین ہوا چاہا لیکن [illegible] نادر
نے ایسی تدبیریں کیں کہ وہ اپنے ارادہ سے باز رہا اور روم خان سے پچاس ہزار
آدمی لیکر اشرف سے لڑنے کی تدبیر کی تھا اور اس فکر میں تھا کہ فوج ان شہزادہ
میرے قابو سے نہ نکل جاوے - لیکن سادہ لوح شہزادہ اسیر ہوا اعتماد کرکے
بیٹھا تھا کہ نادر نے بادشاہ سے تازہ دم فوج کی امداد لے کے افغانوں کو لڑکر بڑی
بھاری شکست دی - نادر کو اسبات کا بڑا خیال تھا کہ کسی نہ کسیطرح اپنا رعب ایرانیوں
کے دلوں میں جاکر بخوبی فائدہ حاصل کرے - اشرف اگرچہ مستحکم جگہ پناہ گیر تھا لیکن نادر
نے اوسپر حملہ کیا - افغانوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا - لیکن حملہ آوروں کے
سامنے کچھ پیش نہ گئی - وہاں سے شکستہ حال ہوکر اصفہان پہونچے - جب وہاں بھی
بجز حسرت و یاس کچھ نظر نہ آیا تو اسباب وغیرہ لیکے شیراز کا قصد کیا - اشرف نے
نہایت غیظ و غضب میں آکر شاہ حسین صفوی کو قتل کیا - اگر موقع ملتا تو ضرور
اہل شیراز ہی کو عدم آباد روانہ کرتا لیکن فرصت نہ ملی

نادر نے جب افغانیوں کے بھاگ جانے کی خبر سنی تو نہایت عقلمندی
سے ایک دستہ شاہی محلات کی حفاظت کے لئے روانہ کیا اور باشندگان شہر
کی دلداری اور خاطر جمعی کرکے بمسرت روز جمعہ فوج کے داخل شہر ہوا اور افغانیوں
کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر شارع عام میں قتل کیا مگر چند لوگ جنکی سفارش ہوئی رہا کئے گئے

جب طہماسپ اصفہان مین داخل ہوا تمام مکانات شہر اوسکے باپ نے بنائے تہے شکستہ اور منہدم دیکھکر افسوس کرتا رہا لیکن اپنی بوڑہی ماں کو پاکر جو لونڈی بنانے سے بچ گئی تھی خوش ہوا۔

نادر جو کہ خراسان کا پہلے ہی گورنر ہو چکا تہا اب خراج تشخیص کرنے کی بادشاہ سے سند حاصل کر کے موسم سرما مین پرسی پولیس کیطرف جہان اشرف نے افغانونکو جمع کیا تہا روانہ ہوا اور حملہ کر کے سب کو پریشان کر دیا۔ اشرف نے خوف زدہ ہوکر اس امر کی اجازت چاہی کہ امن سے اپنے ملک کو چلا جاوے۔ اور تمام عورات اسباب شاہی جو اصفہان سے لوٹ لیا تہا معہ خزاین وغیرہ واپس کرنے کا بہی وعدہ کیا مگر نادر نے افغانونکو مجبور کیا کہ وہ سردار کو اوسکے حوالہ کرین۔ افغان اس بے عزتی کی صلح پر راضی ہو گئے۔ لیکن اشرف معہ دو سو آدمیون اور جورو وغیرہ کے بہاگ گیا اب افغانی فوج بالکل پریشان اور منتشر ہوگئی جہان کہین کوئی افغانی ملتا اوسکو لڑکے بہی ڈہیلون اور لکڑیون سے مار مار کر بے دم کر دیتے تہے شیخ علی حزین نے اس ہنگامہ کو نہایت عمدہ طرح سے بیان کیا ہے کہ ایرانی افغانیون کا پتہ اونکی گمشدہ عورات کی لاشین جنکو اونہون نے لونڈی غلام بننے کے ڈر سے خود ہی قتل کر ڈالا تہا لگاتے۔ اشرف نے اپنے بہائی کو کچہ آدمی دیکر گورنر بصرہ کے پاس روانہ کیا کہ شوکت بگیر کچہ فوج یا مدد حاصل کرے مگر یہ آدمی لار کے ملک مین ڈاکوؤن کے ہاتہ سے قتل ہوئے۔

نادر کی کامیابی سے ملک اور صوبوں کے خودسری اور رعایا کی بغاوت سے اشرف ولشکستہ ہوکر
اپنے ملک کو چلا جسطرف جاتا ایرانی اوسپر حملہ کرتے آخرکار غیر مشہور راہون مین ہوتا ہوا
بلوچستان مین پہونچا۔ زمانے کی گردش دیکھو کہ وہ سردار جسکے ساتھہ ہزارون آدمی جان
نثار نے کو موجود تھے اب صرف دو خدمتگارون کے ساتھہ دشوار گذار ریگستان کو طے
کر رہا تہا کہ **عبد اللہ خان** بلوچی نے اوسکو قتل کر کے اوسکا سر مع ایک بڑے ہیرے
کے جو اوسکے کپڑون مین سے نکلا طہماسپ کی خدمت مین ہدیتاً روانہ کیا۔ اشرف کے
کچھہ ساتھی جان بچا کر اپنے وطن کیطرف چلے مگر وہ یا تو بھوک سے مرے یا جنگلی درندونکے
لقمہ بن گئے ایک گروہ لاسہ کو جو عرب کے کنارے پر بحرین کے مقابل مین واقع ہے
سمندری راستے سے بھاگ کر چلے گئے مگر وہان بھی بموجب حکم حاکم مسقط کے جانبر نہ ہوسکے
اور ایک تیسرا گروہ مکران اور سندہ مین داخل ہوا اونکو بھی موت نے ساتہیون سے ملا دیا۔
افغانیون کی اسیری سے بربادی۔ اور تباہی ایرانیونکی تسلی بخش نہ تھی کیونکہ جو جو ظلم و تعدی
سات برس مین اونہون نے ایران مین کئے ناقابل بیان ہین۔ اس متعصب وحشی
فرقے نے تقریباً دس لاکھہ آدمی قتل کئے۔ صوبے کے صوبے بے چراغ
ہوگئے۔ زراعت جاتی رہی بڑے بڑے شہر خاک مین ملگئے۔ شاید سبب نہ ہونے
عمدہ گورنمنٹ کے اب تک بھی وہ کمی پوری نہ ہوئی ہو۔ اس عجیب و غریب حملہ کے
ظلم کو تہوڑے دنون مین نادر نے توڑ پھوڑ کر برابر کیا اور برائے نام حکومت
جو طہماسپ کو حاصل تہی اس اقبالمند کے فتوحات نے بالکل ڈہانپ لی۔ چونکہ طہماسپ

کو پہلے ہی سے حسد تھا اب نادر کی فتوحات سے شاہی مہمات کو خوب رونق حاصل ہوئی
جب کہ وہ ایک مہم مین مصروف تھا تو بادشاہ نے اوسکی طلبی کا حکم دیا لیکن اوسنے برافروختہ
ہوکر آنے سے انکار کیا مجبوراً بادشاہ کو اوسکے موافق جھکنا پڑا - اور بادشاہ ایسا مغلوب
ہوگیا کہ جو وہ کہتا وہ کرنا پڑتا اس مشہور اور نامی حملے سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ملک کے
سوتے لوگونکو جگا دیا اور بہود و جرأت کا عمدہ سبق پڑھایا -

نادر کمزور اور ضعیف العقل بادشاہ کی بظاہر ویسی ہی عزت کرتا رہا اور وقت کا
منتظر تھا کہ کسطرح ملک کا مالک بن بیٹھے بعضے مورخونکی رائے ہے کہ وہ پہلے ہی سے
جب کہ خراسان کی مہم مین کامیاب ہوا تھا مثل آردشیر کے جسنے خاندان ساسانی
کی حکومت قایم کی انکی عظمت وشان کی خواب دیکھا کرتا تھا اور جسنے (نادر نے) ایک
دفعہ خواب مین ایک مرغابی اور چار سینگون والی ایک مچھلی خواب مین دیکھی بعد شکار
پرند کے اگرچہ معہ اپنے ساتھیونکے ناکامیاب رہا - لیکن تنہا ہوکر اوس عجیب مچھلی
کو پکڑ لایا - نجومیون اور رمالون نے اسکی تعبیرین بیان کین کہ وہ (نادر) ایران - خوارزم
ہندوستان اور تاتار (ترکستان) کی مہمون مین فتح حاصل کرے گا - اس بیان سے
شرقی لوگونکے خیالات کی وسعت اور اونکے ہان جھوٹے نجومیون اور رمالونکی باتین
بنانا - پیرجیون کے زائچے قافیہ خوشامد یونکی بیچ سرائی کا رنگ معلوم ہوتا ہے - خواب پر
یقین کر دینا گو ویسین انتہا ضرور ہے کہ کیا ہی فضول اور لایعنی خیال کیون نہ ہو پھر بھی انسان
کے دل مین جگہ پا ہی جاتا ہے - خصوصاً جبکہ خواہش کے مطابق ہوتا ہے تو اوسکے

ویسی تاویل کی جاتی ہے - پلوتارک کہتا ہے کہ " جزوی اور خفیف باتونکو پوشیدہ رکھنا نہین چاہیے - کیونکہ اکثر اوقات اونسے ایک قوم کے رسوم اور عادات اور ذہن وذکاوت کے باب مین صحت کے ساتھہ راے قایم کرنے مین بڑی بڑی باتون کی نسبت زیادہ مدد ملتی ہے ۔

نادر کی شہامت اور جلادت اور جلد جلد ترقی دیکھکر عقل دنگ ہوتی ہے سب سے اول عظیم الشان کام اوسکا یہ تھا کہ ۱۷۲۹ع مین پٹھانونکو ایران کے صوبون سے خارج کر دیا اوس کے بعد طہماسپ نے اپنا نصف ملک یعنے چار صوبے خراسان مازندران - سیستان - اور کرمان اوسکو عطا کئے - اور یہ بھی اجازت دی کہ سر پر تاج رکھے اور نام کے ساتھہ لفظ سلطان کا اضافہ کرے - نادر نے سب چیزونکو سواے " سلطان " کے قبول کیا - اس عزت کے چھوڑنے سے شاید اوسکی یہ غرض تھی کہ لوگونکو حسد نہ ہوگا - تاہم اوسنے اس عطیہ سے بڑا نفع حاصل کیا اور یہ تجویز کی کہ خراسان کے خراج سے فوج کو تنخواہ دیجاوے - اور اس بہانہ سے خود مختار حاکمونکی طرح دار الضرب قایم کی اور اپنا سکہ جاری کیا ۔

ترکون سے مقابلہ

افواج اتراک نے عراق اور آذربائیجان کے زرخیز حصص پر قبضہ کر لیا تھا - نادر نے فوراً ہی بعد ہزیمت لینے نہمات افغانیہ کے ترکون سے لڑنے کی ٹھانی ۱۷۳۰ع مین دو ترکی پاشاؤن کی منفقہ فوجونسے ہمدان کے میدان مین لڑائی ہوئی اونکو شکست

دیگر ہمدان اور اوسکے آس پاس کے صوبونپر قبضہ ہوگیا اور کامیابی کے ساتھ آذر بائیجان مین داخل ہوا۔ تبریز۔ آردبیل اور تمام خاص شہرونپر عمل دخل ہوگیا۔ جب کہ نادر ازدوان کی واقعہ لافتہ آرمینیہ کے محاصرہ کے تیاریان کر رہا تھا ایک خط مین اوسکے بہائی سنے لکھا کہ خراسان مین اندیشہ ہی کہ افغان علم بغاوت بلند کرین۔ اوسنے جلدی ہی خراسان کی راہ لی۔ باغیونکی سرکوبی کرکے قلعہ فرہ اور ہرات بہی قبضے مین لایا۔ نادر سنے ایک بڑے افغانی گروہ کو شکست دی۔ بڑا جشن کیا۔ جب کہ معزز قیدی بہی مدعو ستھے۔ اس اثناء مین تین سو سر مقتول ٹہالونکے نیزونپر بلند کئے گئے۔ اس دردانگیز واقعہ کو دیکھکر افغانون سنے آنکہین نیچی کرلین اور عرصے تک اوپر نہ اوٹہائین +

جبکہ نادر ہرات کے محاصرے مین مصروف تہا ایرانی امرا سنے طہماسپ کو فوجکا سردار مقرر کر کے $\frac{۳۲}{۴۵}$ ۱۱۴۱ھ / ۱۱ مین ترکونسے لڑنے کو جو کہ سرحد پر جمع ہورہے تھے روانہ کیا۔ جب کہ ترک ایران مین فتح کر رہے تھے قسطنطنیہ مین حسد اور بغاوت پہیل پڑی۔ باغیون سنے وزیر کو قتل کیا اور سلطان احمد ثالث کو تخت سے اوتار کر اوسکے بھتیجے احمد یحیی کو تخت نشین کیا۔ اسی پادشاہ کے پاس نادر سنے ایک ایلچی روانہ کیا کہ ترک آذربائیجان کو واپس کردین اور طہماسپ سنے دوسرا ایلچی معہ ایک خط کے جسمین سنئے بادشاہ کو مبارکباد لکہی تہی روانہ کیا۔ نادر کی درخواست کا نتیجہ معلوم ہونے سے پہلے طہماسپ سنے اروان کا محاصرہ کیا۔ قریب تہا کہ شکست کہا کر جو کہ بہادر جنرل (نادر) سنے حاصل کیا کہودے۔ مگر جلدی ہی ایک صلحنامہ لکہا گیا اور

دریائے ارکسیز سے پرے کے پانچ ضلع متعلق کرمان شاہ ترکی پاشا کو جو بغداد مین حکومت کرتا تھا سپرد کئے اس سے بے عزتی اور ایرانی قیدیونکے نہ چھوڑانے نے اور بھی بدنام کیا - جبکہ نادر کو اس صلح کا حال معلوم ہوا اوسکو عمدہ موقع عصائے شاہی کے ہاتھ مین سے لینے کا ملا - مگر ایسے شاہانہ خاندان کی بربادی جسکی عزت کرنا لوگونکی عادت ہوگئی تھی دانائی سے بعید سمجھکر چپ ہو رہا مگر ایک اشتہار اس مضمون کا جاری کیا کہ سلطنت کو دریائے ارکسیز سے محدود کرنا اور ایرانی رعایا اور قیدیونکو ظالم دشمن کے ہاتھ مین چھوڑنا قرین مصلحت نہین اور نیز یہ صلح خدا کی مرضی کے خلاف اور حضرت علی سے شیعیان علی کو آزادی کے واسطے مدد طلب کی - کسی سلطنت کو اگر وہانکے باشندے کتنے ہی سفلہ اور کمینہ طبیعتونکے کیون نہ ہون کوئی بہادر اور طامع بادشاہ غصب کرنے کی جرات بغیر رضامندی عوام الناس کے نہین کر سکتا اور اس امر مین کوئی مثال نادر سے بہتر نہین مل سکتی - اگرچہ اوسنے سپاہیانہ جوش تمام ملک مین پھیلا دیا عیش طلب اور سست قوم کو جگا یا تاہم اوسکی کامیابی اور طہماسپ کی کم ہمتی اوسکی شہرت اور عقلمندی اور اوسکی کم عقلی اسکی متقاضی نہ ہوئی کہ نادر شاہ اپنے خاص منصوبے مین جلدی کرے - یہانتک کہ اوسنے اہل دربار اور رعایا کے دلونمین بادشاہ موجودہ کی حقارت اور اپنی عظمت جما کر اونکو اس قابل کر دیا کہ وہ اوسکی خواہشونکے موافق اسکی تخت نشینی کی درخواست معاون و مددگار رہون ؞

جبکہ اشتہار مذکورہ بالا مشتہر کیا گیا اور تمام سرداران افواج کو نامہ روانہ کئے

ایک خط جو کہ گورنر فارس کے نام لکھا گیا اوسمین کامیابی برخلاف افغانون کے
اور ہرات کا فتح کر لینا نہایت مبالغہ سے تحریر کیا اور لکھا کہ مجھکو صلح کی کیفیت سنکر
جو ایران اور ترکون مین قرار پائی نہایت رنج اور تعجب ہوا - مین یقین کرتا ہون کہ
تم اس بے عزتی کی صلح ہرگز پسند نہ کرو گے - مین خدا کے فضل سے جنگ آزما
فوج لیکر جلد پہونچتا ہون تمکو انتظار کرنا چاہئے -

اسی خط کے اخیر مین شیعون کے برباد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا خصوصًا اون شیعہ سردارون
کو جو اسموقع پرست اور صلح سے خوش تھے اور کہتا ہے کہ یہ بے وفا گروہ (اہل اسلام)
سے نکال دے جاوینگے اور اونکا قتل موجب ثواب اور زندہ رکھنا باعث عذاب
ہوگا - اور ایک قاصد دربار قسطنطنیہ مین روانہ کیا کہ یا تو ممالک ایران واپس کرو
یا لڑنے کی تیاری کرو اور ایک قاصد احمد پاشا بغداد کے پاس بھیجا کہ آزاد کنندہ
ایران زمین آپہونچا اور زار کے ساتھ بھی صلح کر لی اور ایران کے صوبے واپس
لے لئے -

نادر نے ان امور سے فراغت پاکے اصفہان کی راہ لی پہلے تو طہماسپ
کو صلح کرنے پر ملامت کی اور پھر بہ ظاہر فرمانبردار بن گیا - ایک روز دعوت کے
بحیلے سے شاہ کو خیمے مین بلاکر قید کر لیا اور خراسان روانہ کیا -

۲۶ - اگست ۱۷۳۳ء (۱۱۴۶) میرزا مہدی نے لکھا ہے - اگرچہ طہماسپ قید کیا گیا لیکن
بیگمات - کنیزکین - سامان محلات شاہی وغیرہ وغیرہ سب ساتھ روانہ کیا گیا اور

عیش و نشاط کے اسباب مہیا کرنے کی بھی اجازت دیدی - اب تک بھی نادر نے تاج
سر پر رکھنے کی دلیری نہ کی - چند افسران سپاہ اور ارکان سلطنت نے اوس سے
درخواست کی کہ حضرت ہی قابل حکمرانی ہین - اونکی درخواست کو نامنظور فرما کے
ارشاد کیا کہ یہ بزرگی صرف خاندان صفوی کا حصہ ہے - اور ایک آٹھہ ماہ کے
لڑکے کو عباس سویم کے نام سے تخت نشین کیا اور خود زمام سلطنت ہاتھہ مین لیکر
کارکن بنا - بعد رسوم تخت نشینی کے بغداد کی سمت روانہ ہوا - احمد پاشا بھی جو لائق
پولیٹشن اور بہادر جنرل تھا شہر کے بچانے کی تدبیرین کرنے لگا اگر توپال پاشا
ایک لاکھہ فوج لئے ہوے وقت پر نہ پہونچتا تو نادر کے سامنے کچھہ پیش نہ جاتی
دونو فوجین سامرہ پر دریائے دجلہ کے کنارہ پر مقابلہ ہوا (۱۱ جولائی ۱۷۳۳ / ۱۱۴۶)
یہ خونریز لڑائی جو ترکون اور ایرانیون مین ہوئی سب سے بڑی لڑائی تہی - اول مین
تو فوج نادری نے ترکونکی صفین پریشان کر دین لیکن عربونکی فوج نے جنسے نادر امداد
کی امید رکھتا تھا عین لڑائی کے وقت نادر ہی پر حملہ کر کے بہت سے آدمی قتل
کئے اور جوانمرد ترکون نے حملہ کر کے میمنہ و میسرہ کو شکست دی - سورج کی تیز
کرنین اور گھوڑے کے زخم کاری نے نادر پر ظلم کیا - آٹھہ گھنٹہ تک لڑائی ہوتی
رہی آخر کار توپال کا پلہ بہاری نظر آنے لگا - بغداد مین باقیماندہ ایرانی قتل کئے
گئے تب تو نادر کے لشکر مین کچھہ ایسی بہاگڑ پڑی کہ وہان سے بہاگ کر ہمدان کے
میدان مین جنگاہ سے دو سو میل پر پہونچا - بموجب ترکی تحفہ کے اس لڑائی مین

۶۰ ہزار ایرانی کام آئے اگرچہ مخالف کا بھی نقصان کثیر ہوا لیکن فتح نے پورا کر دیا فرار شدہ دانا جنرل نے سپاہیون اور افسرونکو بجائے ملامت کے دلداری کی انعام ہتھیار اور گھوڑے عطا فرمائے۔ بدلہ لینے کے واسطے آمادہ کیا۔ اس مہربانی سے نیکنامی کی شہرت پھیل گئی اور دور دور دراز جگہونسے فوجین نئے سوار بھرتی ہونے کی غرض سے آنے لگے۔ دوبارہ پہلے سے زیادہ فوج لیکر اوسی میدان کی جانب روانہ ہوا۔ مگر توپال کی کامیابی نے دربار قسطنطنیہ مین اوسکے ہزارون دشمن کھڑے کر دیے۔ سازشون اور روپے کی کمی سے فوج بھی کم کر دی۔ اس مہم کے واسطے بخوبی اسباب مہیا نکر سکا مختصر سی فوج دشمن کے روکنے کو روانہ کی مگر بالکل برباد ہوئی۔ پھر تو تمام لشکر سے مقابل ہوا۔ بدنظمی سپاہ کی وجہ سے صف بندی بھی نکر سکا۔ چالاک ایرانی نے جلدی سے حملہ کیا۔ ترکی جنرل جان بچانے کے لئے پالکی سے گھوڑے پر سوار ہوا ایرانی سپاہی نے زرین کپڑونکے لالچ سے نیزہ سے ہلاک کیا اور سر قلم کر کے افسر کی خدمت مین حاضر ہوا۔ نادر نے اوسکے سر کو بیکر جسد کے ساتھ عزت سے روانہ کیا اور ترکون نے مناسب رسمین ادا کر کے مدفون کیا۔ نادر بغداد کے

نوٹ مسٹر جونس ہانوی دلچسپ حکایت اس جنرل کی اس طرح لکھتے ہین کہ توپال عثمان کو لڑکپن مین ایک ہسپانیہ والے نے قید کیا مگر فرانسیسی افسر ولسنٹیٹ ارڈ ناڈ نے مول لیکر آزاد کر دیا۔ توپال نے اوسکا

لوٹنے کی فکر مین تہا کہ فارس سے بغاوت کی خبر آئی ۔ نادر اسطرف روانہ ہوا اور گورنر بغداد نے یہ تجویز کیا کہ دونون مملکتونکے حدود جیسا کہ سلطان حسین کے عہد مین افغانونکے حملے سے پہلے تہی مقرر کئے جاوین ۔ مگر دربار قسطنطنیہ نے اس تجویز کو نا پسند کیا اور عبد اللہ پاشا قاہرہ کو بڑے بہاری لشکر کا سپہ سالار مقرر کرکے لڑائی یا صلح کرنے کو جیسا موقع ہو بہیجا ۔ نادر نے جلدی سے آرمینا اور جارجیا کو (۱۱۴۸ھ ۱۷۳۵ء مین) قبضے مین لایا اور دریا سے ارکسہر پر پل باندہ کر پار اترا ۔ اور طفلیس گنجاہ اور ازوان دار الملک ارمینا کو ترکون کو خوف زدہ کرنے کی غرض سے لوٹا ۔ عبد اللہ اپنی سپاہ پر جو شمار مین ایک لاکہ سے زیادہ تہی بڑا بہروسہ رکہتا تہا ۔ میدان بغاوندین اروان کے قریب ایرانیون سے لڑائی ہوئی اسوقت نادر نے اپنی فوج کو نہایت موثر اسپیچ اس مضمون کی دی کہ "تم ہو جری اور بہادر لوگ جو قوم کو غلامی اور ملک کو بدنامی سے بچاؤ گے ۔ تم ہو جری اور شیر دل کہ رستم اور اسفندیار کے معرکون کو بہلا دوگے اور تم مین ایک ایک دشمن کے آٹہہ آٹہہ کے برابر ہے اسے اہل عجم یادگار فتح کی جد و جہد کرو اور ہم نے اس رات خواب دیکہا ہے کہ غضبناک

ملکہ یہ حسین اوسکی پرایوٹ لائف کی عمدگی پائی جاتی ہے ۱۷۳۲ء اسطرح ادا کیا جبکہ وہ دولت عثمانیہ کا وزیر اعظم مقرر ہوا اوسنے فرانسیسی سفیر کو لکہا کہ میرے محسن کو لکہو کہ "جلدی آوے کیونکہ کبہی کبہی وزیر عرصہ دراز تک اس عہدہ پر قایم رہ سکتا ہے" جب ارناڈ آیا اوسکو دس گنا

گیا نور شاہی خیمے مین گھس پڑا اور تنہا مین نے اوسکو قتل کیا ۔ اس فال سے تقیر
سمجھکر خدا مغرور اور ظالم دشمن کو نیچا دکھا دے ۔ یہ کہکر نادر نے فوج لیکر حملہ کیا اور
دم بھر مین پرے کے پرے صاف کر دے ۔ ہزارون سوار پیادہ ہو گئے پیادہ
تنار اجل مین جاگزین ہوتے ۔ بازار موت گرم تھا اور لڑائی خوب گرم تھی ایک سپاہی تم
نامی عبد اللہ پاشا کا سر لیکر نادر کے سامنے حاضر ہوا اوسنے حکم دیا کہ نیزہ پر رکھکر
مشتہر کرین کہ عبد اللہ مارا گیا ۔ اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی ترک جسطرف کو سینگ
سمایا بھاگ نکلے اور میدان مین کشتون کے پشتے چھوڑ گئے ۔ گنجا ۔ طفلیس ۔ کارس اور
ایروان پر نادر کا پورا عمل دخل ہو گیا اور دربار قسطنطنیہ نے ایسی مصیبت اور خونریزی
کے بعد موافق تجویز احمد پاشا بغداد کے ملک واپس دیکر صلح کر لی +

۱۷۳۶ء مین عباس سوم کا انتقال ہوا اور تخت خالی رہگیا ۔ نادر نے ارادہ کیا کہ اب
تاج شاہی سر پر رکھے تمام شاہان ایران معہ رعایا کے موافق رسم جمشیدی کے نوروز
کو موسم بہار مین خوشی مناتے جشن کرتے ارکان سلطنت نذرین گذرانکر روسا و خلعت
اور ملازم انعام پاتے ۔ نادر نے بھی اوسی دستور کے مطابق موگام کا دل ہنگام
مین جبکہ آردبیل سے دریائے قارون کے دہانہ تک پھیلا ہوا اور طول مین ۶۰ فرسنگ
اور عرض مین ۲۰ فرسنگ ہے ۔ عمدہ مناظر ۔ خوشگوار آب و ہوا ۔ پہل پہول کی کثرت

جو اوسنے فرح کیا تھا دیا اور اہل دربار کے سامنے اوسکی بڑی تعریف کی جبکہ قوبان وزارت [illegible] ہوا خدا کا
شکر بجا لایا ۔ اور آخر مین جنرل مقرر ہوا اور لڑائی مین جسطرح بیان ہوا مارا گیا +

سے قدما اوسکو دنیا کی چہار بہشتوں میں سے گنتے تھے اور اب بھی سرزمین ایران تو کیا
سنٹرل ایشیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتا - دربار کرنے کی تجویز کی - عارضی متعدد مکانات
اور ہزاروں قسم کے ساز و سامان تمام سلطنت کے روسا و امرا کی مہمانداری کے
لئے مہیا کئے گئے - کہتے ہیں کہ اس شاہانہ دربار میں علاوہ تماشائیوں کے ایک لاکھ
سے زیادہ آدمی جمع تھے - جن لوگوں نے دربار قیصری دہلی دیکھا ہے بخوبی اندازہ
کر سکتے ہیں - نادر نے جشن کے صبح کو امرا و افسران فوج کو جمع کر کے اسپیچ دی کہ طہماسپ
اور عباس تمہارے بادشاہ تھے اور اوسی خاندان کے شاہزادہ تخت کے وارث ہیں
اونہیں سے کسی ایک کو یا کسی دوسرے کو جسکو عقیل صاحب رعب - جری منتظم اور
نیک نیت خیال کرتے ہو - بادشاہت کے واسطے انتخاب کر لو اور یہ میرے لئے سبب
ہے کہ میں نے ایران کو - افغانوں - ترکوں - اور روسیوں سے آزاد کر کے پہلی شان و
شوکت کو پہونچا دیا - یہ کہکر وہ علحدہ ہو گیا تاکہ وہ نڈر ہو کر مباحثہ کر کے مرحلے کو طے کریں مگر
فوراً لوگوں نے اوسکو چلا کر کہا کہ جسنے ملک کو بچایا - بیگانہ حکومت سے آزاد کیا وہی سلطنت
کے لائق ہے - پھر اوسنے کہا کہ ایران کے تخت لینے کا خیال مجھکو کبھی نہیں ہوا پھر وہ
مصر ہوئے - یہانتک کہ بعد ایک ماہ کے تاج شاہی سر پر رکھکر تخت نشین ہوا اور اونکو
مخاطب کر کے اسطرح کہا کہ " امن قایم رکھنے کی غرض سے نہت لڑائیوں میں بے شمار
جانیں تلف ہوئیں - اسلئے ہمکو وہ مذہب جو باعث فتنہ و فساد ہے اور شاہ اسمٰعیل صفوی
نے داخل کیا ہے چھوڑنا چاہئے - جب سے نیا مذہب شیعہ پھیلا ہے خونریزی اور بربادی

ہونے لگی ہمکو لازم ہے کہ سنی مذہب اختیار کریں تاکہ سب جھگڑے مٹ جاویں چونکہ
ہر مذہب کا پیشوا ہوتا ہے اسلئے ہمکو چاہیے اپنا پیشوا امام جعفر علیہ السلام کو جو اہلبیت سے
ہیں اپنا ہادی اور امام مقرر کریں (۱۷۳۶ء / ۱۱۴۹ھ) یہ سنکر کسی ملا نے اوٹھکر نادر کو نصیحت کرنی
شروع کی کہ تجھکو دنیاوی نہ کہ دینی معاملات میں دست اندازی کرنی چاہیے وہ فوراً قتل
کیا گیا پھر جان کے خوف سے کوئی نہ بولا اور تمام جماعت نے بظاہر تبدیل مذہب اختیار
کر لیا تو ایک شاہی فرمان اعلان کیا گیا۔ اور نادر نے اونسے کہا کہ سلطان قسطنطنیہ سے
اس معاملے میں کتابت کی جاوے گی کہ اہل اسلام کے چار فرق میں ایک فرقہ جعفری نام
پانچواں زیادہ کیا جاوے اور پانچواں مصلے حرم کعبہ میں تعمیر کیا جاوے۔ اگرچہ اس
تدبیر سے اوسکو بڑا فائدہ نہ ہوا لیکن نقصان بہت پہونچا کہ تمام ایران کی رعایا باغی اور
اوسکی دشمن ہو گئی ٭

بہت سے لوگ علیحدہ علیحدہ وجہ بتلاتے ہیں کہ نادر نے کیوں ایرانیوں کو
جدید مذہب کی دعوت کی۔ شروع میں وہ مذہب شیعہ کا نہایت متعصب پیرو تھا اور پھر بھی
اس مذہب کے تنزل میں ساعی تھا جسکے اوٹھانے کا مصمم عزم کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ یہ جابر بادشاہ کسی مذہب اور دین کا پابند نہ تھا بلکہ جس سے کام نکلتا وہی اختیار کر لیتا
پہلے اپنے آپ کو صفوی بادشاہوں کا غلام ظاہر کرنے اور افغانیوں کو نکالنے کی غرض سے
تشیع کو فروغ دینا چاہا۔ اور اب جب کہ صفوی خاندان کا خاتمہ کرنا قندہار کا لینا ہندوستان
اور ایشیائی کوچک میں طاقت قایم کرنے کا وقت آیا تو ویسا ہی مذہب مطلب کے موافق

اختیار کر لیا ۔

نادر نے ۲۶ فروری ۱۷۳۹ء / ۱۱۴۹ھ کو بوقت صبح جبکہ رمالون اور نجومیون نے بڑی تحقیق اور فکر سے ساعت مقرر کی ۸ بجے پر ۲۰ منٹ گذرنے کے بعد تاج شاہی سر پر رکھا ۔ تخت نشینی کی رسمین بڑی شان و شوکت سے ایک بڑے مکان مین جو کہ اسی واسطے تعمیر کیا گیا تھا ادا ہوئین ۔ اوسیوقت مختلف سکہ طیار ہوئے جنپر لکھا تھا ؏

سکہ بر زر کرد نام سلطنت را در جہان
نادر ایران زمین و خسرو گیتی ستان

اور جنپر الخیر ما وقع منقش تھا جسکو ظرفا نے لاخیر ما وقع پڑھا ۔ نادر چند روز بعد اصفہان مین گیا اور افغانونکی بیخ کنی کرنے کی تدبیرین سوچنے لگا ۔ اسی سال جزیرہ بحرین تقی خان گورنر صوبہ فارس نے عربون سے چھین لیا ۔ دار الملک کے نواح سے ستر تک پہاڑون مین ایک قوم "بختیاری" پھیلی ہوئی تھی جو کہ فوجکشی کے وقت بلند پہاڑونکی چوٹیون اور غارون مین پناہ لیتی تھی اور موقع پاکر ملک کو تاخت و تاراج کرتی تھی ۔ نادر نے اس خیالی امن کی پروا نہ کرکے جرار سپاہیونکو چوٹیونپر سے اور کچھ سپاہ کو وادیون سے اس جنگلی قوم کو شکار کرنے کے واسطے روانہ کیا ۔ ایک ماہ کے عرصے مین اوس قوم کا سردار علی محمد پکڑا گیا اور قتل ہوا اس گروہ کو اور جگہ کاشت کرنے کے لئے دی اور بہت اونمین سے سپاہ مین بھرتی کئے جو قندھار کے محاصرہ مین بڑی بہادری سے لڑے ۔ یہ قوم گورکھہ سے بہت مشابہت رکھتی ہے جو کہ کابل مین سرکار کے واسطے

خوب جانبازی سے لڑی +

نادر موسم بہار مین خراسان اور سیستان مین ہوتا ہوا قندہار پہونچا لیکن یہان پٹہانون نے اسقدر فوج اور سامان جمع کیا تہا کہ اوسکے جلد ہی فتح کر لینے کی امید جاتی رہی سا اوسنے نواح قندہار مین چہاونی نادر آباد وسکے نام سے آباد کی اور ہر طرف سے شہر کا محاصرہ کر لیا ایک سال کے بعد ایرانیون نے مجبور ہوکر پہاڑیونکی بلندی پر جو شہر پناہ کے قریب تہی قبضہ کر لیا اور آہستہ آہستہ دیوار کو توڑتے رہے - بختیاریون نے ایک مضبوط برج کو توڑ کر داخل شہر ہوکر لڑنا شروع کیا - گورنر اپنے بیٹے کو دشمنونکے حوالے کیا - نادر نے اوسکی جان بخشی کی اور بہت سے افغانونسے ہتہیار لے لئے اور وہی فرمان جو شیعہ مذہب کے مخالف تہا مشتہر کرکے اونکو اپنی سلطنت کا خیرخواہ بنا لیا اور بہت افغانونکو فوجین معزز عہدے دیکر سرافراز فرمایا +

جبکہ قندہار کے محاصرے مین مصروف تہا خبرون نے قرب و جوار کے قلعے تابع کر لئے تہے اور رضا قلی نے تہوڑے عرصے مین وہ شہرت حاصل کی جو ایسے شاہزادے کے شایان تہی - قندہار کا حاکم بادشاہ بلخ سے مدد کی امید رکہتا تہا مگر رضا قلی نے اوسکو شکست دیکر دارالخلافت لیلیا اور دریائے جیحون (آکسس) کو عبور کرکے اوزبکونسے جبکہ بخارا سے آئے تہے لڑنے کی تیاری کی - نادر نے بیٹے کے نام واپسی کا فرمان ارسال کیا اور اوزبکونکے پاس بمضمون کا مراسلہ بہیجا کہ مین نے اپنے بیٹے کو حکم دیا ہے کہ وہ شاہ اوزبک اور دیگر سرداران ترکستان

سے جنگ نہ کرے اور ان ممالک مین جہان کہ چنگیز کی اولاد حکمران ہے دست اندازی نکرے - بعضے مورخ لکھتے ہین جب کہ رضا علی واپس آیا تو نادر اس سے رشک کرنے لگا مگر نادر نے اوسکا استقبال نہایت مہربانی اور محبت سے کیا اور پورے اختیارات دیکر ایران کا گورنر مقرر کیا اور آپ جہانگیری مین مصروف ہوا یہ واقعہ اوس خیال کی تردید کرتا ہے +

جب کہ نادر افغانونکو فتح کر رہا تھا ایک نامہ بادشاہ دہلی کے نام ارسال کیا۔ کہ تم اپنے شمالی صوبہ دارونکے نام حکم بھیجو کہ ایران کے دشمنونکو پناہ نہ دین وہانسے کوئی تسلی بخش جواب ہی نہ ملا - اور نہ خیر سے ایرانی ایلچی اپنے بادشاہ کے دربار مین لوٹ کر گیا - نادر نے غصے مین آکر کابل پر حملہ کیا اور تمام ملک کا مالک ۱۷۳۸ء ۱۱۵۱ھ مین ہوگیا - نادر نے دوسرا نامہ جس مین اتحاد اور وداد قدیم کی باتین لکھین ارسال کیا - لیکن نامہ برکو ولد عباس گورنر جلال آباد سردار افغانان نے قتل کیا - اب نادر کو کچہ تامل ہندوستان پر حملہ کرنے مین باقی نہ رہا - یہ ملک سنٹرل ایشیا کے فاتحون کا زمانہ قدیم سے جسکا پتہ تاریخ سے ہی نہین مل سکتا ۱۷۶۱ء تک رمنہ بنا رہا لیکن سلسلہ وار حالات مسلمان فاتحونکے مل سکتے ہین - اور سب سے بڑا حملہ محمود غزنوی کا تھا جس سے سلطنت اسلام یہان قائم ہوئی - شہاب الدین غوری نے ہند اور راجپوت خاندانونکو برباد کیا - اسکے بعد چند خاندانون نے حکومت کی - اگرچہ اس اثنا مین چنگیز خان نے وسط ایشیا مین نہایت فساد برپا کیا مگر اوس نے

ہندوستان محفوظ رہا لیکن سنہ ۱۳۹۸ء میں امیر تیمور نے ایسا بے چراغ کیا کہ الامان
اوسکی اولاد نے سنہ ۱۵۲۶ء میں پھر بنیاد سلطنت قایم کی اور ایسی رونق دی کہ کبھی پہلے
شاید نصیب نہ ہو۔ اکبر نے نہایت عظیم الشان مملکت قایم کی۔ جہانگیر اور شاہجہان کے
عہد میں کچھہ تغیر و تبدل سوائے سوشیل لائف کے نہیں ہوا۔ مگر آخری بڑے بادشاہ
اورنگ زیب نے نئی جان ڈالدی اور سلطنت کو عروج کے آسمان پر پہونچا دیا۔ جب عصائے
دولت اس تجربہ کار اور منتظم بادشاہ کے ہاتھہ سے چھوٹا اوسکا سنبھالنا ایسے ہی شخص کا
کام تھا جو اورنگ زیب ثانی ہوتا اور مرہٹوں کے دبانے کی لیاقت رکھتا۔ مرہٹوں میں چار
جماعتیں پائی جاتی ہیں۔ اور محقق اونکے نام کے اصل ملک مہاراشٹر انے جسکو زمانہ حال
کے جغرافیہ دان دکن کہتے ہیں بتاتے ہیں۔ اونھوں نے تاریخی نام شاہجہان کے
عہد میں حاصل کرنا شروع کیا۔ اورنگ زیب نے ۳۰ سال اونکے مغلوب اور برباد
کرنے میں صرف کئے۔ لیکن بعد وفات اوسکے جانشین جنکی جرأت و ہمت اونکی
ذہن و ذکاوت کا پورا جواب تھی ہوسے اور روز افزوں مرہٹوں کی طاقت کا کچھہ
انتظام نہ کرسکے یہانتک کہ صوبہ دار بھی خود مختار ہونے لگے اور دربار میں ارکین
دولت اپنی اپنی شہرت اور مال و دولت کے لالچ سے رقابت کرنے لگے بادشاہ
کو کٹھہ پتلی کیطرح خوب نچایا۔ رہی سہی عزت اٹھارویں صدی کے تیمور نے خاک میں
ملادی اور بڑی سلطنت کا دھچر بچر کر دیا اور ہندوستانیوں کو دست درازی کی جرأت
دی۔ جب کہ اس بلائے ناگہانی نے ہندوستان پر نزول کیا۔ محمد شاہ رنگیلے دہلی میں

بادشاہ تھے عیش و عشرت کے سوا کچھ کام نہ تھا۔ تن آسانی اور نفس پرستی زندگی کا خاص
مقصود تھا ہر وقت ہاتھ مین جام بغل مین دلارام تھا کسکو دماغ تھا کہ کچہری دربار کا کام کرے
انتظام دوسرونکے سپرد تھا۔ وزیر اعظم خان دوران خان اقا کیطرح بندۂ عیش تھا جب
ہر طرح انتظام خراب ہوتا گیا اور بہبودگی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو پورانا خیرخواہ نظام الملک
صوبہ دار دکن طلب کیا گیا مگر افسوس ہے کہ ایسے وقت پر بھی اس عقیل اور جہاندیدہ
مرد کے اوپر بباعث مخالفت خان دوران کے اعتماد جب تک خطرہ حد اعتدال
سے نگذرا نہ کیا گیا۔ بعضے یہ کہتے ہین کہ اسی نے نادر کو لالچ دیکر بلایا مگر اسکا کوئی ثبوت
نہین اور نہ خیال مین آسکتا ہے کہ ایسا پورانا امیر الامرا خیرخواہ ایسی نامسعود حرکت کا
مرتکب ہوتا۔ لیکن کمزور اور ضعیف العقل ہمیشہ مکر و تزویر سے اپنے بچانے کی فکر کیا کرتے
ہین۔ ایسا ہی درباریون نے یہ فقرہ تراشا۔ جیسا کہ ارکان سلطنت عقل و دانائی مین
سبے تدبیر تھے ویسا ہی فوج بہادری مین سبے عدیل تھے۔ خیالی گھوڑونکی جولانگاہ کے
واسطے میدان وسیع تھا یہ سوچکر تسلی کر لیتے تھے کہ بھلا ایرانی ترکا قندہاریون اور افغانیون
سے بچکر کہان آسکتا ہے اور پھر جب یہ خبر اوڑی کہ وہ کابل تک آگیا تو یہ سوچکر دل خوش
کر لیتے کہ کوئی نہ کوئی وجہ ایسی ہو جاوے گی کہ وہ یہان سے لوٹ جاوے گا جب
کوئی خاندوران سے کہتا نادر ہندوستان کے نواح مین آگیا تو یہ سنکر کہدیتا کہ تمہارے
گھر بہت بلند ہین۔ لہذا نادر قزلباشون اور مغلونکے ساتھ دور سے دکھائی دیتا ہے۔
اگر کوئی بادشاہ سلامت سے عرض کرتا تو وہ فرماتے کہ ہمارے ملک بزرگون کی دعا ہے

کہ دریائے اٹک سے ادہر کوئی نہین آسکتا۔ دلّی کا دربار ابہی تک خواب غفلت مین سرگران تہا کہ نادر نے جلال آباد مین قتل عام کیا اور نومبر ۱۷۳۸ء مطابق ۱۱۵۱ھ کو دریائے اٹک سے عبور کر کے داخل پنجاب ہوا۔ دریا کی روانی پر گورنر لاہور نے خفیف سا مقابلہ کر کے فرمانبرداری اختیار کر لی۔ نادر بلا روک ٹوک کرنال تک جو دہلی سے ایک درجہ تہال کو دریائے جمنا کے کنارہ پر واقع ہے چلا آیا۔ اور مورچہ بنا کے لشکر کے چارونطرف خندق بنادی۔ یہ خبر سنکر محمد شاہ بہی ٹوٹی ہوئی فوج اکٹہا کر کے بہت دنون مین چار منزلین طے کر کے اوسکے مقابلے کو جا پڑے اور برہان الملک سعادت خان صوبہ دار اودہ کا انتظار کرنے لگے ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۵۱ ہجری کو وہ بہی آگیا۔ ایرانیون نے یہ چاہا کہ اوسکے لشکر کو شاہی عسکر سے نہ ملنے دین۔ لڑائی شروع ہوگئی اور خاندوران بہی فوج لیکر اوس سے جا ملے۔ نادر کی سپاہ نے حملہ پر حملہ کیا۔ کجا ایران کے آسودہ کار سپاہی کجا دلّی کے جوانمرد دو گہنٹہ لڑائی ہوتی رہی۔ دلّی کے بڑے بڑے سردار کام آئے جنمین خاندوران بہی تہا۔ تمام لشکر ویرا اڈانڈہ چہوڑ کر چلتا بنا۔ بے شمار خزانہ ہر قسم کی بیش بہا غنیمت۔ بہت سے ہاتہی۔ بہت قیدی ہاتہہ آئے۔ مگر برہان الملک گرفتار ہا۔ آخر کار اسیر ہو کر لشکر غزلباش کے ساتہہ لشکر گاہ مین پہونچا۔ چونکہ دن ایک گہنٹہ رہگیا تہا اور شاہی مورچے مستحکم تہے اسلئے اونپر حملہ کئے بغیر نادر لشکرگاہ کو لوٹ گیا برہان الملک نے نادر کو اسپر راضی کرلیا کہ حضور دو کرور لیکر یہین سے تشریف لے جائے وہ اسبات پر راضی ہوگیا۔ بادشاہ نے دوسرے سردار کو

اوسکی خدمت مین روانہ کیا۔ دوسرے دن خود بے قرار ہوکر ۱۷ ذیقعدہ ۱۱۵۱ کو ۱۹ فروری ۱۷۳۹ء
خود چلا آیا۔ جب نادر کے کمپ کے قریب پہونچا تو اوسنے اپنے بیٹے ناصر علی خان[1]
کو اوسکے استقبال کے واسطے روانہ کیا۔ جب بادشاہ دہلی خیمے مین داخل ہوا تو
نادر شاہ نے تعظیم کی اور مسند پر بٹھایا (اور اپنے خاتم محمد شاہ کو دی جیسا کہ صلح کے وقت
ملنے مین دینے کا دستور ہے) اور دوستی کی باتین ہونے لگین۔ نادر نے کہا
کہ آپنے میرے خط کا جواب ندیا اسلئے مجھے خود یہان آنا پڑا اور ایسا تغافل ہرگز بادشاہونکو
کرنا مناسب نہین۔ محمد شاہ نے جواب دیا کہ اگر یہ تغافل نہ ہوتا تو ملازمت کیونکر نصیب ہوتی
اس جواب سے نادر مسکرانے لگا اور کہا کہ تم اسباب تجمل اور مستورات کو معہ عملہ فعلہ کے یہان
بلالو اور دلجمعی سے یہان آرام کرو۔ القصہ دونون بادشاہ ۳ تاریخ ذیحجہ کو دہلی مین داخل ہوے
نادر شاہی محلون مین اوترا اور جابجا حفاظت کے لئے اپنے سپاہیونکو مقرر کردیا اور
حکم دیا کہ کوئی رعایا پر دست درازی نکرے۔

چونکہ اتفاق سے اس سال نوروز اور عید الضحے ساتھہ ہی ساتھہ واقع ہوئی اسلئے
بڑی دہوم دہام سے جشن ہوا اور خطبون مین نادر کا نام پڑہا گیا۔ مشہور ہے کہ ایک
بہنگڑ خانے مین کسی بہنگڑی نے سبزی کے رنگ مین چلاکر کہا کہ "واہ رے محمد شاہ رنگیلے
تیرے کیا کہنے مغل بچہ کو ایک قلماقنی کے ہاتھہ سے مرواہی ڈالا" یہ ہوا تمام شہر مین
اوڑگئی اور دہلی کے بدمعاش قزلباشونپر پل پڑے جس جگہ اور جہان ایرانی نظر پڑا قتل
کیا گیا۔ امراے دہلی کا پاجی پن اس قدر بڑہ گیا تھا کہ جن سپاہیونکو نادر نے حفاظت کیلئے

[1] تاریخ شہزادہ کا نام سرجان میلکم ناصر علی خان اور مولوی محمد ذکاء اللہ نصر اللہ لکھتے ہین۔

مانگ لاتے تھے یا تو خود اونکو حملہ کر کے تہ تیغ کیا یا اورونکے سپرد کیا۔ جب نادر کو اس قضئے کی اطلاع ہوئی اوسنے چند آدمی منادی کے لئے شہر مین روانہ کئے کہ یہ خبر بے اصل ہے اور نادر زندہ ہے۔ وہان طوطی کی آواز نقارخانہ مین کون سنتا تہا۔ اونکے بہی جان پر آبنی۔ تمام رات نادر صبر کئے بیٹہا رہا مگر خلاف حکم نادر کسینے ہاتہہ پیر بہی نہ ہلائے صبح کے وقت نادر نے خود سوار ہوکر شہر کے کوچون مین پھرنے کا ارادہ کیا۔ جب اودہر ہی پتھرونکی بوچہار شروع ہوئی کسینے فیر بہی کردیا۔ اگرچہ وہ بچا لیکن ایک ملازم اوس کے پہلو مین مارا گیا۔ جب تمام راہون مین قزلباشونکی نعشین دیکہین تو نادر نے قتل عام کا حکم دیا کہ جہان ہندوستانی نظر پڑے زندہ نہ بچے پھر تو دم بھر مین ہوا پھر گئی۔ شہر والونکا ہاتہہ کارکار رہگیا۔ عزرائیل کے بہی اوسان خطا ہوگئے۔ خوف سے خلقت خود ہی گلا کاٹ کاٹ مرنے لگے وہ پہر تنگ گلی اور کوچون مین مردون سے رستے بند ہوگئے ادہر تو تیغ جہان سوز نے متاع جان کو جلاکر خاکستر کردیا۔ اودہر آتش غضب نے مال واسباب کو خاک سیاہ بنادیا۔ نادر ننگی تلوار کئے روشن الدولہ والی مسجد مین بیٹہا تہا کسیکا مقدور نہ تہا کہ شفاعت کے لیے زبان ہلاتا۔ سارے امراء اور ارکان دولت ہاتہہ باندہے نیچے نظر کئے کھڑے تہے اوسکے غضب کو قہر خدا تصور کرتے تہے۔ جب بادشاہ دہلی کو معلوم ہوا کہ رعایا قتل ہوئی جاتی ہے تو روتا ہوا آصف جاہ اور قمر الدین خان کو لیکر نادر کے پاس آیا اور رعایا کے قصور معاف کرنے کی التجا کی۔ نادر نے کہا کہ بادشاہ ہند کی درخواست سے کبھی محروم نہین ہوئی ہے لیکر

تلوار نیام میں کرلی - پھر تو دفعتاً تمام شہر میں امن کی منادی ہوگئی - جہان جسکی تیغ
تھی وہیں رک گئی - اس معرکے میں مورخوں نے آٹھ ہزار سے لیکر ڈیڑہ لاکھ
ہندوستانی اور سات سو سے ہزار تک ایرانی مقتولوں کا تخمینا کیا ہے - بہر صورت
یہ ہنگامہ دونوں کے لیے کرنال کی لڑائی سے زیادہ خونریز تھا کیونکہ اوسمیں ہندوستانی
بیس ہزار اور ایرانی صرف تین ہی کام آئے تھے - جو امیر بھاگ کر دلی سے چلے
گئے تھے نادر کے غضب سے جان بر نہ ہو سکے - معلوم ہوتا ہے کہ نادر کا ارادہ
اسطرح قتل عام کا نہ تھا مگر اوسکو اوس وحشیانہ حکم پر حضرات ہندوستانیوں ہی نے
مجبور کیا +

چندروز کے بعد نادر نے اپنے بیٹے کی شادی محمد شاہ کی بیٹی سے
کی - تمام سوگ و ماتم کی محفلیں ناچ رنگ کے جلسوں سے بدل گئیں - جاننا چاہیے
کہ باشندگان ہند کیسے کمینے ہو گئے تھے - بادشاہ سے لیکر امیر وزیر سب ایک رنگ
میں ڈوبے ہوئے تھے - ایرانی ابھی دلی سے ہی نہ گئے تھے کہ محفلوں میں
نقلیں کیجاتیں - ایرانیوں کے چہرے غضبناک اور خونخوار بنائے جاتے اور ہندوستانی
جان و مال کے واسطے اونکے پیروں پر گڑگڑاتے ظاہر کئے جاتے - اسیر اہل
مجلس خوش ہوتے -

نادر دہلی میں ۵۵ روز رہا محمد شاہ سے خلوت میں ملاقاتیں ہوئیں اور انتظام سلطنت
اور قیام دولت کی تدبیریں بتاتا رہا - وزرا و امرا کو خیر خواہی کی تاکید کی - آس پاس کے

حاکموں کے نام گشتی حکم بھیجا یا" تمکو چاہیئے کہ خاندان تیمور کے فرمانبردار رہو اور اخیر کا فقرہ یہ تھا کہ "من و محمد شاہ یک روح هستیم در دو قالب اگر خدانخواسته خبر طغیانی شما بانسبت بادشاہ گوشزد من شود نام شما از صفحه خلقت محو خواہم کرد" اگرچہ نادر دربار دہلی کی عزت کرتا لیکن بادشاہ اور اوسکے عیاش ملازموں کو حقیر خیال کرتا تھا - ایک روز قمر الدین خان سے پوچھا کہ آپ کی کسقدر بیبیاں ہیں اوسنے جواب دیا کہ ساڑھے آٹھ سو نادر نے اپنے نوکروں سے کہا کہ ڈیڑھ سو قیدی عورتیں وزیر کے یہاں بھیجدو تا کہ وزیر صاحب کو منصب بانگری (یعنی افسری ہزار آدمیونکی) حاصل ہو +

اب نادر نے اپنے آنے کا خاص مطلب نکالنا چاہا - یعنی مال وصول کرنا - شاہی خزائن پر قبضہ کر کے بیگمات کا زیور اوتروالیا تخت طاؤس کو نہ چھوڑا - بڑے بڑے امراء کے گھر بھی ضبط کر لئے - چھوٹے رئیسوں نیز زجر و توبیخ کر کے اسباب چھین لیا - خوشحال رعایا سے اپنا پانچ طلب کیا - سوائے دفائن کے جو بزرگوں سے جمع ہوتے چلے آئے تھے اور بیش بہا جواہرات قسم قسم کے قیمتی پتھر بادشاہ نے اور نیز سرداروں نے بادشاہ کی پیروی کر کے تمام اندوختہ اور بہت سے گرانبہا نذرانہ جبراً قہراً نادر کے سامنے پیشکش کئے اور دور دراز صوبوں سے باقی محصول بھی طلب کیا گیا - جب کہ قمر الدین خان وزیر کے ایلچی نے سرفراز خان صوبہ دار بنگال سے

ملہ نادر کی دو بیبیاں تھیں ایک سفر میں ہمراہ اور دوسری شاہی محلوں میں رہتی - نادر اوس اسیر کو جسکی ایک سے زیادہ زوجہ ہوتی ملامت کرتا +

دربار مین نادر کی آمد بیان کی تو اوسنے بموجب نصیحت حاجی احمد خان کے تین سال کی مالگذاری دہلی کو روانہ کی اور خطبہ مین نادر کا نام پڑہا - اس روپیے کے وصول ہونے کی مصیبت کو ہندوستانی عاملون نے بہت ترقی دی یعنے اگر نادر نے دس ہزار طلب کئے تو اونہون نے چالیس پچاس ہزار وصول کئے - ہزارون پورا نے رئیس دردون سے پٹے - بہت سے قیدی غلام بنائے گئے - خصوصًا یہ وقت ہندو مالدارون کے لیے نہایت سخت تہا جو کہ روپیہ کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تہے خودکشی کرکے اپنے اہل وطن سے جاملے یا بے عزتی کے ڈر سے گھرون مین کچہہ کہا کر سو رہے - دلی کے کنوئین چاہ بابل ہو گئے - آخرکار جب کوئی ٹہکانا روپیہ لینے کا باقی نہ رہا تو عزم مراجعت کیا اور بادشاہ کو زیور پہنا تخت پر بٹہایا اور عہدنامہ لکہا گیا - جسمین دریا ے سندہ کی مغرب کی طرف کا ملک ایران کی قلمرو مین ملا یا گیا - اس غنیمت کو کوئی بندہ کوئی تیس کوئی ستر کرور کا لکہتا ہے اور بے شمار جواہرات بتاتا ہے جنکی قیمت کا اندازہ نہین ہوسکتا - جب نادر کو معلوم ہوا کو سپاہیون نے جواہرات چہپا رکہے ہین - اسباب کی تلاشی لی جو کچہہ ملا ضبط کر لیا - گر سپاہی اس سے ناراض نہین ہوئے کیونکہ قندہار کی فتح کی خوشی مین تین ماہ کا انعام تمام سپاہ کو دیا تہا اور ایسا ہی فتح کرنال کے بعد کیا - اور جب ہندوستان سے لوٹا خوب انعام اکرام اور سردارون کو خلعت دیے بعضے یہ کہتے ہین کہ نادر نے یہ جواہرات اسواسطے لیلئے کہ سپاہی دولتمندی سے عیش پسند نہ ہو جاوین - چونکہ دربار دہلی نے دوستی کے حقوق پر کچہہ بہی

لحاظ نہ کیا اور فراری افغانونکو اپنے ملک مین پناہ دی اور وے سہارا پاکر اپنے ملک کو حاصل کرنیکو مستعد ہوئے اور ایران کو اونسے پھر لڑنا پڑا اور اوسکے ایلچیون کو جواب سے ہی جواب نہین ملا بلکہ جان بھی نہ بچی اور یہ سبب اوّل اوسکی مہم کا ہے دوسرا باعث یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جو نقصان افغانون سے لڑنے مین ہوا اور خزانہ ایران خالی ہوگیا اوسکو کسی زرخیز ملک کی غنیمت سے پورا کرے ماسوائے اسکے نادر نے جو بہت سا جوش ایران مین پھیلا دیا اور فوجکو ملک گیری کا خیال ہوا اگر دوسری سلطنتونکے فتح کرنے مین صرف نہ کیا جاتا تو باہمی تکرار سے کٹ مرتے اس لحاظ سے یہ حملہ خالی از دانشمندی نہ تھا۔ جب ہم پڑہتے ہین کہ ہندوستان کو فتح کیا اور پھر تاج بخشی کی تو اوسکے اولوالعزم اور صاحب ہمت ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اگرچہ لوگ قتل عام دہلی سے نفرت کرتے ہین مگر قتل عام فدرستہ یہ ثابت کرتا ہے کہ جبار بادشاہ اکثر ایسا کرگذرتے ہین جو نادر کا خط ذیل مین درج ہے اوس سے مختصر دلچسپ حال معلوم ہوگا۔[1]

---

[1] نادر نے اپنے بیٹے رضا قلی کو لاہور سے لوٹتے وقت لکہا جسکا خلاصہ یہ ہے

کمال خبر سے مذبگ وزیر و سپاہ ایران با مقدمہ لشکر ہند غلبہ ایرانیان سپہ و جیانکو کشتہ کر برائے منع ملحق شدن لشکر سعادت خان بہ لشکر محمد شاہ رفتہ و ناقہ بیان ترتیب نشستہ بود و سے و لیبازان سے تحدید بدین مضمون کہ چون ایمن و دیجہ شاہ سید متفکر گشت و لشکر خود را با نمودہ صف محاربت آراست و لکہ در آمد و سے خیمین لہد نیم قرادول بہ جنب صیانت اردو گذاشتہ

نادر کی سپاہ کو جاتے وقت اس ملک کی گرمی نے سخت تکلیف دی اور پنجاب کے دریاؤں اور اٹک کے پار اوترنے مین بڑی بڑی دقتین پیش آئین کیونکہ عارضی پلون کے بنانے مین بہت دیر ہوتی اور ڈاکو لوٹ مار سے تنگ کرنے لگے جیسا چہ صد نے پیشتر محمود کو سومنات سے ہٹتے وقت دق کیا تہا جب ہندوستان کی حد سے نکلا کابل کی پہاڑی قوموں نے حملہ کرنے کا عزم کیا۔ راستے کی ناہمواری نے مشکلو کو دو چند کر دیا +

ایرانی اپنے فتحمند بادشاہ کے واپس آنے پر بڑی بڑی امیدین لگائے بیٹھے تھے۔ انہون نے اس فتح کا ثمرہ جلدی پا لیا۔

$\frac{۱۷۴۰}{۱۱۵۳}$ مین نادر نے ایران مین جاتے ہی ہر قسم کا سہ سالہ محصول معاف کر دیا اس سبب سے تمام رعایا مالا مال اور خلقت خوشحال اور فراغبال ہوگئی۔ جو کچھہ اوسنے غنیمت مین حاصل کیا تہا اوسکو خوب مبالغہ سے بیان کیا ہے۔ نادر ہزارون کاریگرون اور ماہران علم موسیقی کو ہندوستان سے لیگیا جسکے باعث لوگون نے خیال کیا کہ اب نادر عیش و عشرت سے باقی زندگی بسر کرے گا۔ ایرانی کیا محقق کیا جاہل سب کے سب عجیب الخلقت جانور (ہاتھی) کے دیکھنے کے مشتاق تھے۔ کیونکہ اونہون نے اس جانور کی صرف تصویرین ہی دیکھی تہین۔ اس دفعہ اہل ایران نے نادر کا ایسا شان

وار قادر متعال استعانت جستہ بر دشمن حملہ بردیم تا دو ساعت تمام تنور حرب گرم بود و آتش توپ و تفنگ خرمن ستدعمر اعدا بعد ازان لیون آلمی بہادران شمشیر شکار صف خصم را برہم زدہ

وشوکت سے استقبال کیا وکسرے وجم کے قصے افسانہ ہوگئے اور اس ہیرو کی تعریف مین لوگون نے ہزارون قصیدے لکھے ÷

نادر کی سپاہ بعد مہم ہندوستان کے آرام کی طالب ہوئی اور نادر نے بھی اوسکو منظور فرمایا۔ آور بعد عبور دریا سے اٹک کے سندہ کے ایک صوبہ دار کو باجگذار بنانے کی غرض سے گیا۔ اس امیر نے پہلے نادر کو ہندوستان مین آنے کی ترغیب کی اس سے یہ غرض تھی کہ بعد شکست شاہ دہلی کے خود مختار سلطنت قایم کرے مگر جب دیکھا کہ یہ ملک نادر کے قبضے مین گیا تو اپنا تمام مال و اسباب لیکر امرکوٹ مین چلا گیا اور مقابلہ کا ارادہ کیا۔ اوسکا دار الخلافت فتح ہوا اور لوٹا گیا لیکن وہ نادر کی خدمت مین حاضر ہوا نادر نے خطا معاف فرما کر اوسکو بحال کیا اور اوسنے باجگذاری کا عہدنامہ تحریر کیا۔

ایشان را متفرق کردند درین مقام تفصیل اسمائے اعاظم امرا که کشته و زخمی و اسیر شدند سے نماید از جملہ مقتولین خاندوران و از ماسورین سعادت خان را ذکر سے کند و بعد سے گوید که این جنگ دو ساعت طول کشید و دو ساعت و نیم عساکر ما غنیم را تعاقب کردند ہنوز یک ساعت از روز باقی بود که معرکہ حرب بکلی از دشمن پاک شد و چون استحکامات اردوے ایشان مستحکم و مضبوط بود فرمان دادیم

۱؎ یہان سے ہمایون نے شیر شاہ کے ڈر سے پناہ لی اور سنہ ۹۴۹ھ مین اکبر پیدا ہوا۔

نادر نے ۱۱ مئی ۱۷۴۰ء کو ہرات مین داخل ہوکر تمام جواہرات اور عمدہ اسباب اور نفائس ہندوستان کو سجا کے نمایش کی جسمین تخت طاوس بہی رکہا تہا یہ شاندار جلسہ ۱۳ جون سے شروع ہوا اور کئی روز تک رہا - درباری عیش کرتے تہے سپاہی ناچ رنگ مین مشغول تہے ہر طرف سے صدائے رقص و سرود بلند تہی ہر شخص نے اپنے مقدور بہر عیش کے سامان مہیّا کئے غرض اس جشن شاہانہ کی شوکت و عظمت کی افواہ ممالک اور دور دست مین پہیل گئی - یہان سے نادر جانب بلخ روانہ ہوا (یہانسے رضا قلی کو انعام اور ہدایا عنایت فرمائے) اور دریا ئے جیحون کے عبور کی طیاری کی شاہ بخارا کو سزا دینے کا ارادہ کیا - کیونکہ جب ہندوستان کی مہم مین مصروف تہا اوسنے خراسان مین کئی حملے کئے - اس مہم سے نادر کا مقصود سلطنت کا وسیع کرنا نہ تہا بلکہ وہ باشندگان ترکستان کو سزا دینا چاہتا تہا - ابوالفیاض خان حاکم قوم ازبک اگرچہ چنگیز خان کی اولاد مین ہونے کا دعوے کرتا لیکن اوسمین سکت باقی نہ تہی نادر نے اپنا وزیر اوس کے پاس روانہ کیا کہ اگر تم بربادی سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو فرمانبرداری اختیار کرو اس عرصے مین لشکر بہی جلدی جلدی منزلین طے کرتا ہوا ۲۳ - اگست کو بخارا میں

کہ از یورش دست بدارند خزانہ بسیار و چند فیل و قدرے از توپ خانہ پادشاہ ہندوستان و نفائس غنایم از ہر قسم بہ سبب این فتح بدست افتاد و از بیست ہزار متجاوز از دشمن بر خاک ہلاک افتادند و خیلے بیش ازین نیز در قید آسار در آمد بعد ازین جنگ فی الفور لشکر

داخل ہوا اور شہر سے ۱۲ میل کے فاصلے پر چھاؤنی کی - ابوالفیاض خان مع اہل دربار
کے حاضر ہوا نادر نے دربار میں اوسکو عزت کی جگہ بٹھایا اور چند روز بعد تخت نشینی کی
اجازت دی - صلح نامہ لکھوالیا - دریائے جیحون دونوں سلطنتوں کے درمیان حد مقرر
ہوئی - حاکم بخارا کی لڑکی سے نادر کے بھتیجے کی شادی ہوئی - نادر نے بہت
سے تاتاری لوگوں کو اپنی فوجوں میں بھرتی کیا -

پھر نادر نے اپنی فوج کا رخ ملک خوارزم کی جانب کیا جو کہ دریائے جیحون
پر واقع ہے اور بحر اخضر (لیبین) تک پھیلا ہے - یہاں کا حاکم البرز نام نہایت
سفلہ تھا اسنے سرحد ایران پر بہت ظلم کئے تھے ابوالفیاض خان نے اوسکو چند آدمی
نصیحت کے لئے روانہ کئے کہ بجز اطاعت کے چارہ نہیں مگر اوسنے اُن لوگوں کو قتل
کیا اور اپنے قلعوں پر بھروسہ کئے بیٹھا رہا جب نادر سے لڑائی ہوئی تو فوج قتل کی گئی
اور خود اسیر ہوا - نادر نے البرز کو مع ۲۰ سرداروں کے قتل کر کے اوس جگہ کا
حاکم طاہر خان توبدی چنگیزی کو جو کہ حاکم بخارا کا بھتیجا تھا مقرر کیا - اس سال نادر نے

محمد شاہ را احاطہ کردہ راہ مراودت با اطراف و حوالی را بر ایشان مسدود ساختیم و توپہا و خمپارہ ہا را.
بجہت با خاک یکسان کردن استحکامات مہیا نمودیم چون اختلال و اغتشاش عظیمے در اردوے
ہندیان راہ یافتہ بہ ہیچ وجہ آوارہ پذیر نبودند - محمد شاہ از روے اضطرار لابد شدہ بعد از یکروز
در پنجشنبہ ہفدہم ذیقعدہ نظام الملک را باردوے ما فرستادہ روز دیگر خود با اعیان ملک حضور

قلات کا ارادہ کیا وہان جاکر اوسکی ترقی کے اسباب مہیا کئے شاہی محلات بنوائے
اور تمام خزائن وہین جمع کئے اور آرام سے بسر کرنے کا قصد کیا (قلات مشہد سے
ایک درجہ شمال کو اتر در کوہ مین واقع ہے درۂ کوہ نہایت سرسبز اور شاداب ہے
اسمین دو کوٹ اور ایک سنگ مرمر کا محل بادشاہ کے لئے تعمیر ہوئے - قلعہ کوہ تک
۵ اسیل کی چڑہائی ہے - پہر ایک میدان ملتا ہے اگرچہ یہ اسقدر شاداب نہین لیکن
فرحت بخش ہے - یہان بہی دو کوٹ جو قلعہ قلات کے نام سے مشہور ہے واقع
ہین اور کوہ سفید کے موافق مضبوط خیال کئے جاتے ہین - یہ ایسی مستحکم جگہ ہے
کہ اگر ایک آدمی اوپر سے پتھر لڑکاتا رہے تو دشمن کی بڑی بہاری فوج بہی مشکل سے
کامیاب ہو)

اور چند روز بعد مشہد مین داخل ہوا اور اوسکو ۱۱۴۱ ۱۷۲۸ء / ۱۵۵۴ھ مین پایہ تخت
بنایا اور تین ماہ تک خوب عیش کرتا رہا - پانچ سال مین پانچ بادشاہ مغلوب ہوئے
(دو افغان سردار اشرف اور حسین - محمد شاہ بادشاہ دہلی - ابو الفیاض خان رشتہ

در وقتے کہ محمد شاہ رو باردوے ما آمد بملاحظہ اینکہ از ترکانیم و او نیز از سلسلہ ترکانیہ و خانوادہ گ
است فرزند عزیز نصر اللہ میرزا را تا بیرون اردو بہ استقبال فرستادیم - عمارد خیمہ بادشاہ
گشت بملاحظہ قرابت اہلی آنچہ لازمہ احترام پادشاہی وے بود معمول داشتیم و او ہمہ سلطنۃ
جنود او را باو سپردہ و با حکم کردیم کہ کسے متعرض سرپردہ شاہی و متعلقان سراے سلطنت و امرا

البرز والی خوارزم) سلطنت ایران صرف دشمنون سے ہی نہین بچا ئے بلکہ
اوسکے حدود وسیع کئے شمال مین دریا ئے جیحون مشرق مین دریا ئے سندہ
اور مغرب مین دریا ئے ارکسیز قایم ہوئی اور نادر نے یہ ارادہ کیا کہ ترکون کو دجلہ
اور فرات کے وادی سے نکالدے۔ اس سے پہلے اوسنے اپنے بہائی ابراہیم خان
کے خون کا بدلہ قوم لیسغی سے لینا چاہا۔ جبکہ نادر داغستان مین گذرتا تہا ایسا حادثہ
واقع ہوا جس سے دفعتاً ایران کی تمام امیدین برباد ہوگئین اور وسیع مملکت کی مستقیم
بنا متزلزل ہوگئی۔ جب کہ نادر معہ فوج کے قوم لیسغی سے ملنے کو جاتا تہا دشت مازندران
مین ایک شخص نے درخت کی آڑ مین ہوکر اوسپر گولی چلائی۔ نادر کا ہاتہ زخمی ہوا اور
گہوڑا مر گیا۔ شاہزادہ رضا قلی اور اوسکی فوج نے بہت تجسس کیا۔ لیکن وہ گہنون جنگلون
مین گم ہوگیا چند روز بعد وہ پکڑا گیا میرزا مہدی نے اوسکا نام آغا میرزا پسر دلاور لکہا
ہے جسکو نیک قدم نے بادشاہ کے جان لینے کیواسطہ مقرر کیا تہا نادر نے
اوسکی صرف آنکہین نکلوا کر چہوڑ دیا۔ اس حادثے سے یہ نامور ہیرو ایسا تو مردہ دل ہوگیا

ملکت نسوه و ذریه تخت پادشاه و حرم پادشاهی و جمیع اکابر و اعاظم هندوستان که از اردو حرکت
کرده اند بدهلی رسیده اند و ما نیز در بیست و ششم ذیقعده بجانب دهلی حرکت خواهم کرد اراده این است
که نظر بملاحظه نسب محمد شاه و قرابت ایلی گورکانیه است او را دوباره بر پادشاهی هندوستان مقرر
نموده تاج سلطنت بر سرش نهیم حمد خدا را که بانجام چنین کارها قدرت داد۔

کہ پھر کبھی خطرناک لڑائی مین شامل ہوا - اس پہاڑی قوم نے بہادری سے مقابلہ کیا
اور بسبب ناہموار کوہستانی راہون اور گھاٹیونکے انکا مغلوب ہونا دشوار تھا - بہت سے
کارآزمودہ ایرانی رسالے کام آے - اور فوج روس نے جو استراخان مین جمع ہو رہی تھی
پہاڑی قوم کو اور بہی ہمت دلائی کیونکہ سردار قوم لیسغی نے ایک خط خوشامد آمیز روسی
جنرل کو لکہا کہ آپ ہماری مدد کیجئے اور ہم بہی ۶۰ ہزار آدمی میدان جنگ مین لا سکتے
ہین آخر کار نادر کو فتح حاصل ہوئی لیکن نقصان بہی بہت ہوا -

جس روز سے نادر پر وحشی قوم کے قاتل نے حملہ کیا تہا اوسکو رضا قلی
پر شک گذرا اوسکو طلب کر کے پابزنجیر کیا اور پہر نور بصر باپ کے نظر کیا (۱۷۴۳ع / ۱۱۵۶ھ)
مسٹر ہانوی جو دو سال بعد اس واقعہ کے ایران مین گیا بیان کرتا ہے کہ اس قاتل
کو رضا قلی نے مقرر کیا تہا اور آپ جبکہ نادر ایران مین تہا خودمختار بننا چاہتا تہا اور
مظلوم بادشاہ طہماسپ صفوی کو جو سبزوار مین قید تہا قتل کیا لیکن بادشاہ بموجب
حکم نادر قتل کیا گیا - نادر نے پہر رضا قلی سے بہت ملائمت اور نرمی سے
گفتگو کی اور معاف کرنے کا بہی ارادہ کیا - اگر رضا قلی جرم سے توبہ کرتا - لیکن
غضبناک نوجوان نے کہا مینے چاہا کہ دنیا کو ایک سفاک ظالم کے پنجے سے بچاؤن
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حال اس مصنف نے کسی ایسے شخص سے سنا جو حکم ان
بادشاہ کے گناہونکو پوشیدہ رکھنا چاہتا تہا اسوجہ سے زیادہ قابل اعتبار نہین
لیکن میرزا مہدی — پرائیوٹ سکرٹری اس جبار بادشاہ کا لکھتا ہے کہ اوس
قاتل نے رضا قلی کا نام براہ مکاری نادر کے سامنے بیان کیا (حکیم باطل سہو ہے)

جو نادر کے دربار میں بہ مقام دربند ۱۷۴۱ء میں حاضر ہوا اور اوسکے ساتھ
۱۷۴۴ء تک جنگ تنل کرتا رہا۔ کہتا ہے کہ رضا قلی بالکل بے گناہ تھا اور نادر
اِس حادثہ کے بعد دو فرزندی سے دیوانوں کیطرح اظہار غم کرنے لگا اور پچاس امراء
کو جو اوس وقت موجود تھے ایسا کہا کہ تمنے اپنے ملک کے چشم و چراغ کی آنکھوں کے
واسطے کیوں نہ جان زبان کی۔ نادر اس حادثے سے ہر وقت غمگین اور رنجیدہ
رہنے لگا اور بعد کامیابی جنگ لیسغی کے کسیکی خوشی کا خواہان نہ ہوا اور باقی زندگی
غم و اندوہ مین بسر کی۔ ورجو تین سال تک جنگ ترکان مین مصروف رہا وہ جوش
وخروش جو اوسمین بہ قدرت سنے کوٹ کوٹ کر بھرا تھا ظاہر نہین کیا۔
جلدی جلدی ایرانی۔ بصرہ۔ بغداد۔ موصل فتح کرتے چلے گئے
اور دوسری سال اردن کے قریب اوسی میدان مین جہان ترکوں کے مقابلے
مین سب پہلے فتح حاصل کی تھی مقابلہ کیا۔ ترکونکا سردار خوف زدہ ہوکر بھاگا قتل ہوا
اور نادر کامیاب ہوا۔ یہ اسکی اخیری فتح تھی جو نام کے خوف سے حاصل ہوئی۔
۱۷۴۵ء / ۱۱۹۵ھ مین صلح ہوگئی اور اس روحانی مصیبت مین گرفتار ہوکر اوس دعوے سے
کہ پانچوان مصلے حرم کعبہ مین بنایا جاوے دست بردار ہونا پڑا اور جانبین کے
قیدی رہا کئے اور نیز یہ بھی عہد کیا گیا کہ ایران کے حجاج عرب مین نہ ستائے جائین
عراق اور آذربائیجان سوائے ترکی مقبوضات کے سلطنت ایران مین شامل
کئے جائین۔ اخیر عمر مین نادر نے اپنی رعایا پر بہت ظلم و ستم کئے جسکی نظیرین

دنیا کی تاریخ مین بہت کم ملین گی

نادر خوب آگاہ تہا کہ مذہبی حملہ اور تلا کے قتل سے اور بہی بدنام ہوگیا اسیوجہ سے وہ تمام اہل تشیع ملکہ کل باشندگان ایران کیطرف سے تنگ کرنے لگا اوسکو افغانی رعایا اور افغانی سپاہیو نپر اعتماد تہا جو کہ سنی المذہب تہے۔ ایرانی امراء اور سردار ونکے قتل کی فکر اور تدبیرین ہونے لگین اور ہر جگہ آتش فتنہ و فساد بہڑک اوٹہی۔ دفعتًا۔ فارس۔ شروان۔ اور مازندران مین بغاوت پہیل گئی اور نادر کے دیوانہ پن سکے حکمو نسے شہر کے شہر قتل کر کے بے چراغ کر دیے گئے۔ رعایا نے آبادی چہوڑ کر ویرانو نمین رہنا اختیار کیا۔ اور جب نادر نے اپنے باغی بہتیجے علی قلی خان کی سرکوبی کے واسطے چلا تو ہر ایک ایرانی سپاہی کو قتل کیا چند بڑے افسرو نکے قتل کرنے کے واسطے ایک فہرست مین نام لکہے گئے اتفاقًا اونکو بہی معلوم ہوگیا اونمین سے چار۔ محمد قلی خان سردار اقوام افشار۔ صالح بیگ کپتان باری گارڈ۔ اور دو اور سردار جب کہ اپنی جگہ پر متعین تہے رات ہوتے ہی جب بادشاہ سوتا تہا خیمے کے اندر گہس پڑے۔ گو بادشاہ اس شور و غل سے چونک اوٹہا اور دو کو اپنی تلوار سے قتل کیا لیکن صالح بیگ کی ضرب نے اوسکا کام تمام کیا ؎

بیک گردش چرخ نیلو فری
نہ نادر بجا ماند نہ نادری

کسی شخص نے مرنے کی تاریخ فی النار والسقر　　معہ الجند والبلد
لکھی ہے۔ اگرچہ بدر حال کی ترکیب غلط ہے۔

اس عجیب و غریب شخص کے افعال اور عادات پر
مختصر ریمارک

نادر نہایت پست حالت مین پیدا ہوا وحشی قوم مین اپنی جسمانی طاقت۔ جو لازمی
فطرت انسانی سے جو کہ بعد مین تجربہ سے بڑھ گئی نام آور ہوا اوسکو وطن کی ذلیل حالت
نے اوسمین شریفانہ خیال اور علو ہمتی پیدا کر دی اور اشرف کے مقابلے مین۔
کامیابی نے بادشاہی کے رتبہ کو پہونچا دیا۔ افغانونکو نکالکر ترکونکو شکست دیکر
اور روسیونسے صلح کر کے ایران کو پہلی عظمت و شوکت پر پہونچا دیا اور بعد فتح قندہار
اور کابل کے بہادر دشمنونکو مطیع اور فرمانبردار کر حامی اور مددگار بنانا چاہا اور
مہم ہندوستان کا سبب بخوبی بیان کیا گیا۔ یہانکی دولت اور غنیمت سے ایران
کی سلطنت عظیم الشان نظر آنے لگی اور بخارسے کا حملہ بھی حذاقت اور دانشمندی
سے خالی نہ تہا کیونکہ اوسکو تاراج کر کے ہمیشہ کے واسطے سرحد ایران مین امان قائم
کیا اور اوسکی طاقت شہرہ شرق ایشیا مین پھیلگیا اور جو سلوک ابوالفیض خان اور
بادشاہ ہند کے ساتھہ کیا اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ بے سبب غیر ملکون کو
قبضے مین لانا نہ چاہتا تہا بلکہ صرف مقصود رعب بٹھانے سے تہا۔　کی جب العلی

رفتہ رفتہ کامیابی ۔ شاہانہ اوصاف ۔ شریفانہ حرص ۔ بزرگ اور عظیم مقاصد
قابل تعریف ہیں ۔ اور پھر کیونکر دفعتاً اوسکے خصائل بدل گئے یہ بھی عجیب واقعہ
ہے ۔ جب سے اوسپر حرص اور رشک نے غلبہ کیا وہ نہایت سفاک اور بے رحم
ہوگیا ۔ اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ جس ملک نے اوسکے ہاتھ سے دوبارہ جان پائی
برباد ہو جاوے گا ۔ جب کہ نادر اضطراب اور مجنونانہ حالت میں تھا اون منصوبوں پر
جنکو ایام خوشی میں سوچا تھا کام کرنے لگا ۔ تجارت کو ترقی دینا چاہا اگرچہ جہازوں سے
ملک کو دولت تو ملتی لیکن مملکت نہایت طاقتور ہو جاتی ۔ ایک جانباز مگر بیوقوف
انگریز **ایلٹن** نامی شخص کی مدد سے بحر اخضر میں بیڑوں کا کام جاری کیا لیکن ایرانکو
کچھ نفع نہ ہوا اور روسیوں نے حسد کر کے تجارت کے شروع ہی میں خاتمہ بالخیر
کردیا ۔ پھر بحر عمان (خلیج فارس) میں جہازوں کی تیاری کا حکم دیا اور لکڑی
مازندران کے جنگل سے لانے کی تجویز ہوئی جو کہ ساحل سمندر سے ۶ سو میل ہے
نہ ریل ۔ نہ نہر ۔ نہ سڑک اور نہ اعرابہ (چھکڑے) درمیانی ملکوں کے باشندوں سے
اس کام میں مدد لی گئی مگر تو بھی کچھ نہ ہو سکا چند بصورت ستول اور دیگر آلات اٹھارویں
صدی کے اخیر میں انگریزی تاجروں نے ابوشہر میں دیکھے ۔ خیال کیا جاتا ہے
کہ یہ اوسیوقت کے باقیات الصالحات میں سے ہے اور ایسے ہی سیلے سود
سی صوبہ آذربائیجان سے قلات میں شاہی محلات کے واسطے سنگ مرمر
لانے میں کی ۔ سرجان میلکم کہتے ہیں کہ ہمنے سنہ ۱۸۱۰ء میں اس کان کو دیکھا

جو جھیل عمریہ کے کنارے پر واقع ہے اور موضع مرغان سے ۱۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہان بہت سے انگھڑ تھیرون کی سلین پڑی ہین جو غالبًا نادر کی وفات کے بعد سے نہین چھولی گئین نادر کا مصمم ارادہ واسطے ترقی تجارت کے مسٹر ہانوی کی حکایت سے بخوبی ذہن نشین ہو سکتا ہے۔ جب کہ ہانوی (ایک انگریز سوداگر) لٹ لٹا کر شاہی دربار مین پہونچا اوسنے حکم دیا کہ نقصان کا معاوضہ بلجاوے۔ ایک عجیب نقل ایک کتاب مین لکھی ہے کہ کوئی تاجر جو کابل مین لٹ گیا تھا نادر کے حضور مین گیا اور کہا کہ میرا اسباب چورون نے چھین لیا نادر نے پوچھا کہ کوئی وہان تھا؟

تاجر سوائے لٹیرونکے کوئی نہین۔

نادر وہان پتھر یا درخت یا جھاڑی ہے۔

تاجر صرف ایک درخت جسکے نیچے مین لوٹا گیا۔

نادر نے حکم دیا کہ اوس درخت کے درّے لگائے جائین جب تک کہ اوسکا مال برآمد ہو۔ جلاد روانہ ہوئے اور درخت کو مارنے لگے۔ چند روز کے بعد اوسکا اسباب اوسی درخت کے نیچے سے ملا۔ جب نادر کو یہ افسانہ معلوم ہوا اوسنے کہا کہ مین خوب جانتا ہون کہ جتا زیانے درخت پر اثر ہوا۔ ممکن ہے کہ چورون نے اس جابرانہ حکم سے ڈر کر اسباب رکھدیا ہو۔

نادر کے تبدیل مذہب کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ شیعہ اصولون کے

ساتھ ہی ساتھ خاندان صفوی کی عزت و توقیر بھی جنہون نے اوسکو شاہی اور قومی
مذہب قرار دیا تھا اوٹھادی جاوے اور نیز اوسکو یہ خیال تھا کہ اہل اسلام مین سے
مذہبی تفرقہ جاتا رہے جو اوسکی کامیابی مین مدد دے اور یہ سبب باعث اور
وجہ سے زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے ۔ در حقیقت وہ کسی مذہب کا پابند نہ تھا
ہندوستان سے لوٹتے ہی چارون انجیلونکی فارسی ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔ رومن اور
آرمینیا کے پادریون نے   میرزا مہدی کے زیر نگرانی اس کام کو ختم کیا
پادری - یہودی راہبون اور مسلمان ملاؤنکو جمع کرکے "نئے عہد نامہ" کو سنا
اور تو اور انجیل پر مذاق اوڑایا - یہودیونکے اصول اور مسلمانونکی روایتونکی بھی عزت
نہ کی اور تمام جماعت کو رخصت کر کے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو ان مذہبونسے بہتر
ہم نیا مذہب ایجاد کرینگے اور یہ سانحہ مئی سنہ ۱۷۴۱ع مین ہوا - ایسا ہی علاءالدین خلجی
کے دماغ مین بھی فتور سمایا تھا پہلے پیغمبر اور پھر سکندر بننے کی سوجی لیکن جب کام
نہ چلا تو روزہ نماز ترک کیا اور یہ کہا کہ "مذہب کو سلطنت کے کامونسے کچھ واسطہ
نہین - مذہب فقط گھر کی باتین اور دل بہلانے کے ڈھکوسلے اور چونچلے ہین -
اور ایسے ہی خیال جلال الدین اکبر کے مشہور ہین کہ اوسنے ایک مذہب "دین
الٰہی اکبر شاہی" کے نام سے جاری کرنا چاہا خود اوسکا رسول تھا اور ابوالفضل
کو خلیفہ مقرر کیا اور کلمہ لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ مقرر کیا ۔
شاہان صفوی نے ایک طاقتور صوبہ قایم کیا تھا جسکا سردار صدر الصدور

یا کوئی مجتہد تھا۔ مذہبی جماعت ضعیف العقل اور متعصب شاہ سلطان حسین کی ماتحتی
مین چین کرتے تھے۔ اسکی بدخلقی سے لوگ نفرت کرتے تھے۔ آخرکار
نادر نے خانقاہون اور دینی عمارتون کو بھی لوٹا۔ ملاؤن اور عوام الناس
کو جمع کر کے کہا کہ یہ روپیہ کس جگہ صرف کرنا چاہیے۔ اونھون نے کہا کہ کالجون
اور مسجدون مین۔ کیونکہ یہ لوگ بادشاہ کی عمر درازی اور دوام دولت کی دعا
کرین گے۔ نادر نے جواب دیا کہ کیا تمھاری دعائین بے اثر ہین کیونکہ
جب تم کثرت سے تنخواہین اور روظیفہ پاتے تھے اوس سلطنت کو خدا نے
زیر و زبر کر دیا اور میری قوت بازو کی ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ میرے
سپاہی برگزیدہ ہین اور اس سے اونکو بھی مدد ملنی چاہیے۔ نادر نے تمام
اوقاف ضبط کر لئے اور مجتہدین کی تنخواہین بند کر دین۔ برائے نام روزینہ
یا پنشن مقرر کر دی۔ اگرچہ اسوقت کچھ ہر بونگ نہین ہوا لیکن یہ امر خلاف دور اندیشی
تھا۔ اس گروہ نے فتنہ اوٹھانے کی تدبیرین کین اور رفتہ رفتہ کامیاب ہو
گئے۔ مگر نادر بھی ان فتنہ انگیزون سے خوب آگاہ تھا جب کہ اوسنے ایک
امیر کو دور کے صوبے کا گورنر مقرر کیا تو اوسکو نصیحت کرتے وقت کہا کہ جب تو
ملاؤن سے ملے گا تو وہ میری نسبت کہین گے کہ نادرشاہ تمام دنیا کے بادشاہون سے
برا ہے۔ لیکن یاد رکھنا کہ مین سفاک اور اونکے حق مین نا منصف ہون ؟۔
نادر مذہبی فرقون درویشونکی چالاکیون اور عیاریونکی بھی قدر نہین کرتا تھا

شیعہ لوگون کا اعتقاد ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے جنکا مزار اطہر مشہد مقدس
مین ہے ہزارون معجزے ظاہر ہوتے ہین اور بہت سے نابینا اور مریض تندرست
شفا دہان جاتے ہین - ایسا ہی ایک نابینا شخص عرصے سے وہان مجاور تھا - نادر
اودہر سے گذرا اوس سے پوچھا تو کسقدر عرصے سے یہان عزلت نشین ہے او
عرض کیا "دو سال سے" نادر نے فرمایا کہ "تو اعتقاد نہین رکھتا کیونکر اچھا ہو اگر
تجھکو اعتقاد ہوتا تو اچھا ہوجاتا - اگر تو اس رات مین اچھا نہ ہوگا تو تیری گردن اڑادونگا"
جب کہ نادر لوٹ کر آیا تو اوسکی آنکھین صحیح پائین - تب تو غل مچگیا کہ معجزہ ! معجزہ !!
معجزہ !!! اسکے فی الفور خلقت ٹوٹ پڑی اور اوسکے کپڑے بھی تبرک سمجھکر لے گئی -
نادر نے یہ ملاحظہ کرکے فرمایا کہ "اعتقاد سے سب کچھ ہوجاتا ہے -
نادر کا عقیدہ تھا کہ خدا کا ارادہ کبھی تغیر پذیر نہین - ایرانیونکا یقین ہے
کہ جب سے نادر نے مخلوق کو برباد کرنا شروع کیا تو وہ اپنے آپ کو خدا کی وعید
خیال کرتا تھا - اور نبوت کے لئے ذیل کی حکایت بیان کرتے ہین -

حکایت

ایک مرتبہ علم پر رقعہ لگا ہوا پایا جسمین لکھا تھا کہ "اگر تو بادشاہ ہے تو رعایا کی محافظت
کر اگر نبی ہے تو نجات کا رستہ دکھلا - اگر خدا ہے تو اپنی مخلوق پر رحم کر - اگرچہ
نادر نے کاتب کی جستجو کی لیکن کچھ پتہ نہ چلا تو اوسکے جواب کی نقلین تمام لشکر مین
مشتہر کی گئین "نہ مین بادشاہ ہون کہ رعایا کی محافظت کرون - نہ نبی ہون کہ نجات

کار ستنہ نباؤن نہ خدا ہون جو رحم کرون بلکہ مین تمہارے خدا کا آلہ ہون جو تمہارے اعمالونکا بدلہ ہون"

شاید نادر کے خصائل پر ٹہیک ٹہیک یونکو لکہا گیا جو کہ اوسکے افعال اور اعمال سے اخذ ہوسکتا ہے۔ وہ اپنے ملک کے واسطے نجات دہندہ اور برباد کنندہ تہا جیسکہ اوسکے عظیم الشان کام فخر و مباہات کے ساتہہ بیان کئے جاتے ہین ساتہہ ہی اوسکے اخیر عمر کے فعلونپر تاسف اور حسرت کی جاتی ہے جو اوسنے مذہب مین دست اندازی کی وہ ایسے ہیرو کے لئے چندان کم نہین ہوسکتی اگرچہ اوسنے ظلم کیا لیکن اپنے اہل وطن کے دلون مین حب الوطنی اور عظمت کا مادہ پیدا کردیا اور ایران کی سلطنت کو خود مختار کرکے پہلی شان و شوکت پر قایم کردیا۔

راقم

سید آغا حیدر

بقیہ

سیر و شکار

سلسلہ کے لئے نمبر (۷) ملاحظہ ہو

۱۹ - روز شنبہ

آجکے روز مین پانچ بجے بیدار ہوا - ساڑھے چھ بجے ایک پیالی چار لی - ابعدہ گھوڑے پر سوار ہوکر معہ شجاعت خان تھوڑی دور تک ہوا خوری کے لئے گیا - ساڑھے سات بجے واپس ہوا - جب اپنی فرودگاہ پر پہونچا - ایک جوڑا تازی کا جو بمبئی مین خرید اگیا تھا اور میرے حسب الطلب اسوقت بلدہ سے یہان آیا تھا مین نے اوسے بندھا ہوا دیکھا - اس جوڑے کی مادہ نہایت تیز دو اور شکاری ہے اسکا نام **برق** ہے - اسکا نر بھی البتہ تیز ہے مگر چونکہ کسیقدر بھاری ہونے سے کم دوڑتا ہے - اور اسکی آواز بہت بلند اور بھاری ہے لہذا اسکا نام رعد رکھا گیا - مین نے اپنا لباس بدلا اور آٹھ بجے کھانا کھایا - مجرائیونکا سلام لیا - چند خطوط جو بلدہ سے آئے تھے اونکے جواب لکھے - ایک خط سے معلوم ہوا کہ میرا لڑکا راجہ چندو پرشاد روز علے الصباح گاڑی مین ہوا خوری کیا کرتا ہے

اور کبھی کبھی گھوڑے کی سواری بھی کرتا ہے۔ میرے جدّ بزرگوار نے میرے
لڑکے کو ایک چھوٹا سا یابو مرحمت فرمایا ہے۔

جہان مین فروکش ہون یہان سوائے چرند اور پرند کے جو وہ بھی کمیاب
ہین کوئی شکار نہین ملتا اسلئے میرا ارادہ ہوا کہ اس چھوٹی سی جاگیر کی حالت کما حقہ
دریافت کرون۔ اور ایک دو روز اسکے انتظام وغیرہ کے لئے وقف کرون
مین نے نائب کو طلب کیا اور حکم دیا کہ آجکے روز ٹھیک ایک بجے کل دفتر دیکھا
جائے گا۔ معہ اہالیان عملہ کچہری مین حاضر رہو۔ چنانچہ حسب الحکم سب لوگ
حاضر ہوئے اور تنقیح شروع ہوگئی۔ موضع مزبور کا حساب دفتری قاعدے پر
تلنگی مین لکھا ہوا تھا بجمالہ جمع وخرچ اور لاونی تھرک زمین جھاڑ تختہ نظر اندازہ
انعام تھرک وغیرہ کاغذات دیکھے گئے اور بمقابلہ دفتر کلکرنی و مقدمان تحقیقات
سے معلوم ہوا کہ البتہ سعی سے نائب کی اس سال مین وجہ بہ نسبت سالہائے
ماضیہ کچھ افزائش آمدنی عین مال ہوئی ہے۔ اور وہارے کے بارے
مین رعایا وغیرہ کو شکایت نہین۔

تلنگان کا قدیم قاعدہ تیاری مال کا پختہ کرکے بٹائی لینے کا جو بعض
زراعتون پر جاری ہے۔ اسکا بھی نرخی اور قرارداد وہارے کی تجویز پیش کر
نائب کو کہدیا۔

بعض رعایا کی جوڑی زمینونکی تنقیح ہر ایک فرار ۲ کو روبرو بلوا کر کرنے سے

یہ بات ظاہر ہوئی کہ بہ سبب ناداری رعایا کے سال حال سنہ کے چین مال میں سے رقم وصول طلب رہگئی ہے۔ اسکو جلد حکمت عملی سے وصول کرنے اور آیندہ ایسی رعایا کو تقاوی وغیرہ دلواکر تائید دینے سے ناداری دور ہونے کی تجویز بتلائی گئی۔ اس موضع کا اکثر زمینی رقبہ جو فصلا اوّل درجے کا اور بعض دوم وسوم درجے کا قابل فصل آبی وتابی اور ربیع وخریف ہے۔ مگر بعض جائے زمین مرم لوک اور افتادہ اور بنجر بھی ہے۔ اسکے آباد اور معمور ہونے کے لئے تجاویز قول معافی چند سالہ دینے وبعدہ دہارہ اور استاوہ کا قول دینے کے لئے نائب کو کہا گیا۔ اور چند کنٹے وباولیاں افتادہ ہونے سے زمین لایق تری خشکی کے دہارے سے دی گئی۔ باولیوں اور کنٹوں کی مرمت کی برآورد اور نقشہ مرتب کرکے بذریعہ معتمد صاحب جاگیرات جدّ امجد کے منظوری اور ملاخطے میں بھیجنے کے لئے نائب کو ہدایت دی اور چند نمونہ جات تختہ جات حسابی بھی مختصر طور پر مفید مدعا رکھنے کے لئے بتلائے گئے۔ یہانکا نائب سے بادہوراؤ منوجہہ ہوشیار اور صاحب فہم اور علی ہذا کلکرنی بھی تیز فہم ہے۔ کلکرنی مزبور نے ایک دو گوشوارہ اور جمع خرچ جو بتلائے وہ قاعدہٗ قدیم کے موافق درست نہے بظاہر اسمین کوئی سقم دیکھا نہ گیا۔ لیکن دفتر بے ترتیب اور نامہذب رکھا ہوا پایا۔ چونکہ موضع مزبور چندان کلان نہین ہے ایسے بالوں کا اہتمام درست نہین تہا صرف کیقدر سمجھہ کے موافق لکھا گیا

اس موضع مین آبکاری اور محترفہ کی آمدنی ہی من وجہٍ ٹھیک ہے۔ لیکن اہل حرفہ آسودہ نہین دیکھے گئے۔ اج تک کسی نے اس بات پر توجہ نہ کی کہ اہل حرفہ کو ترقی ہر طرح دی جاسئے۔ کیونکہ یہ ایک نہایت ہی بڑا اصول افزائش آمدنی کا ہے بندوبست اور پیمائش کا ہی قاعدہ جاری نہین ہوا تہا اسی پیمائش قدیمہ سے عمل جابی رسقبے کا جاری ہے۔ انعام تہرک کے دیکھنے سے اور زمین انعامات کی طرف کچہہ تھوڑا سا غور کیا گیا تو قرینے سے یہ بات پائی گئی کہ البتہ انعامات کی زمینون مین کسی نوع کی گنجائش دریافت ہے مگر چونکہ فرصت کم تہی اور مین پورا مجاز ہی نہ تہا اسلیئے اسکی مختصر کیفیت حضور پر نور کی خدمت مین بالمشافہ عرض کرنے پر موقوف رکہدی۔

اس موضع مین چند بیتیہ ور لوگ ہی ہین مگر ان کے پیشون اور ہنرون کی افزائش کی جانب کسی نے آج تک التفات نہ کی۔ عدالتی امور دیوانی و فوجداری کی دریافت نائب لوگ بطور سرسری زبانی کر لیا کرتے تھے جسکا کوئی داخلہ دفتری نہین ملتا۔ لہذا وہ کارروائی ہی دفتر مین تحریراً جاری رکھنے کی صورت بتلائی گئی۔ اس موضع مین ایک نہر ہی جاری ہے۔ اور اکثر اسکا پانی بیکار جاتا ہے۔ اسکے اطراف وجوانب کی زراعتون مین باغات اور امرائی لگانے کی کوشش بتائی گئی۔ اور رعایا کو ترغیب دلائی گئی کہ جو کوئی شخص کچہہ اپنا صرف کرکے زمین خشکی کو ترقی اور باغات بناسے گا

چند سال زمین کا دہارہ بطور رعایت معافی خشکی کے نرخ سے دلوایا جائے گا - اسموضع
کا کل زمینی رقبہ پچاس چاور ہے + اور تعداد مردم شماری تخمیناً دو ہزار ہے - اسموضع
کی کل آمدنی فی سال تخمیناً تین ہزار کے قریب ہے اور اخراجات صادر سہ بندی
وحق رسومداران وزمینداران وانعامداران تخمیناً سات سو کے قریب ہے -
چونکہ اون روزون مین تحصیل اور آمدنی وصول نہ ہوئی تہی اسوجہ سے خزانہ کردی وغیرہ
کے دیکھنے کی نوبت نہ آئی - اور نہ پورے طور پر اسکی تنقیح کا خیال تہا کیونکہ مین تو
صرف ہوا خوری اور شکار کے لئے گیا تہا - اتنے امور بہی جو سرسری طور پر دیکھے
صرف اس خیال سے کہ اکثر جد امجد کی تاکید اسجانب تعلیم اور رجحان دلانے پر مائل
تھی - اور خود مجھے بہی مدت سے ایسی باتون کا شوق ہے - بہر حال معائنہ دفتر
وغیرہ مین دو گھنٹے کامل صرف ہوئے اور طبیعت بہی پس پا ہوگئی - لہذا کہین سیر و شکار
کا اتفاق نہ ہوا - خالی اوقات اسی قسم کی گفتگو اور دریافت حالات مین گذری - چنانچہ
اسکا تھوڑا سا جغرافیہ بہی معہ کیفیت ملکی درج ذیل ہے -

یہ موضع منگل پلی بسمت شرق بلدہ حیدرآباد تعلقہ ابراہیم پٹن ضلع ناگر کرنول
مین واقع ہے اور ملک تلنگانہ ہے - یہانکی کشتکار شالی زار کی قسم سے ہے -
سال مین دو فصل

ایک آبی   اور   دوسری تابی

اسموضع کی جانب شرق ایک سلسلہ کوہ ہے - اسکی سرحد تعلقہ ابراہیم پٹن سے ملحق ہے -

جانب غرب دو موضع ہین - اڑتیلہ - ویاحجال - یہ دونون علاقہ صرف خاص مین ہین + اور ایک تالاب بہی ہے - جو کالا تالاب کے نام سے مشہور ہے - جسکا طول تخمیناً تین سو گز ہوگا -

جانب شمال - باون پلی - کوہیرہ - جاگیرات علاقہ لطیف الدولہ مسلم جنگ بہادر سے ملصق ہے اور ایک نہر روان ہے -

جانب جنوب - لوجارم - بلمبر بڑا - کونگیرا - جاگیرات غالب جنگ و راجہ لچھما راؤ وغیرہ - اور ایک نہر ہے -

اسکی آبادی عرض و طول تخمیناً -

طول ۶۰۰ گز عرض تین سو گز

بشکل مربع و مستطیل ہے -

اکناف موضع مین درخت تمر ہندی و ببر - وذوات آبادی موضع مین درخت نیم بکثرت لیکن - سیندی - وتاڑی سب سے زیادہ ہے - زراعت و کاشت کا دارو مدار باؤلیونکے پانی سے بذریعہ موٹ کشی ہے - اکثر اراضی اہل ابادی کے قبضے مین بطریق مقطعہ جو مقطعہ ین کے نام سے وصول ہوا کرتا ہے - لیکن بعض مقطعے جو بندہ کے امراؤنکے ہین اُسکا ین معاف ہے - مثلاً صاحب گوڑہ - و دیوڑی گوڑہ نواب سر خورشید جاہ شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے قبضے مین ہین -

ابراکنٹہ - نواب وقار الامرا بہادر کے علاقے کا ہے - اور کتاری گوڑہ مصاحب خان افغانی کے علاقے کا ہے و حکیم کنٹہ - محل نشکو رجمعدار

کے علاقہ کا ہے - ٹپیل گوڑہ - دیوان بانو - میرے جد امجد کے علاقے میں ہیں
اس موضع کی زیادہ حصہ آبادی مسلمانوں کی ہے - یہاں کی آب وہوا نہایت درست ہے ،
خصوص مرطوب مزاج والونکو نہایت ہی مرغوب و دلکش ہے - جتنے روز میں رہا
بہت ہی مزاج درست رہا - اور اشتہا بھی خوب رہی - فضائیت اسموضع کی نہایت
خوش وضع ہے - اگر اچھے طور پر باغات کے ذرائع نکالے جاویں تو یہ موضع
قابل رشک وہ ہر خاص و عام ہوگا +

۲۰ - روز یکشنبہ

آج صبح میں کسیقدر دیر سے یعنے ساڑھے سات بجے بیدار ہوا - اسوجہ سے
کہ شب میں قریب ایک بجے کے جس مکان میں میں رہتا ہوں اوسکے عقب میں
ایک ہنگامہ ہوا تھا جسکے باعث تمام گاؤں میں ہل چل ہوئی اور لوگ سب مضطرب
ہوئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسیکے مکان کو آگ لگی ہے - دوبارہ
چور اور ڈکیتوں کی خبر معلوم ہوئی - غرض مختلف خبروں کے بعد یہ ثابت ہوا کہ بور نے بچے
نے کسی کنبی کے بیل کو ہلاک کیا - اور اوسکی عورت جو کھیت کی حفاظت کیلئے
سوئی تھی اوسکو بھی کچھ صدمہ پہونچا ہے یعنے اوسکی ران پر خفیف سا زخم آیا جس سے
ہلاکت کا اندیشہ نہیں - پانچ بجے صبح تک اوسکا ہی شور و واویلا رہا - ٹھیک سوا پانچ بجکر
مجھے نیند آئی - میں نے سونے سے پہلے شجاعت خان سے کہدیا تھا کہ اس بچے کا
پتہ لگاویں - اور چند لوگ اوسپر معین کئیں - بعد چار بجے کے وہانکے تحصیلدار نے

نے کیفیت دی کہ ابراہیم پٹن کے تالاب کے قریب ایک چھوٹا
اور وہان پہاڑی ہے ایک بور بچہ وہانپر موجود ہے - مین یہ سن
شکاری لباس پہنکر گھوڑے پر سوار ہوا اور شجاعت خان اور دو
سوار اپنے ہمراہ لیکر ادہر روانہ ہوا - جب قریب اوس مقام کے پہونچا
تو مین نے وہانکے کنبیوں سے دریافت کیا کہ بور بچہ کہان ہے - معلوم ہوا
کہ وہ واقعی اوس پہاڑ پر موجود ہے - یہ پہاڑ موضع مذکور کے سمت مغرب
مین بطور ایک مختصر سے ٹیلے کے واقع ہے - اسکے اطراف مین سینڈہی
بہی کثرت سے ہے - اور مختلف قسم کے درخت بہی موجود ہین - ایک چھوٹی
سی نہر موضع مذکور کے سمت جنوب مین جاری ہے اور پہاڑ کے دامن
سے نکلکر کسی اور موضع کیطرف جسکا نام اسوقت یاد نہین چلی گئی ہے - اس
پہاڑ کے قریب ایک بہت بڑا نیم کا درخت ہے - مین اور شجاعت خان دونون
فوراً اوس پہاڑ پر چڑہ گئے - اور شرف الدین نامی سوار جو ہمراہی مین تہا
مین نے اوسکو حکم دیا کہ چند دیہاتی اور کولیوں سے ہانکا کرائے شجاعت خان
اس ہانکے کا بندوبست رات ہی مین کر چکے تہے - سب لوگ وہان حاضر تہے
اونکو ہانکے کا حکم دیا - ایک شخص (راما) نامی کولی نہایت شجیع اور دلاور شخص ہے
وہ بذات خود ایک نیچہ تیز لئے ہوئے اور چھوٹی سی سپر ہاتہ مین دابے
ہوئے ادہر پہاڑ پر نہایت آہستگی سے چڑہا اوسکی کمر مین ایک تفنگچہ بہی لگا تہا

بار بہرا ہوا موجود تہا۔ مین اور شجاعت خان اوس درخت پر سے اوس وادی کا تماشا دیکہہ رہے ہے۔ ہر چند کہ یہ پہاڑ بلندی مین ۔ بین ۔ تہا مگر پہاڑ پر پہاڑ ہی ہونے کے باعث کچہہ ہمین دکہائی نہین دیتا تہا ۔ جسوقت کوئی اوپر پہونچگیا اوسنے چارونطرف دیکہنا شروع کیا ۔ تہوڑی دیر کے بعد دفعتاً وہ بیٹہہ گیا اور ہمکو اشارہ کیا۔ اوسکے اشارے سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ کوئی شی وہان ہے تہوڑی دیر کے بعد ایک دوسرے تیہر پر وہ شخص دکہائی دیا اوراوسنے ہاتہہ کے اشارہ سے ہمین بور بچہ کو بتایا کہ ایک چہوٹا ہے اور ایک بڑا مین اوسکے اشارے سے نہایت ہی خوش ہوا۔ اور یقین کیا کہ آج ضرور شکار سے کامیاب ہونگا۔ تہوڑی دیر کے بعد ہانکا شروع ہوا (دف) کی آواز سے اوسکی مادہ جسکو اب تک بور بچہ خیال کرتے تہے جانب شمال ایک درہ مین بہاگ کر چلی گئی اوسکا بچہ جسکا قد (ملیڈاک) کے برابر ہوگا وہ ہمارے مقابل کے پہاڑ سے اس اضطرابی کے ساتہہ کودا کہ زمین پر گر پڑا ۔ اور صید اجل ہوگیا جبکہ کوئی نے خبر دی کہ وہ مادہ ایک درہ مین گہس گئی فوراً مین اوسکے دیکہنے کیلئے معہ شجاعت خان درخت سے اوتراب اور اوس درہ کے قریب گیا۔ ہر چند سب نے اس درہ کے اندر بغور دیکہا مگر اوسکا پتہ نہ ملا۔ یہ درہ چہہ سات گز طول مین ہے۔ وہان کے ایک بوڑہی کبنی نے جو اوس ہانکے مین شریک تہا یہ کہا کہ اس درہ مین اسکا مسکن ہے وہ بور بچہ پانچ چار برس کے قبل کسی کا مویشی مار کہتا ہے۔ مین نہایت مایوس ہوا اور یہ حکم دیا کہ اس درہ کے مقابلہ مین ایک جال جس سے شیر وغیرہ گرفتار کرتے ہین رکہدو اور اوسکو زندہ گرفتار کرکے

لے آو انعام دیا جاویگا - ہر چند میرا ارادہ تہا کہ اسکا شکار کرون مگر میری رخصت کا صرف
ایک ہی روز باقی تہا اسلئے مین نے رہنے کا ارادہ فسخ کیا - قریب ایک بجے کے واپس ہوا راستے
مین ایک ہرن کا لبیٹ کا شکار ہوا - غرض محنت کا نتیجہ پایا مگر وہ خوشی حاصل نہ ہوئی - آٹھ بجے
شب کے میرے والد کی چٹہی سے میری نانی صاحبہ کی علالت ظاہر ہوئی - اوسمین یہ بہی
لکہا تہا کہ جسقدر ممکن ہو جلد آو - آج کے روز بسبب راستہ خراب ہونے کے شب وہین بسر
کی مگر طبیعت نہایت ہی سراسیمہ اور مضطرب رہی - دس بجے کہانا کہا کر گیارہ بجے آرام کیا -
چار بجے شب کے بیدار ہوکر تمام اسباب روانہ کیا - آٹھ بجے کہانا کہا کر نو بجے دنکے
گاڑی پر سوار ہوا - اسوقت مین بلدہ سے ایک سوار نے چٹہی میرے والد کی لاکر دی
جس سے ظاہر ہوا کہ شب مین بارہ بجے مریض کا مزاج بالکل حد اعتدال سے تجاوز
کر گیا تہا مگر الحمد للہ کہ دو بجے شب کے کسیقدر مزاج سنبہل گیا - مصری معالج ہو رہا ہے
اگر آج نہین آسکتے ہو تو مضائقہ نہین - صحت مزاج کی کیفیت سنکر اللہ تعالے کا شکر ادا کیا -
چونکہ مین سوار ہی ہوچکا تہا رہنا مناسب نہ سمجہا جملہ رعایا وغیرہ کو خدا حافظ کہکے روانہ

راقم
راجہ کشن پرشاد عفی عنہ

ضمیمہ رسالہ حسن

ہم ذیل میں اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہیں - محمد یوسف منیجر رسالہ حسن -

یہ روغن قوت باہ کے لئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتاد سالہ تک کو یکسان نفع ہوا ہے اسکے استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہے نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطر ورگ و پٹھہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامردیکو خواہ کسی سبب سے ہون بجز خلقی اور مادر زاد نامردی کے اپنی معجز نما تاثیر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے - ترکیب استعمال کا نسخہ ہمراہ تیل کے ملتا ہے - قیمت فی شیشی صہ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن ہوتا ہے۔

دوائی عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزائے مناسب تیار کیا گیا ہے چار حصہ چانول کی برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک عہ پانچ وزیا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہے - خواص آن یعنی برائے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہون - اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید - دافع جریان مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ دارد و ام وضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبائے ہیضہ مین تو حکم اکسیر کا رکھتا ہے یعنے کیسی ہی مریض کی حالت ردی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی -

اکسیر حیات یعنی عرق نجاہ - امراض ضعف بصر و دماغ و صفائی خون و انواع و اقسام بخار جوتھیا - تپ دق - استسقا طحال - آتشک - سوزاک - جریان - سفید داغ - ناسور - بواسیر خونی وبادی اور شرا لجزاری - اور جاندار و نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہین سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے - ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہے قیمت فی بوتل صہ محصول عہ

عجیب چیز - تحلیل بواسیر خونی وبادی و تحلیل ورد و سہ کیلئے عجیب چیز ہے جیسے ہوا

مین ایک دوبار کے استعمال سے درد و جریان جلد دفع ہوتا ہے اور مین ہفتہ مین جسقدر
درد مستہ بالکل دفع ہوجاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۲ تولہ قیمت مع محصول ۲

جہان نما اس عرق کے لگانے سے انکھونکی روشنی تیز ہوتی ہے پھولے درد دھند
سرخی چشم جملہ بیماریونکو دفع کرتا ہے قیمت مع محصول ۴ر وزن عرق ۲ ماشہ

خضاب نایاب

بے مثل رنگ ڈھنگ ہے نادر خضاب ہے — گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسے کہ عوام الناس مین خضاب مین دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنی جو تھے پانچوین
روز مہندی لگا کر باندہنا اور بعد تین گھنٹے کے پھر وسمہ لگا کر باندہنا اسمین قریب چھ گھنٹے کے وقت
ضائع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونیکے بجائے اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت ظاہر ہے
کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ
نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہئے بجا ہے۔ انہین دقتونکے سبب سے
یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا ہے جسقدر تعریف کیجائے بجا ہے ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر
طلب کرین ہمین کوئی مبالغہ نہین تہوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون۔
دافع بالخورہ خارشت سر ضعف دماغ۔ علاوہ برین خوشبو مین بے نظیر مثل کیوڑہ باعث درازی مو
مفرح دماغ ہے۔ بالون مین سختی نہین دیتا ہے بلکہ ملایم رکھتا ہے۔ سیاہی مین بالونکو اصل بالونکے
کرتا ہے۔ دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندہنے کی ضرورت نہین
دوسرے تیسرے لگائے تو بال سیاہ مثل اصل بالونکے ہونگے کوئی تمیز نہ کر سکیگا۔ ایک بوتل مین
۳۰ روپیہ بھر یعنے ڈیڑہ پاو ہوتا ہے قیمت فی بوتل عہ علاوہ محصول نصف شیشی عہ چونکہ ترتیب
عہ اس سے کم غیر ممکن ہے میرے شفاخانہ مین علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سے سندی خطوط یعنے سرٹیفکٹ جو صاحبان بلند مین بہادران
نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائے ہین اور نیز ہندوستانی خطوط قریب ہزار بارہ سو کے موجود
ہین جو شاید اور کارخانون مین نہونگے چاہیے کہ طلب فرما کر ملاحظہ کرین میری ادویہ سے ہزارون نے صحت
پائی ہے اور بغیر سفارش بہت لوگونکے سارٹیفکٹ موجود ہین آپ بہت تہوڑے ٹکٹ بھیجکر طلب کرین کیونکہ بعض جگہ

لیے اپنے شہر کے مقبول خوشنما درک کے سارٹیفکٹ بنانے [illegible] سے سارٹیفکٹ [illegible]
فائین تاکہ دھوکا نہ ہو۔ ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار میں چھپنے کی گنجایش نہیں رکھتی ادویہ سے
لطف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں کارخانہ سے طلب
کریں مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

المشتہر حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم محمد حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمنڈی۔

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائین

ادویات ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور میں جو [illegible] سے
جاری ہیں ملتی ہیں مفصل فہرست و سارٹیفکٹ ٹکٹ آدھ آنہ سے مل سکتی ہیں۔

طلا جو استعمال بچپن کے نقص گزنگی رطوبت و بگاڑ کو دور کرتا ہے فی تولہ للعہ ضعف اعضائے رئیسہ
و معدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام خواہش سر کی انتہا ضعف جگر و سستی لاحق ہو دور کرتا ہے۔

سوزاک نیا ہو یا پرانا علی العموم ۲۴ گھنٹہ میں اپنا اثر سوزش ریم وغیرہ کو دور کرتا ہے فی تولہ عہ

ہیر آئیل خوشبودار بالوں کو سیاہ رکھتا ہے نزلہ زکام ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر
کو مٹاتا ہے فی شیشی ۔ ایک روپیہ

حب آتشک بلا منہ آئے ختم ہے و دست وغیرہ کرتا ہے پرہیز بہت نہیں دو ہفتہ عہ

کحل الجواہر سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول و دھند جالا خارش پانی جانا
۳ ماشہ عہ

عجیب الاثر منجن دانت کا ہلنا کیڑے کا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑوں کی
خرابیاں ۲ تولہ عہ

حب بواسیر بادی خونی سوزش قبض کو مفید دو ہفتہ عہ

حب ذیابیطس بار بار آنا پیشاب کا پیاس و کمزوری کو دلاغری کو دافع ہے فی تولہ عہ

عرق قایم مقام افیون و چانڈو بلا تکلیف و بلا درد بہرج نشہ چھوٹ جاتے فی تولہ عہ

عرق ماء اللحم المصفی مولد خون مقوی [illegible] ضعف جگر دل و دماغ معدہ [illegible] درد سر
تاپ تلی [illegible] مفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ سے فائدہ [illegible] ایام حیض [illegible] قایم رہنا